"ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جائے گی۔"

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم

سُنّت و بدعت کی کشمکش

ماہر القادری رحمہ اللہ

www.KitaboSunnat.com

دار المسلم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مجلس التحقیق الاسلامی زیر اہتمام

قُلْ أَطِيعُوا اللهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

محدث لائبریری

کتاب وسنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم الله الرحمن الرحیم

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)

کتاب نمبر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

﴿وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ﴾ (یوسف ۱۲/۱۰۶)

(ترجمہ) "اور بہت سے لوگ اللہ پر ایمان لانے کے باوجود شرک کرتے ہیں۔"

www.KitaboSunnat.com

سنّت و بدعت کی کشمکش

مؤلف: مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ / مرتب: ڈاکٹر تابش مہدی

یہ کتاب پاکستان میں پہلی بار کمپیوٹر کمپوزنگ اور توضیحات مزید کے ساتھ شائع ہو رہی ہے۔

دار المسلم، لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق بحق دارُالمُسلم محفوظ ہیں

نام کتاب : سُنّت و بِدعت کی کشمکش

تالیف : ماہر القادری

ناشر : دارُالمُسلم، لاہور

قیمت : 60 روپے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

حاجت روا سمجھ کے اٹھا لے گئی مجھے
مشکل کشا سمجھ کے اٹھا لے گئی مجھے
میں اک شکستہ سنگ تھا لوح "مزار" کا
دنیا الٰہ سمجھ کے اٹھا لے گئی مجھے

✪ ✪ ✪

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترتیب

نقش اول (تابش مہدی) ۷
عقیدہ اور اس کا بگاڑ ۱۰
شرک و شیطنت اور اس کے چور دروازے ۲۵
مشرکانہ عقائد ۳۸
رفض و بدعت ۷۰
قبوری تصوف کے شیش محل ۸۳
توضیحات مزید (ادارہ) ۱۱۰

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نقشِ اوّل

مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کا نام اردو دنیا کے لیے اجنبی و گمنام نہیں ہے۔ موصوف مرحوم غیر منقسم ہندوستان کے ہر دل عزیز شاعر اور معروف و معتبر ادیب و ناقد تھے۔ اردو ادب کی جملہ اصناف پر انہیں بیک وقت قدرت حاصل تھی۔ نعت و منقبت، نظم و غزل، افسانہ و صحافت اور نقد و تبصرہ غرض کہ ہر میدان کے شہسوار تھے۔ خصوصاً نقد و تبصرہ کی دنیا میں ان کی شخصیت مسلّم اور یگانہ روزگار تسلیم کی جاتی تھی۔ اپنے ماہ نامے "فاران" کراچی کے صفحات پر "یادِ رفتگاں" کے عنوان سے جو وفیاتی مضامین وہ ہر ماہ لکھتے رہے ہیں وہ ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتے ہیں۔ لاریب انھیں ہندوپاک کی پچاس سالہ ادبی تاریخ کا بیش قیمت سرمایہ کہا جاسکتا ہے۔

مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ نے جس ماحول میں شعور کی آنکھیں کھولیں وہ کافی حد تک خانقاہی و متصوفانہ تھا۔ ان کے والد ظریف مرحوم اپنے عہد کے نعت گو شاعر اور "میلاد و اعراس" کے رسیا تھے۔ وہ اپنے ذہین و خوش گلو فرزند کو بھی اسی دنیا سے وابستہ دیکھنا چاہتے تھے۔ چنانچہ والد بزرگوار کی ترغیب پر ماہر صاحب سیرت و "میلاد" کے جلسوں میں عہد کم سنی ہی سے شریک ہونے لگے تھے۔ جہاں اور جس جلسے میں جاتے اور اپنے ابتدائی دور کے نعتیہ اشعار سناتے، سامعین پر "وجد" کا عالم طاری ہو جاتا تھا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں خوش فکر کے ساتھ خوش آواز بھی بنایا تھا، اور پھر اٹھتے شباب کی خوش آوازی! یہی وجہ ہے کہ ماہر صاحب کی زندگی کا تقریباً ابتدائی چوتھائی حصہ "تصوف و خانقاہ" سے وابستہ رہا ہے۔ اپنے عہد کے نامور "پیر طریقت" مولانا عبدالقدیر بدایونی ان کی شاعرانہ صلاحیتوں کے قدر دان اور حسن صوت کے حد درجہ گرویدہ و شیدائی تھے۔ اپنے اکثر دور دراز کے دوروں پر انہیں ساتھ رکھتے تھے۔ مولانا ماہر کے عراق اور دوسرے بلادِ اسلامیہ کے اسفار انہیں مولانا بدایونی ہی کی توجہ کے رہین منت ہیں۔

خود ماہر صاحب نے اپنے متعدد مضامین اور سفر ناموں میں مولانا عبدالقدیر بدایونی سے اپنی وابستگی کا تذکرہ کیا ہے۔ مولانا عبدالقدیر بدایونی ہی سے تعلق کے باعث ماہر صاحب کچھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دنوں بدایوں میں بھی قیام پذیر رہے ہیں اور وہاں کی "میلادی مجلسوں" کو اپنی نعتوں اور سلاموں سے گرماتے رہے ہیں۔ شاید اسی وجہ سے بعض حضرات انہیں ماہر القادری بدایونی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔ مولانا قاری محمد طیب صاحب سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند کے ایک سے زائد مضامین میں بھی میں نے ماہر صاحب کے نام کے ساتھ بدایونی لکھا دیکھا ہے، حالاں کہ وہ وطناً بلند شہری تھے۔ قصبہ کیسر کلاں کے پاس ایک چھوٹی سی بستی قادری باغ ہے، وہیں کے رہنے والے تھے۔ "قادری" کی نسبت بھی اسی وجہ سے کرتے تھے۔

مولانا عبدالقدیر بدایونی سے غیر معمولی تعلق و وابستگی نے انہیں کافی حد تک قبوری نہیں تو "خانقاہی" بہر حال بنا دیا تھا۔ مگر چونکہ وہ ایک دین پسند اور ذہین انسان واقع ہوئے تھے، اسی وجہ سے ان کی یہ حالت تادیر قائم نہ رہ سکی اور پھر ایک دور وہ بھی آیا کہ مولانا ماہر القادری شرک و بدعت اور "قبور و خانقاہ" کے خلاف شمشیر برہنہ بن کر سامنے آگئے۔ اپنے موقر و کثیر الاشاعت جریدہ "فاران" کے ذریعہ سے جہالت و شیطنت کے تمام دیوتاؤں کے بخیے ادھیڑ دیئے اور پوری زندگی اپنی اسی روش پر قائم رہے۔ کبھی اور کسی بھی موقع پر مداہنت و رواداری کی راہ نہیں اختیار کی۔

"فاران" کا "توحید نمبر" جن لوگوں نے بھی پڑھا ہو گا وہ میرے اس دعوے کی تصویب کریں گے۔ اس نمبر نے شرک و بدعت کے بڑے بڑے قلعوں کو متزلزل کر دیا۔ مولانا عامر عثمانی، مولانا علی میاں، دوسرے ارباب قلم کے "شرک و بدعت سوز" مضامین کے ساتھ ساتھ مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کا اداریہ "نقش اول" غیر معمولی قدر و قیمت کا حامل تھا۔ یہ اداریہ بعد میں شکوہ آباد یوپی اور ملتان وغیرہ سے "نقش توحید" کے نام سے کتابی شکل میں شائع ہوا، اور مولانا عامر عثمانی رحمہ اللہ نے اپنے مکتبے سے "بدعت کیا ہے"؟ کے نام سے جو کتاب شائع کی اس میں یہ مضمون سر فہرست ہے۔ سچ پوچھیے تو مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کا مضمون ہی اس نمبر کی جان تھا۔ شاید اس وجہ سے کہ وہ گھر کے بھیدی تھے، وہ اس وادی کے نشیب و فراز سے واقف تھے اور انہیں یہ بات بخوبی معلوم تھی کہ شرک و بدعت کی یہ بیماری کس کس طرح سے انسان کے اندر گھس کر اس کی متاع توحید کو گھن کی طرح چاٹ لیتی ہے۔ اس لیے کہ بدعت، سنت ہی کی نہیں توحید کی بھی ضد ہے۔ جس دل میں بدعت کی طرف سے نرمی اور رواداری ہو گی اس میں توحید کا گزر ممکن ہی نہیں ہے۔ جو لوگ اپنے نفس کو دھوکا دینے کے لیے بدعت سیئہ اور بدعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حسنہ یا بدعت فی الدین اور بدعت للدین کی تقسیم کرتے ہیں وہ شدید ترین گمراہی کا شکار ہیں۔

بدعت بہر حال بدعت ہے۔ اس میں سیء و حسنہ کی تقسیم ہرگز ہرگز جائز نہیں اور ہر بدعت گمراہی اور جہنم کی طرف لے جانے والی ہے۔

مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کا شرک و بدعت کے مقابلے میں یہ قلمی جہاد "فاران" کے ستائیس سالہ ریکارڈ پر محیط ہے، جو اب تک کم از کم بھارت کے عوام کی نظروں سے اوجھل رہا ہے اور سوائے "توحید نمبر" کے اداریے کے تمام مضامین گمنامی کے دبیز پردوں میں پڑے ہوئے ہیں۔ حالاں کہ ان کی اہمیت کے پیش نظر ضرورت ہے کہ انہیں زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچایا جائے۔

زیر نظر کتاب "سنت و بدعت کی کش مکش" راقم الحروف نے اب سے تقریباً گیارہ برس پہلے اسی جذبے کے تحت مرتب کر کے مکتبہ الایمان دیوبند سے "سنت یا بدعت" کے نام سے شائع کی تھی۔

"سنت و بدعت کی کش مکش" مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کے ان مضامین کا مجموعہ ہے جو انہوں نے شرک، بدعت، "میلاد و عرس" اور "تصوف" وغیرہ کو موضوع بنا کر "فاران" کے صفحات میں سپرد قلم فرمائے تھے۔ اس کا انتخاب محض اس وجہ سے کیا گیا ہے کہ ان دنوں ہمارے معاشرے میں شرک و بدعت اور "قبوری تصوف" کی وباء عام ہے۔ ہمارے اکثر علماء کو اس کی سمیّت کا کوئی احساس نہیں ہے۔ وہ امت کے بناؤ اور بگاڑ سے بے نیاز ہیں بلکہ علماء کا وہ طبقہ بھی کچھ دنوں سے اس "وباء" کی لپیٹ میں آتا جارہا ہے، جو ماضی میں کبھی اس سے شدید بیزار اور متنفر رہا ہے۔

علماء دیوبند جو کبھی شرک و بدعت اور "قبور و اعراس" کے مخالف گردانے جاتے رہے ہیں، آج شرک و بدعت اور "قبور و اعراس" کی گرما گرمی کو فروغ دینے میں بریلویوں کے شانہ بشانہ چل رہے ہیں بلکہ بعض معاملات میں بریلویوں سے بھی آگے نکل چکے ہیں

؎ پھر کسے رہنما کرے کوئی!

تابش مہدی

(نئی دہلی) ۷ ستمبر ۱۹۹۳ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عقیدہ اور اس کا بگاڑ

اسلام عقیدہ اور عمل کے مجموعہ کا نام ہے، عقیدہ اور عمل کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ ایمان لانے اور اسلام قبول کرنے کا لازمی طور پر یہی نتیجہ ظہور میں آنا چاہیے کہ اسلام نے جن چیزوں کے کرنے کا حکم دیا ہے ان پر عمل کیا جائے اور جن باتوں کے کرنے سے روکا ہے انہیں ترک کر دیا جائے۔ قبول اوامر اور ترک نواہی' یہ ہے ایمان اور اسلام کا مطالبہ۔

ایک مومن سے بشری کمزوری کی بناء پر ہوائے نفس سے مغلوب ہو کر معصیت کا ارتکاب بھی ہو جاتا ہے۔ کوئی شک نہیں کہ معصیت دین کا نقصان ہے مگر معصیت سے ایمان ضائع نہیں ہوتا۔ ایک عاصی و خاطی بھی مومن ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے توبہ کا دروازہ ہر وقت کھلا رکھا ہے۔ مردِ مومن سے معصیت کا ظہور وارتکاب ہو جائے تو اس کے ایمان واسلام ہی کا یہ تقاضا ہے کہ اپنے گناہوں سے خلوص دل سے ندامت و توبہ کا اظہار کرے، اللہ تعالیٰ سے اپنی خطا اور لغزش کی معافی چاہے اور گناہ کی تلافی اور اصلاح حال کی جانب پوری طرح سے مائل ہو جائے۔

جب تک کوئی مسلمان دین کے بتائے ہوئے حلال و حرام پر ایمان رکھتا ہے اور ان کے درمیان امتیاز کرتا ہے، عمل کی خرابی اور لغزش و معصیت کے باوجود اس کا ایمان باقی رہتا ہے۔ معصیت دین کا زیاں ہے مگر وہ کفر نہیں ہے۔ اس عقیدہ کے باوجود ایک مسلمان کو خوش اعمال اور نیکوکار ہی ہونا چاہیے۔ فسق و فجور اور غفلت و معصیت کی زندگی، ایمان کے تقاضوں سے میل نہیں کھاتی۔ عقیدہ اور عمل اور قول و فعل کے درمیان مطابقت اور یک رنگی کا نہ ہونا "نفاق" کی علامت ہے۔

مگر عمل کے مقابلہ میں "عقیدہ" کا معاملہ بہت زیادہ نازک اور اہم ہے۔ عقیدہ کی خرابی کے مختلف مدارج اور متعدد صورتیں ہوتی ہیں: معصیت، گمراہی، مشابہ کفر، قریب کفر اور بعض "کفر" اور بعض "شرک"۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عمل میں خرابی اور فساد لذت نفس اور ہوائے نفس کے سبب پیدا ہوتے ہیں، مثلاً ایک مرد کسی نامحرم عورت کو اس لیے گھورتا ہے کہ ایسا کرنے سے اس کا نفس لذت محسوس کرتا ہے، آدمی کسی دوسرے کا مال اس لیے چراتا ہے کہ چرائے ہوئے مال کو کام میں لا کر اس کو طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوتی ہیں۔ جلب منفعت اور حصول لذت نفس، یہ ہیں فساد عمل اور معصیت و خطا کے اسباب۔

عمل کے فساد و خرابی کی طرح، عقیدہ کے فساد و خرابی کا سبب لذت نفس نہیں ہوتی۔ اس خرابی کے دوسرے بہت سے اسباب و داعیات ہیں، جن میں سے ایک سبب "جلب منفعت" کا جذبہ بھی ہے۔ اس کی مثال ہمیں عرب کی تاریخ میں ملتی ہے۔ یہ کہ عرب کے ایک شخص (عمرو بن لحی) نے شام میں لوگوں کو بت پرستی کرتے دیکھا تو ان سے پوچھا کہ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ اسے جواب دیا گیا کہ "یہ بت جن کو ہم پوجتے ہیں' مصیبت میں ہمارے کام آتے ہیں۔ ان کی وجہ سے ہم کو رزق کی فراوانی ملتی ہے۔ خشک سالی ہو تو ان کی برکت سے ہماری زمینوں پر مینہ برستا ہے۔ ہمارے ارضی خدا بیماریوں کو دور کرتے ہیں"۔ شام کے بت پرستوں کی یہ تقریر سن کر، اس شخص نے کہا: "اپنے ان خداؤں میں سے ایک دو خدا مجھے بھی عنایت فرما دیجیے۔ ہم عرب کے رہنے والوں پر رزق کی بڑی تنگی ہے"۔ چنانچہ یہ شخص ملک شام سے چند بت لے آیا اور مکہ میں آکر اس نے پروپیگنڈہ شروع کیا کہ میں نے ان خداؤں کی پرستش کے باعث اپنی آنکھوں سے شام میں مینہ برستے دیکھا ہے۔ وہاں کے لوگ ان بتوں کو پوج کر بڑے فائدے حاصل کرتے ہیں۔ اس شخص کی باتیں مکہ والوں کے دلوں میں گھر کر گئیں اور اس طرح عرب میں بت پرستی شروع ہو گئی۔

غیر اللہ کی پرستش میں یہی "جلب منفعت" کا جذبہ ہے جو ہمیشہ شریک کار رہا ہے، جو لوگ دریاؤں کو، درختوں کو، گایوں کو، سانپوں کو اور سونے چاندی کے ڈھیروں (لچھمی دیوی) کو پوجتے ہیں، وہ اسی لالچ میں پوجتے ہیں کہ ایسا کرنے سے ہمارے رزق میں، روزگار میں، کاروبار میں ترقی ہو گی اور کلفتوں کی جگہ راحتیں حاصل ہوں گی! یہی "جلب منفعت اور دفع مضرت" کا جذبہ ہے جو مسلمانوں سے قبروں کے طواف بلکہ سجدے تک کراتا ہے، یہاں تک کہ مقابر کے دروازوں اور جالیوں میں عقیدت مند عرضیاں اور درخواستیں لکھ لکھ کر لٹکاتے ہیں۔ ان قبروں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"آستانوں" کے "مجاوروں اور خادموں" نے عوام میں یہ باتیں مشہور کر رکھی ہیں کہ قبروں پر رات کو اولیاء اللہ کا دربار لگتا ہے اور وہ ان درخواستوں پر حکم صادر فرماتے ہیں، (معاذ اللہ)۔

ہم نے ابھی ابھی عرض کیا تھا کہ "عقیدہ" کی خرابی کے دوسرے بہت سے اسباب ہیں، یقیناً ہیں، مگر ان تمام اسباب و داعیات کا مرکز، منبع اور اصل مرجع "عقیدت" ہے! جہاں تک "نفس عقیدت" کا تعلق ہے یہ انسان کی جبلت اور فطرت و مزاج میں شامل ہے۔ اپنے خاندان کے بزرگوں سے، دینی رہنماؤں سے اور ان شخصیتوں سے جو اہل کمال ہوتی ہیں آدمی کو ایک خاص قسم کا لگاؤ ہوتا ہے۔ جس میں محبت کے ساتھ عظمت و احترام کا جذبہ بھی شریک ہوتا ہے۔ اس لگاؤ اور ربط کا نام "عقیدت" ہے، جذبہ عقیدت کا تعلق انسانوں سے ہے اور جذبہ پرستش کا اللہ تعالیٰ سے!

مگر جذبہ عقیدت میں جب حد سے زیادہ غلو اور افراط پیدا ہو جائے تو یہ مفرط عقیدت، عقیدہ کی خرابی کا سبب بن جاتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ:

(ترجمہ) "بے شک میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے اس مرتبہ سے زیادہ بڑھاؤ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے بخشا ہے۔ میں تو وہی محمد (ﷺ) ہوں بیٹا عبداللہ کا، اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔" (رواہ رزین)

یہی وہ عقیدت کا غلو اور افراط ہے جس سے نبی ﷺ نے روکا ہے۔ آئندہ چل کر "شرک و بدعات" کی جتنی شکلیں ظہور میں آئی ہیں، ان کی تہ میں یہی مبالغہ آمیز عقیدت کار فرما رہی ہے۔

امت محمدیہ ﷺ کی تاریخ میں سب سے پہلا غلو عقیدت سیدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شان میں کیا گیا۔ آپ کی ذات سے الوہی صفات منسوب کی گئیں، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے اپنے غالی معتقدین کو شدید سزائیں دیں۔

نہ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ فرمایا کہ میں نے علی (رضی اللہ عنہ) کو اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کے ایسے "اسرار" بتا دیے ہیں جو کسی دوسرے صحابی کو نہیں بتائے، اور نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کا دعویٰ کیا کہ دوسرے صحابہ تو علم ظاہر کے جاننے والے ہیں اور میں "علم باطن" کا جاننے والا ہوں، یعنی میں تو "عارف باللہ" ہوں اور دیگر صحابہ محض "عالم دین" ہیں۔ عہد

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسالت ﷺ اور اس کے بعد دورِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں عوام و خواص کا یہ عقیدہ نہیں تھا کہ علی رضی اللہ عنہ تو "اسرارِ باطن اور رموزِ حقیقت" کے عالم ہیں اور "عرفان و طریقت" کے "احوال و مقامات" کی خبر رکھتے ہیں اور باقی دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم شریعت کے عالم ہیں! ظاہر و باطن اور شریعت و "طریقت" کی تقسیم قرنِ اول میں کہیں نظر نہیں آتی! یہ دور "رمز و اشاریت" اور "جذب و تواجد" کا دور نہیں بلکہ بلاغِ مبین اور اسلام کی خالص سادگی اور پاکیزگی کا دور تھا، فلسفیانہ تصورات کی نزاکتوں اور پیچیدگیوں کی بجائے، اللہ اور رسول ﷺ کی بے چون و چرا اطاعت کا دور!

سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو غلو کیا گیا تھا وہ مجوسی مزاج و ذہن کی اختراع تھی، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین اور تبع تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ جو کتاب و سنت کے تقاضوں کو اچھی طرح سمجھتے تھے، دین کی سادگی جن کا مزاج تھا، اور توحید جن کے دل و دماغ میں رچی ہوئی تھی، ان کے زمانے میں اس فاسد عقیدہ کو کہیں سے ذرا سی بھی شہہ اور غذا نہ مل سکی۔

مگر، آگے چل کر جب ایران کی "ثنویت" بھارت کے "ویدانت" مصر کے "علم الاصنام" اور یونان و روما کے فلسفہ سے مسلمانوں کا تعارف ہوا تو دینی تصورات و معتقدات میں نزاکتیں، موشگافیاں، ابہام اور رمز و اشاریت پیدا ہوتی چلی گئی، ان نازک مسائل کو موضوعِ غور و فکر بنایا گیا جن کے سوچنے اور حل کرنے کی ذمہ داری اللہ اور رسول ﷺ کی طرف سے نہیں ڈالی گئی تھی۔

تاریخ و سیر میں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے کسی کو "سلسلہ طریقت" میں "بیعت" کیا ہو اور "بیعت فرمانے" کے بعد اسرارِ باطن کی تعلیم دی ہو اور اس قسم کے "باطنی علوم" کی تعلیم دے کر اپنے کسی مرید اور خلیفہ سے یہ "ارشاد فرمایا" ہو کہ تم "طریقت" کے اس سلسلہ میں دوسرے لوگوں کو "بیعت" کیا کرنا اور "بزرگوں" کے "نسب نامے اور شجرے" پڑھا کرنا۔

مگر، نقشبندیہ سلسلہ کے علاوہ "طریقت" کے تمام سلسلے اور شاخیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر جا کر ختم ہوتی ہیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں جو غلو کیا گیا تھا وہ آگے چل کر طرح

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طرح کے روپ دھارتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ ولیوں کے شہنشاہ اور "عارفوں" کے امام ہیں۔ تمام اجل صحابہ رضی اللہ عنہم کو ولایت اور "عرفان حقیقت" سے کورا اور بے بہرہ قرار دے کر سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے "عرفان وولایت اور روحانیت" کی نسبت اور صفت کو مخصوص ٹھیرانا، اس میں مجوسیت، رفض اور باطنیت کی کتنی غالب آمیزش پائی جاتی ہے! سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جو افضل الصحابہ رضی اللہ عنہم ہیں، وہ تک سلسلہ نقشبندیہ کے منبع و مرکز ہونے کے باوجود "شہنشاہ ولایت" سمجھے جاتے ہیں نہ "امام العارفین!"

پھر یہ غلو عقیدت اس حد تک پہنچ گیا کہ "ولایت" کو نبوت سے افضل بتایا گیا اور نبی کی عصمت کے مقابلہ میں "ولی" کے گناہوں سے محفوظ رہنے کا عقیدہ تراشا گیا۔ "صوفیائے کرام" کے "ملفوظات" میں یہ تک ملتا ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فلاں بزرگ کی روحانی تربیت فرمائی اور فلاں شیخ کو "بیعت" کی اجازت دی، سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی روح اگر فلاں "پیر" کی مدد نہ فرماتی تو وہ راہ ہدایت سے بھٹک گئے ہوتے۔ تمام اجل صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت و روحانیت کو بالائے طاق رکھ کر، صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو روحانیت کی سلطنت کا نگران اور چلانے والا سمجھا گیا، اور یہ غلو عقیدت عقیدہ کے اس فساد تک پہنچ گیا کہ

علی دولہا بنے، سہرا بندھا مشکل کشائی کا (استغفراللہ)

حالانکہ زمام خلافت سنبھالنے کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو جن واقعات اور مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ہے، ان میں قدم قدم پر وہ مقدرات کے آگے مجبور نظر آتے ہیں، ان کے ارادوں کو اتنی بار ٹوٹنا پڑا ہے کہ مایوس ہونے کے بجائے وہ حقیقت شناس انسان بے اختیار پکار اٹھتا ہے کہ:

"عَرَفْتُ رَبِّي بِفَسْخِ الْعَزَائِمِ"

اس عجمی مزاج کو کیا کہیے جس نے مسلمانوں کے اکابر تک کو "اہل ظاہر" اور "اہل باطن" دو طبقوں میں تقسیم کر دیا۔ بڑے بڑے پایہ کے تذکرے اٹھا کر دیکھ لیجئے، ان میں یہ طبقاتی تقسیم نظر آئے گی۔ مثلاً امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام اوزاعی، امام احمد بن حنبل، امام بخاری، اور امام مسلم رحمہم اللہ تعالیٰ کو اس طبقہ میں شمار کیا جاتا ہے جو شریعت کا علم رکھتا ہے اور "عرفان وروحانیت" کے "احوال ومقامات" سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، اور ہے بھی تو کچھ یوں ہی سا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے، جو قابل ذکر نہیں ہے! دوسری طرف جنید و شبلی، بایزید بسطامی، معروف کرخی ہیں جو ''اسرار باطن'' کے عالم اور ''عرفان وروحانیت'' کے امام سمجھے جاتے ہیں۔

عرف عام ہی میں نہیں خواص تک کی نگاہ میں باطن کو ظاہر پر فوقیت اور ترجیح حاصل ہے۔ لہٰذا اس تقسیم کا نتیجہ یہ نکلا کہ علم دین کے مقابلہ میں ''علم معرفت و تصوف'' کو اور عالم دین کے مقابلہ میں ''صوفی اور عارف'' کو برتر و بالا سمجھا جانے لگا۔ جس کے سبب دین و شریعت ، ''روحانیت و تصوف'' اور ''علم باطن'' سے فروتر اور ثانوی درجہ کی چیز بن کر رہ گئے۔ یہ بات ہم کسی قیاس اور ظن و تخمین کی بناء پر نہیں کہہ رہے ہیں' منصور حلاج کا نعرہ ''انا الحق'' اس کے ثبوت میں پیش کیا جاسکتا ہے کہ ایسے واہی تباہی اور ضلالت آمیز نعرے کی تحسین اور تاویل کی گئی۔ فرض کیجئے! اس نعرے میں باطن کی کوئی دقیق رمزیت تھی تو بھی اس کی ظاہری خطرناکیوں کے لحاظ سے یہ نعرہ تحسین و تاویل کا نہیں بلکہ نفی و تردید اور برأت کا مستحق تھا! غیرت توحید اس نعرے کو برداشت ہی نہیں کر سکتی! مگر اس کا کیا کیجئے کہ ''عرفان و تصوف کے اسرار'' اور ''باطنی رموز'' کی بدولت منصور جیسی غیر ذمہ دار اور مجہول شخصیت آج تک ''فن تصوف'' کی ہیرو بنی ہوئی ہے اور شاعری نے تو منصور کو حق گوئی اور سر فروشی کی علامت (symbol) بنادیا ہے! کس فخر و ناز کے ساتھ کہا گیا ہے:۔

عمریست کہ آوازہ منصور کہن شد　　من از سر نو جلوہ دہم دار و رسن را

صحیح احادیث بتاتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو زیارت قبور سے روک دیا تھا۔ پھر زیارت قبور کی اجازت دی تو اس کا سبب اور فائدہ بھی بتادیا کہ قبروں پر جانے اور ان کے دیکھنے سے موت اور آخرت کی یاد آتی ہے۔

مگر ''باطن وروحانیت کے علوم'' جاننے والوں، ''منزل طریقت کے رہ نوردوں'' اور نعرہ ''انا الحق'' کے ''رمز شناسوں'' نے قبروں پر ''اعتکاف اور چلے'' کیے اور ان کا بیان ہے کہ ان قبروں سے ان کو ''فیض روحانیت'' کے ساتھ ہدایت واحکام بھی ملے ہیں۔

ہوسکتا ہے کہ شروع شروع میں قبروں پر یہ ''چلے'' دینی اعتبار سے بے ضرر رہے ہوں اور غرض اور نیت یہی رہی ہو کہ اس طرح طویل زیارت سے آخرت کی یاد میں رسوخ واستحکام اور پائیداری پیدا ہوگی، مگر چوں کہ قبروں پر اس طرح ''اعتکاف'' کرنے اور ''چلے'' کھینچنے کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔ اس لیے پوری نیک نیتی، اخلاص اور تقویٰ کے باوجود یہ بات اسی حد تک نہیں رکی رہی، بعد کے لوگوں نے زیارت قبور کے بارے میں اور زیادہ غلو کیا، یہاں تک کہ قبریں نشان عبادت بن کر رہ گئیں، اور رسول اللہ ﷺ نے قبروں پر جن باتوں کے کرنے سے روکا تھا وہ باتیں ادبدا کر کی گئیں، اور آج کلمہ توحید کے پڑھنے والے قبروں پر جن مشرکانہ رسوم و بدعات کا ارتکاب کرتے ہیں، ان پر اقبال کا یہ مصرع پوری طرح صادق آتا ہے کہ

؎ یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

"احوال و مقامات" اور "واردات و مکاشفات" کے اظہار میں جو زبان اور اسلوب اختیار کیا گیا اس نے اسلامی ادب میں ایک ایسی "صنف" کا اضافہ کر دیا، جس میں ذو معنویت ہے، رمز و اشارت ہے، دقیق ژولیدگی اور عجیب قسم کی پیچیدگی ہے۔ بعض سادہ اور صاف باتوں کا بھی یہ رنگ ہے۔ ایک "بزرگ" فرماتے ہیں کہ "نماز میں جنت و جہنم کا جب خیال آ جاتا ہے تو میں سجدۂ سہو کرتا ہوں" یہ بات بظاہر واضح ہے اور پہلی نظر میں عبارت پڑھنے کے بعد ذہن مرعوب ہو جاتا ہے کہ اوہو! نماز میں غیر اللہ کے تصور سے بے تعلقی کا کتنا شدید مخلصانہ جذبہ اس قول میں ملتا ہے اور ساتھ ہی یہ حقیقت بھی سامنے آتی ہے کہ جنت کی طمع اور جہنم کا خوف دل میں لا کر نماز پڑھی تو عبادت کا اخلاص جاتا رہا۔ مگر جب غور کیا تو محسوس ہوا کہ اللہ اور رسول ﷺ نے بندوں پر یہ پابندی نہیں لگائی کہ نماز میں جنت اور جہنم کا خیال آ جانے سے نماز میں کوتاہی واقع ہو جاتی ہے کہ جس کی تلافی اور کفارے کے لیے سجدۂ سہو لازم آتا ہے! سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر اخلاص نماز میں کوئی "ولی اور صوفی" کیا پیش کرے گا! ان کے حالات میں لکھا ہے کہ وہ نماز کی حالت میں اسلامی فوجوں کو لڑایا کرتے تھے، مگر انہوں نے اس خیال کے آ جانے پر سجدہ سہو نہیں کیا۔

ایک طرف "اخلاص" کے نام پر عبادت میں یہ شدت اور پابندی، دوسری طرف جائز لذات سے کنارہ کشی ہونے میں یہ غلو کیا کہ ایک "بزرگ" کو کھانا کھانے میں لذت محسوس ہوتی ہے، تو وہ دانتوں سے اپنی زبان کو چباڈالتے ہیں! بے نفسی اور زہد و ورع کی اس بے نمکی کے ساتھ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس شورا شوری اور رنگینی کو دیکھیے کہ موسیقی ہے، ساز ہے، مطرب ہے، رقص اور وجد و حال ہے۔

یک دست زلف ساقی یک دست جام مے
رقص چنیں میانہ میدانم آرزو ست

ایک "بزرگ" ہیں کہ "لاالٰہ الا اللہ" کا ہی ورد کیے جاتے ہیں۔ "محمد رسول اللہ" کہہ کر کلمہ کو پورا نہیں کرتے، ان سے اس کا سبب پوچھا گیا تو جواب میں فرمایا: "میں ابھی الوہیت کے "اسرار" ہی میں غور کر رہا ہوں۔ رسالت کی جانب قدم کس طرح بڑھاؤں۔ یہ پہلی منزل طے کیے بغیر دوسری منزل میں کوئی کس طرح پہنچ سکتا ہے"۔ اس جواب کو سن کر طبیعت بے ساختہ پھڑک جاتی ہے، مگر شریعت اور واقعیت کی دنیا میں اس کی حقیقت ایک ادبی لطیفہ سے زیادہ نہیں ہے۔

کتابوں کی کتابیں ہیں کہ "جذب و بیخودی، خرق عادت اور غلبۂ حال" کے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ ایک "بزرگ" دوسرے "بزرگ" کی ولایت کو سلب فرما کر ان بیچاروں کو بالکل کورا کر دیتے ہیں، ایک "شیخ" کسی پر نظر ڈالتے ہیں تو وہ شخص بے ہوش ہو جاتا ہے اور ہوش میں آنے کے بعد سیدھا جنگل کی راہ لیتا ہے اور برسوں جنگل کے درختوں کے پتے کھا کر زندگی گزارتا ہے۔ ایک "بزرگ" شیر پر سوار ہیں اور ہاتھ میں سانپ کا کوڑا ہے، دوسرے "بزرگ" اس کرامت کے جواب میں دیوار کو اشارہ کرتے ہیں اور وہ چل پڑتی ہے۔

ایک "بزرگ" تارک صلوٰۃ ہیں مگر اس کے باوجود مریدوں کی عقیدت میں کوئی کمی نہیں آتی۔ ان کے بارے میں یہ مشہور ہے کہ وہ پانچوں وقت کی نماز خانہ کعبہ میں ادا کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے جرأت کر کے ان پر اعتراض کیا تو ظہر کے وقت جو نیت باندھ کر کھڑے ہوئے ہیں تو دوسرے دن ظہر کے وقت جا کر سلام پھیرا۔ اس کے ساتھ اس لٹریچر کا ایک باب "دعوں" سے تعلق رکھتا ہے، کسی نے فرمایا کہ "میں تمام انبیاء کے مقامات کی سیر کر آیا۔" کسی نے خواجہ خضر سے ملاقات کی اور "بیعت" بھی! کسی پر کائنات کے تمام "اسرار" منکشف ہو گئے۔ کسی سے یہ قول منسوب کیا گیا ہے کہ "ہر ولی اللہ کی گردن میرے قدموں کے نیچے ہے" کسی پر حقیقت محمدی ﷺ "ظاہر" کی گئی۔ کسی نے بتایا کہ "میں اس وقت فلاں مقام پر فائز ہوں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فلاں حال مجھ پر گزر رہا ہے۔ کسی نے "ما اعظم شانی" کہا، کوئی "انا الحق" پکارا' یہاں تک کہ کسی بزرگ سے یہ مصرع:

پنجہ با پنجہ خدا کردم

منسوب کیا جاتا ہے۔ (معاذ اللہ)

"وحدت الوجود" کے فلسفہ نے اس لٹریچر کو اور زیادہ مغلق، مبہم، پیچیدہ اور خطرناک بنا دیا ہے۔ یہ فلسفہ اس قدر شاخ در شاخ اور خطرناک ہوتا چلا گیا کہ کہیں شیطان کے "موحد" ہونے پر نکتے تراشے جاتے ہیں، کہیں فرعون کے ایمان لانے کو ثابت کیا جاتا ہے! یہ فلسفہ کیا ہے؟ خیالات کا لق ودق جنگل اور تصورات کی اتھاہ دلدل کہ جو بیچارہ اس میں دھنسا، بس وہ پھر دھنستا ہی چلا گیا۔

اس فلسفہ نے "جذبہ غلبہ حال" اور "سکر وصحو" کی اصطلاحیں پیدا کیں، جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ایسے لوگ جو لایعقل اور مرفوع القلم ہیں' جنہیں اپنے تن بدن کا ہوش نہیں، جہاں چاہیں رفع حاجت کر دیں ان سے "جذب وسوز" کی "عظمت وکرامت" منسوب کی گئی اور ان کے سروں پر "ولایت کا تاج" رکھا گیا۔ بالآخر عقیدہ اور عمل کی خرابی اس پستی تک پہنچ گئی کہ کسی "بارگاہ" میں "شیخ وقت" کو تعظیمی سجدے ہو رہے ہیں، کہیں "پیر" کی تصویر کو ہار پہنائے جا رہے ہیں، کسی "خلوت کدے" میں عقیدت مند عورتوں کے سروں پر دست شفقت پھیرا جا رہا ہے۔ کسی "خلیفہ" نے اپنے "شیخ" کا جوتا دیوار پر ٹانگ رکھا ہے اور اسی کے سایہ میں نمازیں ادا کی جاتی ہیں۔ ایک "بزرگ" مدینۃ النبی میں رہ کر بھی بغداد جانے کے لیے بے چین اور مضطرب ہوتے ہیں۔ روضہ رسول ﷺ کے ہوتے ہوئے انہیں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی "زیارت" تڑپا رہی ہے۔ ان کے اس اضطراب کی یہ توجیہ کی جاتی ہے کہ ان پر "قادریت" کا غلبہ ہے۔

"متصوفین" کی ایک جماعت ہے جو اپنے جسموں پر ہتھوڑوں کی ضربیں لگواتی ہے۔ کسی کی آنکھ میں لوہے کی سلاخ گھسی ہوئی ہے اور کسی نے اپنے سینے میں چاقو اتار لیا ہے۔ دوسری ٹولی سدا سہاگنوں کی ہے، جو عورتوں کی طرح رنگین لباس، بالی پتے، نتھ اور چوڑیاں پہنتی ہے۔ تیسرا طبقہ رنگین حرام زیب تن کئے رہتا ہے اور پلنگ پر بیٹھنا اس نے اپنے اوپر حرام ٹھہرا لیا ہے۔ ان کا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نعرہ "یاوارث" ہے، اس میں رمز اور ذومعنویت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا ایک نام "الوارث" بھی ہے اور ان کی شاخ کے "امام طریقت" کے نام کا بھی ایک جزو "وارث" ہے۔

ہم ذاتی طور پر ایسے پیروں سے واقف ہیں جو نہ اہل تقویٰ تھے اور نہ اہل علم تھے۔ پیری مریدی ان کی "آمدنی" کا ذریعہ تھی۔ اس "کاروبار" کے سہارے وہ عیش و راحت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ جہاں تک زندگی کے عام حالات کا تعلق ہے ان کے حالات پسندیدہ نہ تھے۔ مگر مرنے کے بعد "دھوم دھام" سے ان کے "عرس" ہوتے ہیں اور اشتہاروں میں ان کے ناموں کے ساتھ "سند الاصفیا، فخر الاولیا، امام العارفین" قسم کے القاب دو دو سطروں میں لکھے جاتے ہیں۔ ان سے بہت سی "کرامات" منسوب کی گئی ہیں۔ سو دو سو سال بعد یہ کاروباری قسم کے "پیر" یقیناً "اولیاء اللہ" کی صف میں شمار کیے جائیں گے۔ اس ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر ہم کہہ سکتے ہیں کہ وہ "بزرگ" جن کے ناموں کے ساتھ مرعوب کن القاب لکھے ہوئے ملتے ہیں ان میں نہ جانے کس کے کیا حالات تھے، ان کی اولاد نے اور ان کے "جانشین خلفاء" نے ان کی "گدیوں" کو قائم رکھنے کے لیے ان کو کیا سے کیا بنا دیا اور ان سے جو "تقدس، روحانیت اور عرفان و تصوف" وابستہ ہو گیا ہے اس کے پیش نظر ان کے "ملفوظات و کرامات" کی تصدیق یا تاویل کرنی پڑتی ہے۔ کسی نے بہت زیادہ احتیاط سے کام لیا تو سکوت اختیار کر لیا۔ اللہ کے کسی بندہ نے ان پر نقد و احتساب کی جرأت بھی کی، تو اس پر بدعقیدگی، وہابیت اور اولیاء اللہ کی عداوت کی پھبتیاں چست کی گئیں۔

جن "بزرگوں" سے "تصوف و روحانیت" منسوب کی جاتی ہے ان میں سب ایک جیسے نہیں ہیں۔ کوئلہ کے ڈھیروں میں بہت سے ہیرے بھی پائے گئے ہیں۔ ان میں وہ صالح نفوس بھی ہیں کہ جو احسان اور تزکیہ نفس کے تقاضوں کو نہ صرف پہچانتے تھے بلکہ ان کو پورا کرنے کے لیے جدوجہد کرتے تھے، ان سے کرامات بھی ظاہر ہوئی ہیں۔ ان کے ملفوظات دینی افکار و معارف سے لبریز ہیں، ان کی صحبت اور تربیت سے لوگوں کو بہت نفع ہوا ہے۔ ان کی کوششوں سے اسلام پھیلا ہے اور ان کے دست حق پرست پر بہت سے کافروں اور مشرکوں کو توبہ کرنے اور ایمان لانے کی توفیق نصیب ہوئی ہے۔

اس اعتراف کے بعد عرض ہے کہ مجموعی طور پر "تصوف" کا جو رنگ نظر آتا ہے، جو اس شعبہ کا مزاج ہے، جو اسلوب بیان ہے اور "صوفیوں" کے جو حالات ملتے ہیں وہ صحابہ کرام

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمہ حدیث وفقہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات، مزاج اور انداز بیان سے مختلف نظر آتے ہیں۔ وہاں سادگی، یہاں تکلفات! وہاں ہر بات صاف و واضح، یہاں رمزیت، اشاریت اور غموض و پیچیدگی! وہاں فکر و نظر کا محور "محکمات" یہاں "متشابہات" سے غیر معمولی شغف! سب سے زیادہ حیرت تو یہ دیکھ کر ہوتی ہے کہ وہ اکابر جو کتاب و سنت کے عالم باعمل تھے، شرک و بدعت کا جنہوں نے رد فرمایا ہے اور توحید کی تبلیغ جن کا اوڑھنا بچھونا تھی وہ تک جب "تصوف" کی زبان میں گفتگو کرتے ہیں تو بدلے ہوئے دکھائی دیتے ہیں۔ ان کی "تصوف آمیز" باتوں سے اہل بدعت اپنے مسلک کے لیے دلیلیں فراہم کرتے ہیں۔ یہاں تک کہ "تصوف" کی منزل میں دیوبند اور بریلی کے بعض "ملفوظات" اور احوال و مواجید بہت کچھ مشابہ نظر آتے ہیں۔

دعوت واصلاح

اگر کوئی شخص اپنے کاروبار کو چمکانے کے لیے حق کی حمایت میں کوئی ہنگامہ کھڑا کرتا ہے تو اس کی نیت کے اعتبار سے اسے اجر ملے گا۔ ہم تو چند ماہ سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ پاکستان میں بعض حضرات شرک و بدعات کی تردید کے لیے میدان میں آئے ہیں۔ اسی لیے ہم نے ان داعیات و محرکات کا جائزہ لیا ہے جن کے سبب عجمی تصورات و معتقدات مسلمانوں میں در آمد ہوئے ہیں اور پھر رفتہ رفتہ مشرکانہ رسوم اور بدعتوں کو فروغ حاصل ہوا ہے۔ جو ناسمجھ اہل علم و تقویٰ اور توحید کے داعیوں اور مبلغوں کو گالیاں دیتے اور ان سے طرح طرح کی غلط اور بے سروپا باتیں منسوب کرتے ہیں ان کے جواب میں گالیاں دی جائیں گی تو ظالم و مظلوم برابر ہو جائیں گے۔ ضرورت ہے کہ ان کی جھوٹی اور غلط باتوں کی تردید شائستہ اور مہذب انداز میں کی جائے، لہجہ بے شک گرم و تند اور غیرت مندانہ ہو سکتا ہے مگر الفاظ بازاری نہ ہوں۔

شرک و بدعت کی تردید علمی دلائل کے ساتھ ہونی چاہیے۔ بات مدلل ہو اور پھر قرینہ سے کہی جائے تو ذہن و فکر اس کا کسی نہ کسی حد تک اثر ضرور قبول کرتے ہیں۔ مسلمانوں میں قبول حق کی صلاحیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے موجود ہے۔ ان کا دل مطمئن ہو جائے کہ فلاں بات اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی کا سبب نہیں بن سکتی، پھر وہ اس قسم کی تمام باتوں سے نفرت

كتاب و سنت كى روشنى ميں لكهى جانے والى اردو اسلامى كتب كا سب سے بڑا مفت مركز

کرنے لگتے ہیں۔

عوام جو عربی نہیں جانتے انہیں اردو زبان کی ایسی دینی کتابوں کے مطالعہ کی رغبت دلائی جائے جن میں معتقدات و تصورات کی پیچیدگی اور نزاکتیں نہ ہوں، اور جن کے مطالعہ سے توحید کے صحیح اور واقعی تقاضے ابھر کر سامنے آئیں اور شرک و بدعت کے کسی واہمہ اور خطرے کو بھی شبہہ نہ مل سکے! کتابوں کے انتخاب میں کسی گروہی اور فقہی عصبیت سے کام نہ لیا جائے۔

توحید خالص کے پیش کرنے والے چاہے مقررین ہوں یا اہل قلم ہوں، پہلے انہیں اہل بدعت کے علم کلام کے ان چکموں سے باخبر ہونا چاہیے، جو وہ بیچارے عوام کو دیا کرتے ہیں! مثلاً دنیا میں جس طرح ایک دوست دوسرے دوست سے بے تکلف ہوتا ہے اور اس کی محبت کے دباؤ سے، مروت سے اور لحاظ سے دوست کا کام کر دیتا ہے اور اس کی بات کو نہیں ٹالتا، اس قسم کی مثالوں کے ساتھ اہل بدعت عوام کو گمراہ کرتے ہیں کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کے پیارے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے ناز اٹھاتا ہے اور وہ جو چاہتے ہیں وہی ہو کر رہتا ہے۔ ان کی کسی دعا تمنا، اور خواہش کو اللہ تعالیٰ ٹال ہی نہیں سکتا۔ اس کے جواب میں مسلمانوں کو سمجھانے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ سے کسی بندے یہاں تک کہ نبی اور رسول کا بھی تعلق دنیا کے دوستوں، آشناؤں اور قرابتداروں کی طرح نہیں ہے۔ دنیوی دوستوں میں جس طرح برابری اور بھائی چارہ ہوتا ہے اللہ تعالیٰ پر کسی کی دوستی کا دباؤ نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو جو جتنا پیارا ہوتا ہے اتنی ہی وہ اپنی عاجزی، بیچارگی اور بندگی و تذلل اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش کرتا ہے۔ دوسرے لوگ تو کس گنتی میں ہیں، خود جلیل القدر انبیاء اور عظیم المرتبت رسولوں کو طرح طرح کی مشکلوں اور پریشانیوں سے سابقہ پڑتا ہے، یہاں تک کہ بعض اوقات نبیوں کی تمنائیں تک اور ان کی دعائیں تک قبول نہیں ہوئیں۔

ہر نبی اور رسول اپنا دکھ درد اللہ تعالیٰ کے حضور میں پیش کرتا تھا۔ کسی نبی نے وفات پائے ہوئے نبی سے استغاثہ نہیں کیا خاص طور سے نبی آخر علیہ الصلوٰۃ والسلام تو دن رات اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کیا کرتے تھے! رسول اللہ ﷺ کی جانب کوئی ایسی موضوع روایت اور جھوٹا قول تک منسوب نہیں ہے جس میں یہ فرمایا ہو کہ میرے دنیا سے رحلت کر جانے کے بعد تم مجھ سے استغاثہ کیا کرنا۔ میں تمہارے دکھ درد دور کیا کروں گا۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے بھی مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا!! ان صالح نفوس میں سے کسی کا بھی یہ عقیدہ نہیں تھا کہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ ہمارے احوال کی ہمہ وقت خبر رکھتے ہیں اور دنیا کا کارخانہ نبی ﷺ کے حکم سے چل رہا ہے اور آپ دنیا کے معاملات میں جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں۔

رکوع ہے، سجدہ ہے، نذر اور قربانی ہے، غرض بندگی کے جتنے مراسم اور طریقے ہیں ان سب کی مستحق اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے۔ کسی مخلوق سے بندگی کے آداب و رسوم...... کا معاملہ نہیں کیا جاسکتا۔ یہ ہے "اِیَّاکَ نَعْبُدُ" کا مفہوم! اسی طرح اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھنا، وہی دلوں کے حالات جانتا ہے، وہی ساری مخلوق کا رازق ہے، رکھوالا اور پالن ہار ہے، اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور ہماری مصیبتوں کو دور نہیں کر سکتا۔ اسی کے دست قدرت میں ہماری جانیں ہیں۔ وہی عزت دیتا ہے، وہی ذلت دیتا ہے۔ پاتال میں ایک چیونٹی بھی چلتی ہے تو اس کے پاؤں کی دھمک اللہ تعالیٰ سن لیتا ہے۔ نبی اور رسول اپنی تمام عظمت، عصمت اور احترام کے باوجود بشر ہیں اور کوئی بشر بھی اللہ تعالیٰ کی مانند قوی اور قادر و توانا نہیں ہے۔ نبی اور رسول راتوں کو عبادت کرتے کرتے تھک جاتے تھے اور پیر ورم کر آتے تھے، مگر اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے کارخانے کو کسی کی شرکت و رفاقت کے بغیر چلا رہا ہے، اور وہ ذرہ برابر گرانی اور تکان محسوس نہیں کرتا۔ کیونکہ وہ حی و قیوم اور قوی العزیز ہے۔ نبی اور رسول تک کو غنودگی اور نیند آجاتی تھی کہ وہ بشر تھے مگر اللہ تعالیٰ کی صفت یہ ہے کہ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ۔ کسی دوست سے، عزیز سے یا کسی دوسرے آدمی سے جب ہم اپنی غرض بیان کرتے ہیں تو اسے خبر ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ ہمارے کہے بغیر ہمارے دکھ درد، ضرورت اور خواہشوں کو جانتا ہے۔ اس لیے کہ وہ خالق و معبود ہی نہیں خبیر و علیم اور "رب" بھی ہے۔ لہٰذا استغاثہ اور استعانت اسی سے کی جائے گی۔ یہ ہے "وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ" کا مفہوم و منشاء۔ زبان سے اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ کہتے رہنا، اور غیر اللہ سے عبادت و بندگی کے آداب و مراسم کا تعلق رکھنا، روحوں کو مدد کے لیے پکارنا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ "بزرگوں" کو پکاریں گے تو وہ ہماری فریاد کو سن کر ہماری مصیبتوں کو دور کریں گے، شرک ہے اور شرک وہ ظلم عظیم ہے کہ جس کے لیے مغفرت کے خانے میں صفر لکھا ہوا ہے۔

خود قرآن کریم اس پر شاہد ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہدایت کی دعوت دینے اور ہدایت کی طرف لوگوں کو بلانے والے تھے، مگر ہدایت کا دینا اور بخشنا محمد ﷺ کے اختیار میں نہ تھا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے چاہا اسے ہدایت ملی اور ایمان کی دولت سے بہرہ ور ہوا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عوام کی اس نہج پر تربیت، اصلاح اور افہام و تفہیم کرنی چاہیے کہ اللہ اور رسول ﷺ کے نزدیک جو چیز ناپسندیدہ ہے وہ کسی صورت میں فوز و فلاح کا سبب نہیں بن سکتی۔ رسول اللہ ﷺ نے واضح طور پر دوٹوک لفظوں میں قبروں پر "میلے" لگانے، قبروں کو گچ اور چونے سے پختہ کرنے اور قبروں پر عمارتیں بنانے کی ممانعت فرمائی ہے اور قبروں پر چراغ جلانے والوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اس لیے قبروں پر جہاں کہیں بھی "میلے" لگ رہے ہیں اور چراغاں کیا جارہا ہے اس سے نبی ﷺ کے ارشاد اور حکم کی مخالفت، معصیت ہو رہی ہے اور یہ دین کا بہت بڑا نقصان ہے۔ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی مخالفت یہ جان کر کرتا ہے کہ میں جو کچھ کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں، تو یہ عقیدہ اور عمل صریح کفر ہے (اس فاسد عقیدہ سے اللہ تعالیٰ کی کروڑ بار پناہ)۔

بزرگان دین جو فی الواقع بزرگان دین تھے اور ہیں، ان سے ہمارا تعلق عبادت و پرستش کا نہیں محبت و احترام کا ہے! ان نیک لوگوں نے اپنی زندگیاں اللہ اور رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزاریں، صدق مقال ان کا مسلک اور اکل حلال ان کا مشرب تھا۔ اللہ تعالیٰ کے کلمہ کو بلند کرنے کے لیے انہوں نے طرح طرح کی مصیبتیں جھیلیں اور قربانیاں دیں! ان کے احترام کا تقاضا یہ ہے کہ ہم بھی اپنی زندگیوں میں پاکیزگی اور اخلاص پیدا کریں اور ان کے سینوں کی طرح ہمارے سینے بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت سے معمور ہو جائیں۔

انہوں نے یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کا کارخانہ ہمیں سونپ دیا ہے اور سارے جہان کے احوال کی ہم خبر رکھتے ہیں اور دنیا کی کوئی چیز ہماری نگاہوں سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ نہ انہوں نے یہ فرمایا کہ ہماری وفات کے بعد تم ہمارا "عرس" کیا کرنا، ہمارے نام پر جانور ذبح کرنا، دکھ درد اور مصیبت میں ہمارے ناموں کی دہائی دینا۔ اگر کسی بزرگ سے اس قسم کا قول منسوب کیا جاتا ہے تو وہ کسی غالی معتقد اور جاہل عقیدت مند کا جوڑا اور وضع کیا ہوا ہے۔ توحید اور کتاب و سنت کے تقاضوں کے پہچاننے والے بزرگ ایسے کلمات زبان سے نکال ہی نہیں سکتے۔ اور اگر کوئی اس کا ثبوت بہم پہنچادے کہ واقعی فلاں بات فلاں بزرگ نے کہی ہے تو اس کی اس قسم کی بات کو بلا جھجک رد کر دیا جائے گا کہ کتاب و سنت کے معیار پر جس کسی کا بھی قول و عمل پورا نہ اترتا ہو، وہ ٹھکرا دینے اور رد کر دینے کے قابل ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غضب اللہ کا بعض مسجدوں تک میں "یا شیخ عبد القادر جیلانی شیأ للہ" کے کتبے، تختیاں اور مخطوطے آویزاں ہیں۔ قیامت کے دن صحیح العقیدہ تمام بزرگان دین اپنے غالی عقیدت مندوں کے اس قسم کے فاسد عقائد سے اپنی برأت کا اظہار کریں گے۔

عوام کے سامنے ان مسائل کو اس انداز میں قرینہ کے ساتھ پیش کیا جائے تو اس کے مفید اثرات ظاہر ہوں گے مگر اس کام کو وہی حق پسند لوگ ٹھیک طور پر انجام دے سکتے ہیں جن کے سامنے ایسے ملفوظات اور احوال و واقعات آئیں گے جن سے توحید خالص مشتبہ ہوتی ہو، اور شرک و بدعت کو شہہ ملتی ہو، تو وہ انہیں بے دریغ ٹھکرا دیں۔ اسی غرض سے ہم نے پوری تفصیل کے ساتھ "تصوف" کا جائزہ لیا ہے۔ ہم آخری بات یہ کہنا چاہتے ہیں کہ "عجمی تصوف" کے بہت سے اوراق پر خط تنسیخ کھینچنے کی جس میں ہمت اور جرأت ہو گی، وہی توحید کی تبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید کا ٹھیک طور پر حق ادا کر سکتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

شرک و شیطنت اور اس کے چور دروازے

شرک کتنا بڑا گناہ اور ظلم عظیم ہے! اس کے بارے میں قرآن کریم کہتا ہے کہ:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى إِثْمًا عَظِيمًا

(ترجمہ) "اللہ بس شرک کو معاف نہیں کرتا اس کے ماسوا جس قدر گناہ ہیں وہ جس کے لیے چاہتا ہے معاف کر دیتا ہے، اللہ کے ساتھ جس نے کسی اور کو شریک ٹھہرایا اس نے بہت بڑا جھوٹ گھڑا اور بہت بڑے گناہ کی بات کی۔"

یہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی زبان وحی ترجمان شرک کے بارے میں یوں گویا ہوتی ہے:

(ترجمہ) "امام احمد نے ذکر کیا کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے روایت کی کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "چاہے تجھے قتل کیا جائے یا جلایا جائے مگر اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھیرانا"۔

عقیدہ و عمل کے فساد میں شرک کے بعد "بدعت" کا نمبر ہے۔ بدعت کیا ہے؟ اس کی ضلالت پر قول رسول ﷺ ناطق شہادت ہے:۔

ان خيرا لحديث كتاب الله وخيرا لهدى هدى محمد وشر الامور محدثا تها وكل بدعة ضلاله

(ترجمہ) "بہترین کلام اللہ کی کتاب ہے، اور راستوں میں سے بہترین راستہ محمد ﷺ کا راستہ ہے اور بدترین باتیں (دین میں) نئی نکلی ہوئی باتیں ہیں، اور دین میں ہر نئی نکلی ہوئی بات (یعنی بدعت) گمراہی ہے۔"

کتاب اللہ کی جو آیات اور رسول اللہ ﷺ کی دو حدیثیں اوپر درج کی گئی ہیں، ان میں نہ تو کسی قسم کا ابہام اور رمزیت ہے، نہ کوئی تشابہ اور ذو معنویت کہ جس کے بارے میں ایک سے زیادہ آراء ہو سکیں اور جس کی تاویل و توجیہ کی ضرورت محسوس کی جائے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"شرک" وہ ظلم عظیم ہے جس کی مغفرت نہیں اور "بدعت" وہ برائی ہے جو ضلالت ہے اور ضلالت آدمی کو کشاں کشاں جہنم کی طرف ہی لے جاتی ہے۔

اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے اس ارشاد کے بعد ایک مسلمان کو شرک و بدعت سے طبعاً وحشت اور نفرت ہونی چاہیے۔ مرد مومن کی فطرت شرک و بدعت کے کسی مظہر، رسم، تصور، عقیدہ اور تاویل کو گوارا کر ہی نہیں سکتی۔ جس طرح نجاست کو دیکھ کر آدمی کی طبیعت میں نفرت پیدا ہوتی ہے، اس سے زیادہ احساس نفرت شرک و بدعت کو دیکھ کر ہونا چاہیے۔ شرک و بدعت کے مظاہر و رسوم میں جو کوئی عفو و درگزر سے کام لیتا ہے اس کے ایمان میں کھوٹ پائی جاتی ہے۔

شرک و بدعت پر نکیر ایک فریضہ ہے، جس کا ادا کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ واجب کوئی فرقہ وارانہ نزاع نہیں ہے۔ جو لوگ اپنی جہالت اور ہوائے نفس کے سبب شرک و بدعت میں مبتلا ہیں وہ اگر کوئی فرقہ بنالیں یا اس قسم کے فاسد و گمراہ کن عقائد رکھنے والوں کی کوئی پارٹی، گروہ اور جمعیت بن جائے تو یہ "گروہ ضلال" ہے، جس کے عقائد و اعمال کی تردید و بطلان سے فرقہ واریت کو منسوب کرنا خود اپنی جگہ گمراہی ہے۔

انسان کا مرنجان مرنج ہونا کوئی شک نہیں کہ خوبی کی بات ہے۔ لوگوں پر زبان نقد و احتساب دراز کرنے سے احتراز کرنا یہ بھی اچھی عادت ہے، اور نزاعی مسائل سے دور رہ کر تچی باتوں کو مثبت انداز میں پیش کیے جانا یہ بھی شرافت نفس کی دلیل ہے۔ مگر شرک و بدعت کے معاملات میں درگزر اور چشم پوشی کی روش حقیقت میں دینی نقطہ نگاہ سے بہت بڑا جرم ہے۔ صلح و آشتی کے اس مصنوعی جذبہ سے متاثر ہو کر شرک و بدعت کے مسائل پر گرفت کرنے سے مسلمانوں کے مابین تلخیاں پیدا ہوتی ہیں۔ غیر جانبدار رہتے رہتے طبیعت کو شرک و بدعت سے ایک قسم کی مناسبت ہو جاتی ہے اور یہ مناسبت دین و ایمان کا بہت بڑا نقصان ہے۔

دنیوی معاملات میں ناگوار امور پر صبر کرنا اور شکوی تنقید سے بچنا یہ قابل تعریف روش ہے۔ اس تحمل اور اعلیٰ ظرفی کی ستائش ہی کی جائے گی، یا پھر فقہ کے جزئی اختلاف میں درگزر سے کام لینا سلامتی طبع کی دلیل ہے۔ اس قسم کے مسائل میں نزاع و جدال دین کی حکمت کے خلاف ہے۔ ان امور میں شدت برتنے سے گریز کرنا چاہیے کہ ہر گروہ کچھ نہ کچھ دلائل رکھتا ہے اور معاملہ حق و باطل کا نہیں راجح و مرجوح کا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے بر خلاف بدعات و شرک جہاں بھی اور جس شکل میں بھی پائے جائیں گے، وہ ناحق اور باطل ہی ہوں گے۔ اور باطل کی نہ تو تائید کی جا سکتی ہے اور نہ اس سے چشم پوشی کسی حق پسند کا شعار ہو سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے جب مشرکین مکہ اور کفار قریش پر توحید پیش کی تھی اور شرک و بت پرستی کی تردید فرمائی تھی تو اہل شرک نے نبی ﷺ پر یہ الزام لگایا تھا کہ (خاک بہ دہن گستاخ) "اس شخص نے ہمارے گھروں میں نااتفاقی پیدا کر دی ہے اور ہمارے نوجوانوں کو بہکا دیا ہے۔" مشرکین اور اہل بدعت کا ہر دور میں ایک ہی مزاج رہا ہے۔ آج بھی جو لوگ شرک و بدعات سے دلچسپی رکھتے ہیں، وہ شرک و بدعت کی تردید پر فرقہ واریت اور مسلمانوں کے درمیان نااتفاقی پیدا کرنے کی اور پھوٹ ڈالنے کی پھبتیاں چست کرتے ہیں۔ اس قسم کے طنز اور پھبتی نہ کوئی وزن رکھتی ہے اور نہ معقولیت۔

توحید انبیاء کرام علیہم السلام کی مقدس تعلیمات کی بنیاد ہے۔ دین کی پوری عمارت اساس توحید ہی پر ٹکی ہوئی ہے۔ توحید کا مجروح اور غبار آلود ہو جانا دین کا سب سے بڑا نقصان ہے۔ اس نقصان کو گوارا کرنے کے بعد دین و ایمان صحیح سلامت نہیں رہ سکتے۔

مسلمانوں کے کسی فرقہ، گروہ اور جماعت کو اس کا حق حاصل نہیں ہے کہ وہ شادی و غمی اور مسرت و تعزیت کے نام پر کچھ رسمیں نکال کر ان پر دینی شعار کا ٹھپہ لگا دے اور جب اس قسم کی بدعات پر نکیر کی جائے تو وہ گروہ فریاد اور واویلا کرنے لگے۔ اس طرح فرقہ وارانہ جذبات کو بھڑکا کر وحدت ملی کو صدمہ پہنچایا جا رہا ہے! قوم و ملت کا شیرازہ شرک و بدعت نہیں، توحید و سنت ہے! شرک و بدعت کی خاصیت تفریق و انتشار اور توحید کا مزاج اتفاق و اتحاد ہے! وہ کلمہ جس پر قرآن کریم تمام عالم انسانیت کو متحد ہونے کی دعوت دیتا ہے کلمہ توحید ہے، اس لیے توحید کی تبلیغ اور شرک کی تردید انسانوں کو متفرق نہیں کرتی بلکہ انہیں جوڑ دیتی ہے۔ عرب کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ شرک نے ان کی وحدت اور جمعیت کو پارہ پارہ کر رکھا تھا۔ ان میں نہ تنظیم تھی نہ یک جہتی تھی، مگر توحید نے ان کو اتحاد و اتفاق کی طاقت دے کر بنیان مرصوص بنا دیا۔ اپنے زمانے کے وہ سب سے بڑے فاتح اور کشور کشا تھے۔ دنیا کی بڑی سے بڑی کوئی قوت ان توحید شناسوں کے آگے ٹھہر نہیں سکتی تھی۔ جو طاقت بھی ان سے ٹکرائی اسے بالآخر پاش پاش ہو جانا پڑا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آج مسلمان چاہے اقلیت میں ہوں یا اکثریت میں، وہ محکوم ہوں یا حاکم، ہر جگہ پریشان روزگار، بدحال اور مقہور جو نظر آتے ہیں تو اس کا سب سے بڑا سبب یہ ہے کہ شرک و بدعت کی پھٹکار ان پر پڑ رہی ہے اور انہوں نے اپنے عقائد و اعمال سے اللہ تعالیٰ کی رحمت کی جگہ۔ اس کے غضب کو دعوت دے رکھی ہے۔

اس لیے شرک و بدعت کی تردید اور توحید و سنت کی تبلیغ امت کے حق میں سب سے بڑی خیر خواہی ہے۔ جو لوگ شرک و بدعت کی طرح طرح سے تاویلیں کرتے اور ان کے جواز کے لیے نکتے تراشتے ہیں وہ درحقیقت ملت اسلامیہ کے بدخواہ ہیں۔

مشرکانہ رسوم و بدعات کے سب سے بڑے ذمہ دار یہ پیشہ ور واعظین و "ذاکرین" اور "میلاد خواں" ہیں، جن کا روزگار اسی قسم کے لطائف و نکات اور چٹکلوں کے سہارے پر چلتا ہے۔ یہ اپنے گلے بازی، شعر خوانی، اداکاری اور وعظ و تقریر کے ذریعہ سے بیچارے سیدھے سادے مسلمانوں کو غلط عقائد پر جمائے رکھتے ہیں اور ان میں اس بدعقیدگی کو غذا پہنچاتے رہتے ہیں! ان لوگوں کے وعظ و تقریر کی 'تکنیک' یہ ہے کہ قرآن کریم کی کوئی آیت' رسول اللہ ﷺ کی کوئی حدیث پڑھ کر جو جی میں آتا ہے بکتے چلے جاتے ہیں۔ بیچارے عوام قرآن و حدیث کا علم نہ رکھنے کے سبب سے یہی سمجھتے ہیں کہ قبلہ مولوی صاحب جو کچھ فرما رہے ہیں اسی آیت اور حدیث کی شرح و تفسیر کر رہے ہیں، حالانکہ وہ جو کچھ کہتے ہیں اس کا آیت اور حدیث سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا۔ پھر یہ گروہ عام طور پر ضعیف، مشتبہ اور موضوع روائتیں بیان کرنے کا عادی ہے، مثلاً "مولود خواں" قسم کے واعظین "مواہب لدینہ" کی عربی عبارتیں سیرت کے جلسوں میں بڑی قرأت کے ساتھ پڑھتے ہیں اور ان کو حجت و برہان کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ عوام بیچاروں کو اس بات کا سرے سے پتا ہی نہیں ہوتا کہ "مواہب لدینہ" کس درجہ کی کتاب ہے اور اس میں کیسی کیسی کمزور، بے سند اور موضوع روایتیں لکھی ہوئی ہیں۔ یوں بدعتی واعظوں کی گمراہ کن لطیفہ گوئی اور عوام کو دین سے جہالت و بے خبری کے سبب سے شرک و بدعت کو فروغ ہو رہا ہے۔

بدعتی واعظین و علماء کو ان کے اپنے حال پر چھوڑ دینا چاہیے، ان سے بحث و مناظرہ سے کوئی فائدہ نہیں۔ یہ گروہ اپنے مؤقف سے بال برابر ہٹنے کے لیے تیار نہیں ہے۔ ان پر کوئی حجت اور دلیل و نصیحت کارگر نہیں ہو سکتی، الا ماشاء اللہ! ان سے بحث و مناظرہ میں الجھنا گویا فتنہ کا دروازہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کھول دینا ہے اور فتنہ کوئی اچھی چیز نہیں ہے۔ اگر ان لوگوں سے بحث و مناظرہ کسی جگہ پر ناگزیر سمجھا جائے کہ ایسا نہ کیا جائے گا تو عوام پر یہ اثر ہوگا کہ داعیان توحید کا مؤقف کمزور ہے، اس صورت میں شائستگی اور نرمی کے ساتھ قرآن کریم کے بتائے ہوئے انداز (جدال احسن) پر گفتگو کی جاسکتی ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ عوام کے سامنے دل نشین انداز میں توحید و سنت کو پیش کیا جائے، اور اس حکمت و خوبی کے ساتھ پیش کیا جائے کہ شرک و بدعت کی تردید و نفی بھی ہوتی چلی جائے۔

عوام کو کوئی شک نہیں کہ اللہ اور رسول ﷺ اور دین سے محبت رکھتے ہیں مگر انہوں نے اپنی جہالت اور بے خبری کے سبب سے غلط قسم کی رسموں اور فاسد عقیدوں کو "عشق" کا مظہر سمجھ رکھا ہے۔ ان کو اگر کوئی اس طرح سمجھائے کہ فلاں رسم جو تم انجام دیا کرتے ہو اس کے لیے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی سنت میں کوئی سند اور دلیل نہیں ملتی، اس لیے اس رسم سے اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کے بجائے اللہ اور رسول ﷺ کی ناراضی تمہیں میسر آئے گی، تو عوام اس رسم کو چھوڑ سکتے ہیں اور اس تعلیم و تبلیغ کا کم سے کم یہ اثر تو عوام پر ضرور ہوگا کہ اس قسم کی رسموں کے مصنوعی تقدس اور انہیں دینی فریضہ سمجھنے کا جذبہ نرم پڑ جائے گا۔ ہم نے ان کا تجربہ کیا اور تجربہ کامیاب رہا۔ عوام تو یہی سمجھے ہوئے ہیں کہ "عرس و فاتحہ، میلاد و قیام اور عزاداری" کے نام سے جو کچھ ہوتا ہے وہ عین اسلام ہے۔ جب ان کو پہلی بار اس کا علم ہوتا ہے کہ کتاب و سنت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت عظام کے اقوال و آثار میں ان باتوں کے لیے کوئی دلیل نہیں ملتی، تو وہ ایک دم چونک پڑتے ہیں اور انہیں بڑی حیرت ہوتی ہے کہ جن رسموں کو ہم نے دین سمجھ رکھا تھا وہ تو بڑی کمزور، مشتبہ، بے سند اور بے دلیل نکلیں۔ مشرکانہ رسوم و بدعات اور فاسد عقائد کے بارے میں عوام کا چونک پڑنا بہت بڑی چیز ہے۔ یہیں سے ان کا ذہن اصلاح کی طرف مائل اور متوجہ ہو جاتا ہے اور ان میں ان مسائل کی حقیقت معلوم کرنے کی تڑپ پیدا ہو جاتی ہے۔ یہ تڑپ جس کسی میں بھی پیدا ہوگئی ہے رفتہ رفتہ وہ شرک و بدعات سے دور ہوتا چلا گیا ہے۔

اہل بدعت کا سب سے کارگر حربہ یہ ہے کہ وہ ایسی رسموں کو جن کا دین سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا، "بزرگان دین" کی عزت و تکریم کا سبب ٹھہرا دیتے ہیں۔ مثلاً انہوں نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیچارے عوام کے دلوں میں یہ بات اتار دی ہے کہ جو کوئی "گیارہویں شریف" کو نہیں مانتا، وہ "بڑے پیر صاحب" کو نہیں مانتا۔ حالانکہ لوگوں کی نکالی ہوئی رسموں سے کسی بزرگ کی عزت و تکریم کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ صحیح العقیدہ اولیاء اور بزرگوں کا ماننا اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ انہوں نے کتاب و سنت کے مطابق جو زندگی گزاری ہے اس زندگی سے ہم بھی روشنی حاصل کریں۔ ان بزرگوں کے لیے ہمارے دلوں میں جذبہ تکریم صرف اس لئے پایا جاتا ہے کہ یہ صالح نفوس اللہ تعالیٰ کے عبادت گزار بندے تھے اور انہوں نے اپنی مرضیات اور خواہشوں کو اللہ اور رسول ﷺ کے حکم و فرمان کے تابع کر دیا تھا۔ قرآن پاک سے بڑھ کر سچی، روشن اور کھلی ہوئی کتاب اور کون سی ہو سکتی ہے! اس میں کسی نبی، رسول اور مصلح کی پیدائش اور وفات پر دن منانے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کی ولادت و وفات اور ان کی مقدس زندگی کے کسی واقعہ کا کوئی دن نہیں منایا۔ اس کے بعد خلفاء راشدین، دوسرے صحابہ کرام اور اہل بیت عظام رضی اللہ عنہم اور فقہ و حدیث کے ائمہ ہیں۔ ان کی پیدائش اور وفات پر بھی دن منانے کا امت میں رواج نہیں رہا۔ شیخ عبدالقادر جیلانی سمیت کسی بزرگ نے اپنے لیے کوئی "یوم" مقرر نہیں کیا۔ یہ تو عوام نے اپنی جہالت کے سبب سے دوسری قوموں کے تیوہاروں اور میلوں ٹھیلوں سے متاثر ہو کر بزرگوں سے "یوم" منسوب کر دیے ہیں اور یہ جاہلانہ رسوم رفتہ رفتہ ان کا دینی عقیدہ بن گئی ہیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی کی کتابیں موجود ہیں، ان میں خالص توحید کی تعلیم دی گئی ہے مگر "قادریوں" کی خاصی بڑی تعداد نے اس مبلغ توحید اور داعی سنت کو معبود بنا لیا ہے۔ قیامت کے دن یہ تمام لوگ اپنے غالی معتقدین کے عقائد و اعمال سے اپنی بیزاری کا اظہار کریں گے، اور یہ دن جہالت آمیز عقیدت مندوں کی رسوائی کا دن ہو گا۔

ہندوؤں کے یہاں جب کوئی مر جاتا ہے تو اس کی تیرہویں کرتے ہیں اور کنوار کے مہینہ میں شروع کے پندرہ دنوں میں برہمنوں کو مُردوں کے نام پر کھانا کھلاتے ہیں، اسے کناگت اور سرادھ کہتے ہیں۔ ہندوستان کے مسلمانوں میں "تیجا، دسواں، بیسواں اور چالیسواں" ہندوؤں کی ان رسموں سے لیا گیا ہے، جن کی حیثیت بدقسمتی سے دینی شعار کی بن گئی ہے۔ جو کوئی ان جاہلانہ رسوم پر ٹوکتا ہے اس پر اہل بدعت کی طرف سے وہابیت، دیوبندیت، بلکہ بے دینی کی پھبتیاں چست کی جاتی ہیں! ایصال ثواب تو اپنی جگہ پر درست ہے مگر عام مسلمانوں نے اس کے لیے جو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

طریقے نکالے ہیں وہ غیر اسلامی ہیں۔ اس طرح نیک کام کو بھی جاہلانہ رسوم نے عیب دار بنادیا ہے۔

ان رسموں سے عوام کے اس قسم کے گمراہ کن عقائد و تصورات وابستہ ہو گئے ہیں کہ کسی "بزرگ" کے نام کی جب "فاتحہ" دی جاتی ہے تو اس "بزرگ" کی روح وہاں آتی ہے، "میلاد شریف" کے جلسوں کی صدارت رسول اللہ ﷺ کی روح مقدس فرماتی ہے اور جب کھڑے ہو کر "سلام" پڑھا جاتا ہے تو نبی ﷺ "میلاد" میں تشریف لاتے ہیں۔ بدعات کا یہی نتیجہ ہوتا ہے کہ رفتہ رفتہ عقائد میں فساد پیدا ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ عقیدہ توحید شرک آلود ہو جاتا ہے۔

اسلام دین کامل ہے، جو انسان کی پوری زندگی کو محیط ہے۔ کتاب اللہ ہے، سنت رسول ﷺ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم (جن میں اہل بیت بھی شامل ہیں) کے آثار ہیں، ان میں غمی و شادی کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں مسلمان شہید ہوتے ہیں، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے دور میں کافروں سے جنگیں ہوتی ہیں اور مجاہدوں کو شہادت کا شرف میسر آتا ہے، مگر قرن اولیٰ کے بعد صدیوں تک نہ کسی شہید کا بازاروں میں "ماتم" کیا جاتا ہے، نہ کسی کے جنازے کا "جلوس" نکلتا ہے، نہ کسی کے نام کے "علم" نصب ہوتے ہیں، نہ کسی کی قبر اور "مزار" کی "شبیہیں" بنا کر بستیوں میں گشت کرائی جاتی ہیں۔ "عزاداری" کے ان مراسم و مظاہر سے شہیدان کرام کی تعظیم و محبت اور اظہار غم کو وابستہ کر دینا دینی نقطہ نگاہ سے کوئی وزن اور اصلیت نہیں رکھتا۔ ہر کام اور عقیدہ کے لیے کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے سند درکار ہے، بے سند رسموں کو دینی شعار سمجھنا، یہ خود بے دینی کی بات ہے! دین میں نکتے، لطیفے اور چٹکلے نہیں چلتے۔ ہر عقیدہ اور کام کے لیے کتاب و سنت سے واضح دلیل چاہیے۔

کسی شہید کے جنازے کی نقل بنانا، پھر اس میں تیر چھیدنا، اس پر خون چھڑکنا اور اس تابوت کو گلی گلی لیے پھرنا اس کے لیے عقل و نقل کی آخر کوئی دلیل بھی ہونی چاہیے! بھارت کے ہندوؤں کے یہاں البتہ اس قسم کی رسمیں ملتی ہیں کہ ان کے یہاں مصنوعی رام چندر اور رام لچھمن بنتے ہیں، پھر ان کے ڈولے اور رتھ نکالے جاتے ہیں۔ لنکا کے راجہ راون کی بہن "کالی" تلوار لے کر گلیوں میں جلوس کے ساتھ گشت کرتی ہے۔ پوری رام کہانی کو اسٹیج پر ڈرامہ کی صورت میں پیش کیا جاتا ہے۔ رام چندر اور رام لچھمن اپنی کمانوں سے بان چلاتے ہیں اور اس کے بعد ان پتلوں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آگ لگادی جاتی ہے۔ یہ ڈولے، تخت، رتھ، شبیہیں، ڈرامہ کے انداز پر معنوی اداکاری، پھر ان کے جلوس اور میلے ٹھیلے یہ ہندوؤں کی نکالی ہوئی رسمیں اور ان کے مذہبی تیوہار اور مذہبی شعار ہیں۔ ملت اسلامیہ کو ان کھیل تماشوں سے کیا واسطہ! مسلمانوں کے کسی گروہ یا فرقہ نے غیر مسلموں کی دیکھا دیکھی کچھ رسمیں اختیار کرلی ہوں، تو ایسا کرلینے سے وہ "دینی شعار" تو نہیں بن سکتیں۔ مثلاً ہندو دیوالی پر کھانڈ کے ہاتھی، گھوڑے بناتے اور کھیلوں اور مرمروں کے ساتھ انہیں کھاتے ہیں۔ مسلمان شب برأت کو حلوے مانڈے، حریرہ اور مسور کی دال پکاتے ہیں۔ ہندو دیوالی پر جوا کھیلتے ہیں اور مسلمان شب برأت میں آتش بازی چھوڑتے ہیں۔ تو کیا جہلاء کی اختیار کی ہوئی رسمیں "دینی شعار" بن سکتی ہیں؟ ہرگز نہیں!

مسلمانوں کا کوئی فرقہ اس کا دعویٰ نہیں کرسکتا کہ غمی یا شادی اور اظہار عقیدت و تعظیم کی فلاں فلاں رسم و تقریب اور تیج تیوہار ہمارے فرقہ کا شعار ہے۔ دین میں ہمارے اور تمہارے کی تفریق نہیں پائی جاتی۔ اگر کوئی تقریب مظہر اور شعار دینی ہے تو وہ تمام مسلمان فرقوں کے درمیان مشترک پایا جانا چاہیے، کسی ایک فرقہ کے یہاں کسی مخصوص تقریب و فعل کا وجود ہی اس کے بے سند ہونے کی دلیل ہے۔

"عرس و نیاز" وغیرہ کے نام پر جو رسمیں اور تقریبیں مسلمانوں میں رواج پا گئی ہیں، چونکہ وہ دینی نقطہ نگاہ سے کوئی اصل اور سند نہیں رکھتیں اسی لیے ان میں جگہ جگہ طرح طرح کی جدت طرازیاں پائی جاتی ہیں۔ بدعات کا یہ خاصہ ہے کہ وہ ایک حال پر نہیں رہتیں، ان میں اضافے ہوتے رہتے ہیں۔ مثلاً کہیں "مدار صاحب" کی چھڑیاں ہیں، کسی جگہ "سدو" کا بکرا ہے، کسی کے نام کے کونڈے ہیں اور کسی کی "فاتحہ" کی صحنک ہے، کہیں پنکھے کا جلوس نکل رہا ہے، کہیں قبروں کی چادروں اور گاگروں کا دھوم دھڑکا ہے، حیدر آباد دکن میں "صندل شریف" کا جلوس بڑی دھوم دھام سے نکلتا ہے۔ بدعات کی اس رنگا رنگی سے اللہ کی پناہ! اسی طرح "عزاداری" کے نام پر کہیں گھوڑے نکلتے ہیں اور کہیں براق، کہیں جھولے۔ کسی جگہ "مہندی" کا جلوس نکلتا ہے۔ حیدر آباد دکن میں تو یہ بدعات اس گراوٹ تک پہنچ گئی ہیں کہ محرم کے زمانے میں وہاں لوگ لنگور اور بندر کی شکلیں بنا کر بازاروں سے گزرتے ہیں اور جہلاء کے نزدیک یہ سب دینی شعار ہیں۔ علی گڑھ میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

محرم کی غالباً سات تاریخ کو وہاں کی طوائفیں سیاہ لباس پہن کر "نوحے اور سلام" پڑھتی ہوئی شہر کے باہر ایک ہندو کے باغ میں کیلے کا درخت کاٹنے کے لیے جاتی تھیں، اور علی گڑھ میں اس رسم نے ایک مستقل تقریب اور تیوہار کی شکل اختیار کر لی تھی۔ ہزاروں آدمی طوائفوں کے محلہ میں اس جلوس کے دیکھنے کے لیے جمع ہوتے تھے۔ پولیس کے دستے اس جلوس کا انتظام کرتے تھے۔ ایک بار باغ کے ہندو مالک نے مزاحمت کا ارادہ ظاہر کیا تو جاہل مسلمان مرنے مارنے کے لیے تیار ہو گئے۔ ایک طرف سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور آپ کے اعوان وانصار کی شہادت ہے اور دوسری طرف طوائفوں کی نکالی ہوئی "کیلا کاٹنے" کی یہ رسم ہے، ان دونوں کا ایک دوسرے سے دور کا تعلق بھی نہیں ہے! ادھر صالحیت، ادھر کراہت۔ لیکن جہلاء کے ذوق بدعت کا برا ہو کہ انہوں نے اس لغویت کو بھی دینی شعار سمجھ لیا تھا۔

مسلمانوں میں "مسرت وغمی، میلاد وقیام اور نیاز وفاتحہ" کے نام پر جو رسمیں رواج پا گئی ہیں ان میں بہت سی رسمیں بادشاہوں کی نکالی ہوئی ہیں۔ سنت ملوک، دین کا شعار بن جائے یہ کتنی بڑی ٹریجڈی ہے اور دین کے ساتھ کتنا بڑا مذاق۔

بدعات دین ہی کے نام پر فروغ پاتی ہیں اور یہ امراض صحت کے دھوکے میں متعدی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ بدعات میں نکیر کو جو کوئی فرقہ داریت سے تعبیر کرتا ہے وہ خود فرقہ واریت کے تعصب میں مبتلا ہے۔ کتاب وسنت کے ماننے والوں نے ہر دور میں بدعات پر نکیر کی ہے۔ مثلاً اب سے چار سو سال پہلے جب ہندوستان کے مسلمانوں میں "میلاد" کی محفلوں کا رواج ہونے لگا تو مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر ٹوکا اور کھل کر تنقید فرمائی۔

ہمارا موقف

قرآن کریم توحید وشرک، کفر واسلام اور حق وباطل کے درمیان تفریق کرتا ہے، اور ایسا کرنے سے قرآن کریم پر (معاذ اللہ) یہ الزام نہیں لگایا جا سکتا کہ اس نے مومن وکافر اور موحد ومشرک کی تفریق پیدا کر کے انسانی وحدت کو متفرق کر دیا ہے۔ غلط باتوں پر احتساب وتنقید کو جو کوئی تفریق وانتشار سے تعبیر کرتا ہے وہ اتحاد واتفاق کے وہم میں مبتلا ہے، اس طرح تو اصلاح و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

انقلاب کی ہر کوشش کو مطعون کیا جا سکتا ہے۔ کتاب اللہ اور احادیث نبوی ﷺ میں "شرک وبدعت" کی جو مذمت آئی ہے، تو کیا یہ گمراہیاں صرف خیالی، وہمی اور فرضی ہیں؟ کیا عالم واقعہ میں ان کا وجود کہیں نہیں؟ ہم اللہ اور رسول ﷺ کے بارے میں یہ بدگمانیاں نہیں کر سکتے کہ کلام الٰہی اور قول رسول ﷺ میں مفروضات اور ناممکنات پر اس قدر شدت کے ساتھ نکیر کی جائے! اس میں ذرہ برابر مبالغہ نہیں ہے کہ صدیوں سے مسلمانوں میں مشرکانہ رسوم وبدعات رواج پا گئی ہیں اور ہر دور میں ان پر نکیر کی گئی ہے۔ مشرکانہ رسوم وبدعات پر "فاران" میں جو احتساب کیا جا رہا ہے وہ کوئی نئی بات نہیں ہے۔

متحدہ ہندوستان میں یہی ہوتا تھا کہ جب محرم اور شب برأت کا زمانہ آتا تھا تو اہل علم اخباروں، رسالوں اور پوسٹروں کے ذریعہ سے مسلمانوں کو آگاہ کرتے تھے کہ ان مواقع پر کون سی ایسی باتیں کی جاتی ہیں جو دینی نقطہ نگاہ سے ناپسندیدہ ہیں۔ اس انتباہ و آگاہی کا مقصد یہ تھا کہ جن مسلمانوں کی سمجھ میں علماء کرام کی بات آجائے وہ ان کھیل تماشوں سے الگ تھلگ رہیں۔

وعظ و تلقین

اہل بدعت چاہے وہ مسلمانوں کے کسی گروہ اور فرقہ سے تعلق رکھتے ہوں ان سب کی ایک ہی جیسی ذہنیت اور ایک ہی قسم کا مزاج ہے۔ جب ان کے کسی خلاف شریعت فعل پر انہیں ٹوکا جاتا ہے تو وہ کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم (جن میں اہل بیت بھی شامل ہیں) سے کوئی دلیل لانے کے بجائے قیاس ورائے کے تیر تکے لڑاتے ہیں۔ "بزرگان دین" کی اہانت کا شور مچا کر واویلا کرتے اور آواز حق کو دبانے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کا آزمایا ہوا حربہ ہے جو عوام پر آسانی سے چل جاتا ہے، حالانکہ ان بدعات سے بزرگان دین کے احترام اور محبت کا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ نہیں فرمایا کہ میرے ذکر کی ہر محفل میں میری ولادت کا ذکر لازمی طور پر کیا کرنا اور پھر کھڑے ہو کر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بھی ایسا عمل نہیں کیا، نہ کتاب وسنت سے شہداء کے لیے بازاروں میں یا کسی اور جگہ "ماتم اور سینہ کوبی" کی دلیل ملتی ہے۔ نیز مسلمانوں کے کسی فرقہ میں بعثت نبوی ﷺ سے لے کر کئی صدی تک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بزرگان دین کی قبروں کی "شبیہیں" بنا کر ان کے جلوس نکالنے کا رواج بھی نہیں پایا جاتا۔ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے نام کی "صحنک" اور جعفر صادق کے "کونڈے بھرنے" کی کوئی ضعیف سے ضعیف دلیل بھی اہل بیت کرام کے یہاں نہیں ملتی، نہ قولی اور نہ فعلی۔ اور نہ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ تعالیٰ نے "گیارہویں" کرنے کے لیے ارشاد فرمایا تھا۔ یہ تمام رسمیں بادشاہوں، امیروں اور دوسرے لوگوں کی نکالی ہوئی ہیں۔ بے دلیل رسموں کو دین سمجھنا اور جو انہیں دین نہ سمجھے اس پر بے دینی کی پھبتیاں کسنا دین کے حوالے سے لوگوں کا کتنا بڑا المیہ ہے۔

نصاریٰ کے غلو عقیدت نے سیدنا عیسیٰ مسیح علیہ السلام کو "ابن اللہ" بنا کر چھوڑا اور اس ستم ظریفی کو بھلا کوئی حد و نہایت ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا کہنے اور ماننے کے بعد بھی یہ لوگ "توحید" کے مدعی ہیں۔ اسی طرح بعض مسلمانوں کی عقیدت کی شدت اور غلو نے "بزرگان دین" کو معبود بنایا ہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ کو دور و نزدیک سے پکارا جاتا ہے اور اس سے استغاثہ کیا جاتا ہے، اسی طرح "بزرگان دین" کے نام کی "دہائی" دی جاتی ہے اور ان کو فریاد رس، مشکل کشا اور حاجت روا سمجھا جاتا ہے، (نعوذ باللہ)!

توحید کی اشاعت و تبلیغ اور مشرکانہ رسوم و بدعات کی تردید اور روک تھام اسی طرح ممکن ہے کہ جو مسلمان ان مفاسد سے اچھی طرح واقف ہیں اور توحید کے تقاضوں کو اچھی طرح پہچانتے ہیں، وہ نرمی اور حکمت کے ساتھ عوام کو سمجھائیں اور بتائیں کہ شرک و بدعت کے لیے کتاب و سنت میں کس قدر خوفناک وعیدیں آئی ہیں! عوام کے دلوں میں جب یہ بات اتر جائے گی کہ فلاں کام کرنے سے اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کی بجائے ناراضی میسر آئے گی تو وہ اس کام سے باز رہ سکتے ہیں۔ افسوس اس بات کا ہے کہ عوام تک ٹھیک طور پر بات پہنچنے نہیں پاتی، وہ بیچارے بڑے اندھیرے میں ہیں۔ قوم کے لیے ایسے واعظین اور مقررین کی ضرورت ہے کہ جو عوام میں اپنے نامقبول اور غیر ہردلعزیز ہونے کے ڈر سے بے پرواہ ہو کر شرک و بدعت کی تردید کریں۔ جب سیرت النبی ﷺ کے جلسوں میں توحید شناس علماء اور بدعتی واعظوں کی تقریروں کا ایک ہی رنگ ہو تو بیچارے عوام کا کیا قصور ہے، وہ خود تو غلط اور صحیح میں تمیز نہیں کر سکتے! ان کو دل نشیں انداز اور شیریں لب و لہجہ میں بار بار بتایا جائے تو ان کی سمجھ میں ٹھیک بات آ سکتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تقسیم ہند سے قبل بمبئی کی بعض محفلوں میں اہل بدعت کا وہ زور تھا کہ اپنی مسجدوں میں کسی اہل حدیث اور دیوبندی کو محلے والے نماز پڑھتے دیکھ لیتے تھے تو اس غریب کی شامت آجاتی تھی، مگر بعض توحید شناس علماء نے جرأت کے ساتھ جب ان محفلوں میں تقریریں کیں اور مشرکانہ رسوم اور بدعتوں کو عوام کے سامنے کھول کر رکھا تو پھر ان محفلوں کی فضا بدل گئی اور بمبئی کے جو محلے بدعتیوں کے گڑھ سمجھے جاتے تھے اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں اب توحید اور کتاب وسنت کا چرچا ہے اور وہاں فساد انگیز ذہنیت کی بجائے امن و آشتی کا ماحول پیدا ہو گیا ہے۔

کوئی شک نہیں کہ "عوام کالانعام" ہوتے ہیں مگر ان کی تربیت اور ان پر محنت کی جائے تو یہ "کالانسان" بھی بن سکتے ہیں اور اس انقلاب کی بہت سی مثالیں موجود ہیں۔ کراچی کے ایک محلہ میں سیرت کا ایک جلسہ تھا۔ وہاں ایک خوش بیان واعظ نے نرم و شیریں انداز میں پہلے توحید کی اہمیت کو بیان کیا، اور پھر مشرکانہ عقائد کی تردید کی۔ شروع شروع میں تو سننے والے اچنبھے میں پڑ گئے کہ ایسی باتیں انہوں نے پہلی بار سنی تھیں۔ اس کے بعد رفتہ رفتہ ان کی یہ حیرت، وحشت اور اجنبیت کم ہوتی گئی، یہاں تک کہ تقریر ختم ہونے کے بعد انہوں نے بڑی محبت کے ساتھ واعظ صاحب سے مصافحہ کیا۔

دنیا کا ہر کام کچھ نہ کچھ قربانی اور محنت چاہتا ہے۔ محنت، ایثار اور اخلاص و صداقت کے بغیر اصلاح و انقلاب کی کوئی کوشش بار آور نہیں ہو سکتی۔ توحید کی تبلیغ اور شرک و بدعت کی تردید بھی محنت، ایثار اور اخلاص چاہتی ہے۔ جو مسلمان جہاں کہیں بھی ہے اور جیسے ماحول میں بھی زندگی بسر کر رہا ہے، اسے چاہیئے کہ اپنے دوستوں، عزیزوں اور محلہ داروں سے ربط پیدا کرے، ان سے دوستی بڑھائے۔ اس کے بعد ان میں توحید کی تبلیغ کرے اور اس مہم میں بے صبری سے کام نہ لے۔ ان شاء اللہ! اس تبلیغ و محنت کے اچھے نتائج بر آمد ہوں گے۔ مسلمان عوام فطرتاً دین سے محبت رکھتے ہیں مگر دین سے بہت کچھ بے خبر ہیں، ان کے سامنے جب صحیح دین پیش کیا جائے گا تو جتنی جتنی ان کی دین سے واقفیت بڑھتی جائے گی اتنے ہی فاسد عقائد، جاہلانہ رسوم اور بدعات کے بادل چھٹتے جائیں گے۔ اس کام کے لیے کوئی انجمن بنانے کی ضرورت نہیں۔ جو شخص جہاں بھی ہے، اسی ماحول میں کام کا آغاز کر دے۔ مفسدین ایسے موقعوں پر اصلاح و تعمیر کی جدوجہد میں کھنڈت ڈالنے کے لیے جان بوجھ کر دنگا فساد پیدا کرتے ہیں۔ ایسے موقعے آجائیں تو تحمل اور صبر و

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

استقامت کے ساتھ فساد اور جھگڑوں کو ٹالنے کی ہر امکانی کوشش کی جائے، اس راہ میں کامیابی پتھر کا جواب پتھر دینے میں نہیں بلکہ پتھر کھانے میں ہوتی ہے۔ اس طرح مفسدین کی شورش، بلوے اور فساد کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اعلاء کلمۃ الحق کے ساتھ صبر واستقامت اور تحمل وعزیمت کی توفیق بھی عطا فرمائے (آمین)!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مُشرکانہ عقائد

دین میں اصل اعتبار کتاب و سنت کا ہے۔ ہر کسی کے قول و عمل کو چاہے وہ کتنا ہی بڑا امام، فقیہ، محدث، مفسر اور متقی کیوں نہ ہو، کتاب و سنت کی کسوٹی پر جانچ کر اور پرکھ کر دیکھا جائے گا۔ جس کسی بڑے سے بڑے آدمی کی کوئی بات کتاب و سنت کے معیار کے مطابق نہ ہو گی اسے رد کر دیا جائے گا۔ کتاب و سنت کے حاملین اولین صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے، اس لیے ان کے "آثار" میں ملت اسلامیہ کے لیے سعادت و فلاح بلکہ ہدایت کی روشنی ملتی ہے۔ آثار صحابہ رضی اللہ عنہم میں کسی صحابی کا قول و عمل کتاب و سنت سے جتنا زیادہ قریب ہے اسے راجح تر سمجھا جاتا ہے۔ کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں کسی کا بھی قول و عمل کوئی وزن نہیں رکھتا۔

جن کو صحیح العقیدہ بزرگان دین کہا جاتا ہے ان کی بزرگی صرف اس وجہ سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کے یہ نیک بندے کتاب و سنت کے مطابق اپنی زندگیاں بسر کرتے تھے اور ان کے ردو قبول کا معیار کتاب و سنت تھا۔ مگر وہ بہر حال انسان تھے، ان میں کوئی معصوم نہ تھا، اور ان میں سے کسی کی بھی زندگی کو اسوہ رسول ﷺ کا مقام نہیں دیا جا سکتا! ان بزرگان دین میں سے کسی کا کوئی قول و عمل کتاب و سنت کے مطابق اگر نہ پایا جائے تو اس کی کئی وجوہ ہو سکتی ہیں: یہ کہ ممکن ہے ان کے سوانح، حالات، ملفوظات اور ارشادات میں کسی نے الحاق کر دیا ہو اور اصل واقعہ اور قول میں کتر بیونت سے کام لیا ہو۔ یا یہ کہ کہنے والا اپنے مافی الضمیر کی واضح طور پر ترجمانی نہ کر سکا ہو اور اس کی واقعی وہ مراد نہ ہو جو اس کے کہے ہوئے لفظوں سے ظاہر ہوتی ہے۔ یا پھر کتاب و سنت سے اس کے قول و فعل کی مطابقت کرنے میں ہم سے غلطی ہو رہی ہو، دقت نظر اور جائز حدود میں توسع سے کام لیا جائے تو اس قول و عمل کی کتاب و سنت سے مطابقت ہو سکتی ہے۔

لیکن اس پر بھی ان بزرگ کے قول و عمل اور کتاب و سنت میں مطابقت نہ ہو سکے تو پھر ایمان کا یہی تقاضا ہے کہ اس قول و عمل کو چھوڑ دیا جائے۔ ایسا کرنے سے ان بزرگ کی چاہے وہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

فقہ کے امام ہوں یا تفسیر و حدیث کے عالم نہ توہین ہوتی ہے اور نہ اس اختلاف سے دین وایمان میں ذرہ برابر نقصان ہوتا ہے! بزرگانِ دین کی عزت واحترام "کتاب وسنت" کے ماتحت ہے، کتاب وسنت سے بلند وبالا نہیں ہے۔ ایک مسلمان کے ایمان کا یہ لازمی تقاضا ہونا چاہیے کہ وہ کتاب وسنت کے مقابلہ میں کسی قول وعمل کو وقعت نہ دے اور جب ان میں ٹکراؤ نظر آئے تو اس کی محبت، اطاعت و وفاداری اور رفاقت کتاب وسنت کے ساتھ ہو!

ایک مثال: بصرہ کے ایک عالم عثمان بن عالم کے بارے میں امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا تھا: لو ادرکنی البتی لترك كثيراً من قوله واخذبقولی "اگر عثمان بتی مجھے پالیتا تو اپنے بہت سے قول ترک کر کے میرے اقوال لے لیتا" خطیب بغدادی سے اس قول میں انتہائی مغالطہ آمیز تسامح ہو گیا کہ انہوں نے "البتی" کو "النبی" پڑھ کر امام ابو حنیفہ کی طرف یہ بے سروپا قول منسوب کردیا کہ:

لو ادرکنی النبی صلے اللہ علیہ وسلم لاخذ بکثیر من قولی

(اگر نبی ﷺ مجھے پالیتے، تو میری بہت سی باتیں لے لیتے) معاذ اللہ!

اس واقعہ سے دو باتیں سامنے آتی ہیں کہ خطیب بغدادی چاہے کتنے ہی بڑے عالم کیوں نہ ہوں مگر اللہ تعالیٰ انہیں معاف فرمائے کہ ان سے یہ بہت بڑی غلطی سرزد ہوئی ہے، اور ان کی اس غلطی پر ٹوکنے پر یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح درست اور قرین صواب نہیں ہے کہ اس سے ایک طالب دین کی تخفیف اور توہین ہوتی ہے، ہم چونکہ خطیب بغدادی سے صدیوں بعد میں پیدا ہوئے ہیں اور ان کے برابر علم و تقویٰ نہیں رکھتے اس لیے ہمارا یہ منصب نہیں ہے کہ ان کی غلطی پر مواخذہ کریں۔ عقیدت واحترام کا یہی وہم ہے جس نے نہ جانے کتنے افسانوں کو حقیقت بنادیا ہے اور غلط اندیشیوں کے انبار لگادیے ہیں۔

یہ واقعہ دوسری اس حقیقت کو سامنے لاتا ہے کہ فرض کیجئے تحقیق کرنے والوں کو یہ معلوم نہ ہو سکتا ہو کہ امام ابو حنیفہ نے "البتی" کہا تھا، "النبی" نہیں کہا تھا، تو ان کے اس قول کی کوئی توجیہ نہ کی جاتی اور اسے بے دریغ رد کردیا جاتا۔

ایک طرف خطیب بغدادی کی تاریخ میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غلط سلط باتیں منسوب کی گئی ہیں اور دوسری طرف ان کی شان میں غلو کا یہ عالم ہے کہ ایک بہت بڑے شیخ وقت اور عالم ربانی نے یہاں تک لکھ دیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں آئیں گے تو وہ مذہب امام ابو حنیفہ پر ہوں گے۔(معاذ اللہ) یہ تو صحیح ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ عیسوی شریعت نہ ہوگی بلکہ شریعت محمدی ﷺ کے مطابق عمل فرمائیں گے، مگر ان کا درجہ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ کے برابر بھی نہ ہوگا کہ جو خود صاحب اجتہاد تھے اور کتاب و سنت سے براہ راست استنباط فرماتے تھے اور کسی مخصوص فقہی مسلک کے مقلد نہ تھے۔

ان واقعات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ پچھلے بڑے آدمیوں سے بھی شخصیتوں کی مدح و منقبت اور تنقید و احتساب میں بعض اوقات افراط یا تفریط ہو گئی ہے۔ لہذا اس میں ان دونوں انتہاؤں کو جوں کا توں قبول نہیں کر لینا چاہیے۔

شیخ محی الدین ابن عربی کے متعلق ان کے بعض محتاط و معتدل عقیدت مندوں کا یہ کہنا ہے کہ "فصوص الحکم" میں بعض ملحدوں نے الحاق کر دیا تھا ورنہ شیخ کے ہاتھ کا لکھا ہوا نسخہ ان خرافات سے پاک تھا۔ اللہ کرے کہ یہ بات صحیح ہو اور "الفصوص" میں بصائر و حکم کے لالہ و گل کے ساتھ خار و خس بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جو سانپ بچھو پائے جاتے ہیں، ان کی نسبت شیخ سے درست نہ ہو۔ مگر ان لوگوں کو کیا کہیے کہ جو ان "الحاقی عبارتوں" کو "عرفان و تصوف" کے دقیق نکات اور غامض حقائق سمجھ کر ان پر ایمان لائے ہوئے ہیں اور ان خطرناک شطحیات کا کتاب و سنت کے ساتھ جوڑ ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان مبحث کے دو پہلو ہیں کہ یا تو "الفصوص" کی قابل اعتراض عبارتوں کو "الحاقی" مانا جائے کہ ان میں خطرناکیوں کی کوئی حد و انتہاء نہیں، اور اگر کوئی اصرار کرے کہ نہیں شیخ نے یہی لکھا تھا تو پھر ایمانی جرأت سے کام لے کر ان سے اظہار برأت کیا جائے۔

"تصوف" تزکیہ نفس کا نام ہے مگر منصور حلاج کا نعرہ "انا الحق" تزکیہ نفس کی کسی ضرورت کو پورا نہیں کرتا، بلکہ اس نعرہ سے "حق" مشتبہ ہوتا ہے اور اس سے فرقہ حلولیہ کے باطل مسلک کو شہ ملتی ہے۔ اسی لیے نعرہ اور اس فکر و تصور پر مرتب کیے ہوئے نکتے اشارے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور معمے سب کے سب رد کر دینے کے مستحق ہیں کہ اسلام کا مزاج اس قسم کی شوخی افکار اور "مجذوبانہ" باتوں سے دور کی بھی مناسبت اور مطابقت نہیں رکھتا۔ کہا جاتا ہے کہ منصور کا ظرف چھوٹا تھا جو "بادہ عرفان و مستی" کی ذرا سی "شراب" سے "چھلک" اٹھا۔ اول تو یہ توجیہ ہی دینی توجیہ نہیں بلکہ شاعرانہ شوخی فکر ہے اور اگر اس کو درست مان لیا جائے تو ایسے اوچھے، کم ظرف اور غیر ذمہ دار لوگ دین میں کوئی مقام اور حیثیت نہیں رکھتے۔

نقد و نظر:

ایک شخص کہتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں، دوسرا شخص اس عقیدہ کو مشرکانہ بتاتا ہے کہ ہر جگہ اور ہر وقت "حاضر و ناظر" ہونا صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ یہ دونوں اپنے مسلک و عقیدہ کی تائید میں جو دلیلیں پیش کرتے ہیں ان میں قرآن کی آیتوں، حدیثوں اور اہل علم کے اقوال سے سند لی جاتی ہے۔ تو کیا یہ دونوں عقیدے درست ہیں؟ نہیں، یہ نہیں ہو سکتا، دو عقیدوں میں سے صرف ایک ہی عقیدہ صحیح و درست ہو سکتا ہے۔ ان میں ذرا سی بھی مشابہت نہیں پائی جاتی، یہ دونوں عقیدے ہر اعتبار سے ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ پس ان میں سے کسی ایک نے (جو غلط عقیدے کا حامل ہے) لامحالہ قرآن کی آیتوں اور حدیثوں سے غلط استدلال کیا ہو گا، اور اپنی تائید میں علماء دین کے ایسے اقوال پیش کیے ہوں گے جو اپنی جگہ بے اصل ہوں گے۔ اور تو اور قادیانی تک اپنے گمراہ و باطل مسلک کی تائید میں قرآن و حدیث ہی کو پیش کرتے ہیں اور شیخ محی الدین ابن عربی اور مولانا محمد قاسم نانوتوی کے اقوال سے سند لاتے ہیں۔

مقصد گزارش کرنے کا یہ ہے کہ کسی عقیدے کی تائید میں محض قرآن کی آیتوں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثوں کو دیکھ کر دھوکا نہ کھانا چاہیے۔ دیکھنا یہ چاہیے کہ ان آیتوں اور حدیثوں سے جو بات ثابت کی جا رہی ہے، کیا یہ آیات و احادیث اس سے مطابقت بھی رکھتی ہیں؟

یہ جو مسلمانوں میں بدعت چل پڑی ہے کہ وہ کھانا، شربت اور شیرینی رکھ کر اس پر "فاتحہ" دیتے ہیں اور وفات پائے ہوئے "بزرگوں" اور اپنے مرے ہوئے عزیزوں اور دوستوں کو اس کا ثواب پہنچاتے ہیں، اس کے جواز میں کوئی وہ حدیث پیش کرے کہ رسول اللہ ﷺ نے کھانے، غلہ اور پھلوں پر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی تھی! تو یہ حدیث اپنی جگہ ثابت ہے مگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس سے مروجہ فاتحہ پر استدلال کرنا بالکل غلط بلکہ گمراہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے کھانے، غلہ اور پھلوں پر بے شک ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی تھی مگر کس لیے؟ کسی وفات پائے ہوئے مسلمان کی روح کو ثواب پہنچانے کے لیے نہیں، بلکہ کھانے، غلہ اور پھلوں کی مقدار میں اضافہ کے لیے اللہ تعالیٰ سے برکت طلب کی تھی۔ اس حدیث سے "مروجہ فاتحہ" کا دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اس مثال سے بہ آسانی یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ غلط عقیدوں اور کتاب وسنت کے خلاف رسموں کو درست ثابت کرنے کے لیے آیتوں اور حدیثوں سے کس قدر مغالطہ آمیز استنباط کیا جاتا ہے۔ یہ وہ مغالطے ہیں جن سے عوام دھوکا کھا جاتے ہیں اور وہ بیچارے "قال اللہ اور قال الرسول" سن کر مرعوب ہو جاتے ہیں اور اس پر شاذونادر ہی غور کرتے ہیں کہ آیات واحادیث سے جو کچھ ثابت کیا جارہا ہے کیا اللہ اور رسول کا یہ منشاء بھی تھا؟

قرآن کریم کی یہ آیت "وَابْتَغُوْا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ" عوام کو سنا کر اہل بدعت "وسیلہ" کے خالص اردو معنٰی کے الجھاوے میں لوگوں کو ڈال دیتے ہیں، کہ دیکھو "توسل" تو قرآن شریف سے ثابت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اس اعتبار سے یقیناً وسیلہ ہے کہ نبی ﷺ کے واسطے اور ذریعہ سے دین پہنچا ہے، مگر اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے وقت رسول اللہ ﷺ کا یا دوسرے بزرگوں کا "توسل" ضروری یا پسندیدہ ہوتا تو قرآن پاک کی دعاؤں میں "بجاہ"، "بحق" یا "توسل" ضرور وارد ہوتا! قرآن نے دعا کا جو طریقہ بتایا ہے اس میں اللہ تعالیٰ سے براہ راست مانگنے اور درخواست والتجا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

دین وشریعت میں فرق مراتب بہت ضروری ہے۔

گر فرق مراتب نہ کنی زندیقی

اللہ کا ہمسر نبی کو نہیں ٹھہرایا جاسکتا، نبی کے مقام پر صحابی کو نہیں لاسکتے اور صحابی کا درجہ کسی عالم اور اہل ارشاد کو نہیں دیا جاسکتا۔ نبی کی طرح کوئی انسان معصوم اور مطاع نہیں ہوتا۔ اگر کوئی شخص فرط محبت وعقیدت کے سبب کسی "پیر" "شیخ یا عالم کی تقلید واطاعت نبی کی طرح منصوص سمجھے اور دل میں خوف کرے کہ اگر میں نے کسی "پیر" یا "ولی" کی کسی بات سے ذرہ برابر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اختلاف کیا تو میرے ایمان کی خیر نہیں، تو ایسی محبت و عقیدت شریعت میں نہ صرف یہ کہ معتبر نہیں بلکہ ایسے غالی معتقدین کو طرح طرح کی بے اعتدالیوں اور گمراہیوں میں مبتلا کر سکتی ہے۔

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کوئی شک نہیں کہ استاذ الاساتذہ ہیں! اور وہ صرف کتاب و سنت کے عالم اور فقہی علوم کے امام ہی نہیں بلکہ تقویٰ کے اعتبار سے ایک مثالی کردار کے عالم ہیں مگر وہ اپنی اس تمام شان و منزلت اور بزرگی کے باوصف فرماتے ہیں کہ "میرے کسی قول کو کتاب و سنت کے خلاف پاؤ تو اسے دیوار پر دے مارو!" انہوں نے یہ بات یوں ہی از راہ تواضع و انکسار نہیں فرمادی تھی بلکہ ایک حقیقت کا اظہار کیا تھا کہ آدمی سے ہزار احتیاط کے باوجود بھول چوک ہو ہی جاتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ ان کے قابل فخر شاگردوں نے متعدد مسائل میں اپنے لائق احترام استاد کی رائے سے اختلاف کیا ہے اور رائے کے اس اختلاف سے نہ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی توہین ہوتی ہے اور نہ امام ابو یوسف اور امام محمد (رحمہم اللہ تعالیٰ) پر اولیاء اللہ کی عداوت کا الزام آتا ہے۔ اسلاف کے اقوال و اعمال سے اخلاف انہیں مقامات پر اختلافات کرتے ہیں اور کرنا چاہیے جہاں وہ محسوس کریں کہ یہاں کتاب و سنت سے ٹکراؤ ہو رہا ہے "پیروں، ولیوں"، اماموں اور عالموں کے اقوال سے کتاب و سنت کا درجہ اتنا بلند ہے کہ ان کے درمیان کسی نسبت کا تعین سخت دشوار ہے۔

امام غزالی رحمہ اللہ کا اتنا بڑا درجہ ہے کہ ان کو اہل علم "حجۃ الاسلام" کہتے ہیں اور یہ لقب اور خطاب ان کو سچ یہ ہے کہ زیب بھی دیتا ہے۔ اخلاق و تقویٰ امام موصوف کا خاص موضوع تھا اور اس موضوع پر انہوں نے بصائر و حکم کے موتی بکھیرے ہیں مگر اپنی کتابوں میں جو احادیث وہ لائے ہیں، ان میں بعض احادیث کمزور اور ثقاہت و صحت کے پایہ سے گری ہوئی ہیں، یا ان کے بعض ایسے اقوال کہ "سماع اہل کے لیے حلال ہے نااہل کے لیے حرام ہے" بہت کچھ محل نظر ہیں۔ اس ایک مثال کو پیش کرنے کی غرض یہ ہے کہ بلند شخصیتوں اور ان کی کتابوں کے تمام پہلو اہل علم کی نگاہ میں رہنے چاہئیں کہ کس کا کس فن میں کیا درجہ ہے؟ کون متساہل ہے، کون متشدد ہے، کس کا ذوق اور عام رجحان کیا ہے؟ کس کی ثقاہت کس پایہ کی ہے؟ یہ تمام چھان بین بزرگوں کو مطعون کرنے کے لیے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے دین کی حمایت و صیانت کے لیے ہوتی ہے۔ اگر دین و شریعت کے آئینہ سے حاملین کتاب و سنت گرد و غبار دور نہ کرتے رہتے تو آسانی سے محسوس کیا جا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سکتا ہے کہ دین کا آئینہ کس قدر مکدر اور غبار آلود ہو جاتا۔

کتاب و سنت کا درجہ کسی کتاب کو نہیں دیا جا سکتا اور اللہ و رسول ﷺ کے قول کے مقابلہ میں کسی کا بھی قول کوئی وقعت و اہمیت نہیں رکھتا۔ اب رہیں دیگر کتابیں! تو ان میں ہر طرح کی باتیں ملتی ہیں۔ قوی سے قوی بھی اور کمزور سے کمزور بھی! ایسی بھی کہ جن کی سند آفتاب کی طرح روشن ہے اور ایسی بھی جو بالکل پوچ، لچر اور بے اصل ہیں کہ جن سے اللہ کا دین بدنام ہوتا ہے۔

کتابوں میں بعض "متصوفین" کے ایسے حالات ملتے ہیں کہ وہ خوبصورت لڑکوں کو حسن حقیقی کا مظہر سمجھتے تھے، اور انہوں نے ایک طرف گرم لوہے کو چوما اور دوسری طرف کسی امرد کا بوسہ لے لیا (معاذ اللہ)۔ بعض "بزرگ" جن سے "تصوف" کی نسبت دی جاتی ہے ان کے ایسے حالات بھی ملتے ہیں کہ وہ تارک صلوٰۃ تھے اور جب ان کے اس فعل (ترک صلوٰۃ) پر کسی نے ڈرتے ڈرتے ٹوکا، تو وہ کہنے لگے کہ "ہم تو اللہ کی راہ میں اپنے آپ کو فنا کر چکے ہیں۔ مردوں پر زندوں کی طرح دین کے احکام کب چلتے ہیں"۔ بعض "متصوفین" کے نماز نہ پڑھنے کے لیے اس آیت : "وَاعْبُدْ رَبَّكَ حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ"

سے دلیل جواز لائی گئی ہے کہ "یقین" کا مرتبہ حاصل کرنے کے بعد "عبادت" کے احکام ساقط ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ اس آیت میں "یقین" سے موت مراد ہے اور اس کے لیے سب سے بڑی سند اور حجت نبی ﷺ کی زندگی ہے کہ نبی ﷺ سے بڑھ کر یقین کی بلندی اور کس کو حاصل ہو سکتی ہے! مگر رسول اللہ ﷺ نے آخر دم تک نماز ادا فرمائی اور دین کے کسی ایک حکم کو بھی اپنے لیے ساقط نہیں سمجھا۔

ایک صاحب جو ہوش و شعور سے عاری تھے اور جن کو "مجذوب" بلکہ "سلطان المجاذیب" کہا جاتا ہے اور لاکھوں مسلمان جن سے "عقیدت" رکھتے ہیں، ان کے یہ حالات کتابوں میں نظر سے گزرے کہ وہ عورتوں کے سامنے پیشاب کر دیا کرتے تھے، اور ایک بار "کرامت" کے زور سے مری ہوئی لڑکی کو زندہ کر کے اس کو نچوایا اور بڑے "ذوق و شوق" سے اس کا ناچ دیکھا! سب سے بڑی حیرت کی بات یہ ہے کہ اس قسم کے واقعات کو ان کے "مریدین"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کتابوں میں بڑے فخر سے چھاپتے ہیں اور ان کی عقیدت ایسے خلاف شریعت حالات پڑھ کر اور سن کر مجروح نہیں ہوتی۔ استغفر اللہ!

یہ تو "ملفوظات" و سوانح کے وہ تاریک پہلو ہیں کہ جن میں کوئی روشنی اور چمک نہیں مگر "عقیدت مندوں" نے اس تاریکی ہی کو روشنی سمجھ رکھا ہے۔

دوسرا رخ: اکابرین دین کی کتابوں کو بدگمانی اور شبہ کی نگاہ سے پڑھنا بڑی بد توفیقی کی دلیل ہے، اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ ان کتابوں کے حرف حرف کو کتاب و سنت کی طرح محکم و ثابت سمجھنا بھی کسی طرح درست نہیں۔ صحیح موقف یہ ہے کہ ان کتابوں میں کسی کے قول و فعل کے لیے کتاب و سنت سے دلیل نہ ملے تو اسے چھوڑ دینا چاہیے، اور کتاب و سنت کی خاطر کسی بزرگ، "ولی، پیر"، مفسر، محدث یا "صوفی" کے قول و عمل کو چھوڑ دینا ایمان کے کمزور نہیں بلکہ قوی ہونے کی علامت ہے۔ ان دینی کتابوں کو اسی لیے تو پڑھتے ہیں کہ "کتاب و سنت" کے علم میں اضافہ ہو اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کی توفیق نصیب ہو۔ جب کسی کا قول و عمل "کتاب و سنت" ہی سے ٹکراتا ہو تو اس کا ترک کر دینا ہی "کتاب و سنت" کی محبت، عقیدت اور اطاعت کا عین تقاضا ہے۔

ایک بہت بڑے قدیم مفسر نے اسرائیلی روایتوں سے متاثر ہو کر سیدنا اسماعیل علیہ السلام کی جگہ سیدنا اسحٰق علیہ السلام کو ذبیح ٹھہرا دیا، ان کے اس قول کی چونکہ اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث سے مطابقت نہیں ہوتی لہٰذا اسے غلط قرار دیا جائے گا۔ تذکروں میں ملتا ہے کہ بعض لوگ "مشائخ چشت" کے قدموں کو چومتے تھے اور سجدہ کے ذریعہ سے ان کی تعظیم بجالاتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ سے زیادہ عزت و تکریم کا مستحق اور کون ہو سکتا ہے! مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، رسول اللہ ﷺ کو سجدہ نہ کرتے تھے۔ اس لیے "مشائخ چشت" کے اس فعل کو رد کر دیا جائے گا۔ ہندوستان کے ایک عالم اجل اور فاضل عصر محدث کے یہاں ایک طرف یہ تک ملتا ہے کہ قبر کو بوسہ دینا اور اس پر رخسار رکھنا ممنوع ہے اور دوسری طرف وہ یہ لکھ گئے ہیں کہ "رسول اللہ ﷺ اُمتیوں کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں۔" استغفر اللہ! ان کا علمی احترام اپنی جگہ پر، مگر ان کے اس دوسرے قول کو کسی عنوان سے قبول نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح ایک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوسرے بزرگ جو علمی حیثیت سے انتہائی بلند مقام رکھتے ہیں اور احیاء سنت کے داعی ہیں، ان سے "طواف قبر" کی اباحت منسوب کی جاتی ہے، اگر یہ نسبت صحیح ہے تو پھر ان کے اس قول کو ٹھکرا دیا جائے گا۔ اس لیے نہیں کہ معاذ اللہ! ان بزرگ کی توہین مقصود ہے بلکہ اس لیے کہ ان کا یہ قول کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف جا کر پڑتا ہے۔

ایک بہت بڑے "شیخ وقت" نے جب ایک معتبر عالم کو "مرید" فرمایا تو "مرید" نے طباق میں شیرینی، عمامہ اور اس پر کچھ روپے رکھ کر پیش کیے، اور "پیر صاحب" نے قبول فرمائے۔ شریعت میں ہدیہ لینا جائز ہے، مگر "بیعت" کے وقت اس قسم کے "نذرانوں" کی کتاب و سنت اور اسوہ صحابہ رضی اللہ عنہم میں کوئی سند، مثال یا اشارہ تک نہیں ملتا! اس لیے ان "بزرگ" کے اس فعل کی تحسین نہیں کی جائے گی۔

اگر کوئی "بزرگ یا شیخ وقت" کسی بدعت کے بارے میں یہ فرمائیں کہ "فقیر کو تو اس میں لطف ملتا ہے" تو ان کے اس قول کو نہیں مانا جائے گا، کہ شریعت میں کسی کے ذاتی شوق و ذوق اور لطف و کیف کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔

ان چند مثالوں سے یہ دکھانا مقصود ہے کہ کتابوں میں ہر طرح کی باتیں لکھی ہوئی ہیں، قوی و مستند بھی، کمزور و ضعیف بھی اور بے اصل و بے سر و پا بھی۔ ان کو جانچنے اور پرکھنے کی کسوٹی "کتاب و سنت" ہے۔ کسی کا قول و فعل کتاب و سنت کے مخالف نہیں ہے تو اس کا قول و فعل سر آنکھوں پر، مگر کتاب و سنت سے اس کی مطابقت نہ ہوتی ہو تو پھر مرد مومن کی فطرت اسے قبول نہیں کر سکتی۔ "اہل بدعت" اس قسم کے کمزور اور بے اصل اقوال کو اپنے مسلک کی تائید میں پیش کرتے ہیں اور اکابر کے تسامح اور شطحیات* سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اب رہے عوام، تو عقیدت و محبت کے نشہ میں عقیدہ اور عمل کی اصلاح کی طرف وہ کم ہی متوجہ ہوتے ہیں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب (موضوعات) میں لکھا ہے کہ بغداد میں ایک وعظ کہنے والے نے اپنے وعظ میں یہ حدیث بیان کی کہ:

"قیامت میں اللہ تعالیٰ، رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ عرش پر بٹھائے گا" امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے کان تک یہ بات پہنچی تو وہ بہت برہم ہوئے اور اپنے مکان کے دروازے پر یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبارت لکھ کر آویزاں کر دی کہ:۔

"اللہ تعالیٰ کا کوئی ہم نشین نہیں ہے"

اس پر بغداد کے عوام آپے سے باہر ہو گئے اور انہوں نے امام ابن جریر طبری رحمہ اللہ کے مکان پر اس قدر پتھراؤ کیا کہ پتھروں سے دیواریں ڈھک گئیں۔ بعض علماء، اہل بدعت کے اس جذبہ کو بھڑکانے میں ید طولیٰ رکھتے ہیں، یہاں تک کہ معاملہ بحث و مناظرہ سے گزر کر خون خرابہ تک جا پہنچتا ہے۔

اہل بدعت کے سامنے آپ قرآن کی کوئی آیت پیش کیجئے، وہ اس کے جواب میں کسی "صوفی" شاعر کا کوئی شعر سنا دیں گے۔ آپ کہیں گے کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کا یہ قول و عمل ہے، وہ اس کے توڑ پر کسی نابلسی یا سبکی کے اقوال پیش کر دیں گے۔ بخاری اور مسلم کی صحیح حدیثوں کے مقابلہ میں وہ طبرانی، بیہقی اور ابو نعیم کی وہ روایتیں لائیں گے جو انتہائی کمزور ہیں اور جن پر بہت کچھ کلام کیا گیا ہے۔

ان اہل بدعت کا سب سے بڑا ہتھیار "مواہب لدینہ" کی موضوع اور غلط روایتیں ہیں۔ عوام عربی کی عبارت اور علامہ قسطلانی کا نام سن کر مرعوب ہو جاتے ہیں، انہیں کیا معلوم کہ "مواہب لدینہ" نقل روایت کے اعتبار سے آخری درجہ کی کتاب ہے اور اس میں کیسی کیسی وضع کی ہوئی روایتیں پائی جاتی ہیں۔

ہم نے خود اپنے بچپن میں واعظوں کی زبانی اس قسم کی روایتیں سنی ہیں، کہ ایک شخص دریا میں ڈوبنے لگا۔ اس نے "یا اللہ" کہا مگر وہ ڈوبتا ہی چلا گیا۔ لیکن "یا غوث" جو اس کے منہ سے نکلا تو ایک ایک موجوں نے اسے اچھال کر کنارے پر پھینک دیا۔ یہ بھی کہ "گیارھویں شریف" کا "تبرک" ایک شخص کے پیروں تلے غلطی سے آگیا۔ اس بے ادبی پر اسے سخت سزا ملی۔ اس نے "حضرت غوث پاک" سے فریاد کی، ارشاد ہوا کہ "میں کیا کروں، غیرت الٰہی جوش میں آگئی تھی۔" اس قسم کی افسانہ طرازیوں پر عوام کس کس طرح جھومتے ہیں، توبہ!

ایک مغالطہ:

کسی بدعت پر جب ٹوکا جاتا ہے تو اہل بدعت کی طرف سے یہ مغالطہ دیا جاتا ہے کہ ایسا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے کی ممانعت کتاب و سنت میں کہاں آئی ہے؟ یہ بات "بدعات" کے معاملہ میں سو فی صد غلط، مگر اس قسم کے معاملات میں درست ہے کہ رسول اللہ ﷺ سیدھے ہاتھ سے کھانا تناول فرماتے تھے، اس کا نبی ﷺ نے حکم بھی دیا ہے اور کھانا اللہ کے نام سے شروع فرمایا ہے مگر اس کے لیے کوئی صراحت نہیں فرمائی گئی کہ کھانا کس چیز پر رکھ کر کھایا جاوے؟ اس لیے میز پر کھانا رکھ کر کھانا شریعت کی رو سے درست نہیں ہے۔ یا یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دانتوں کی صفائی پر خاص طور سے عملاً زور دیا ہے اور نبی ﷺ مسواک فرماتے تھے۔ آج کوئی دانتوں کی صفائی کے لیے "ٹوتھ برش" (جس میں خنزیر وغیرہ مردار جانوروں کے بال نہ ہوں) استعمال کرتا ہے تو یہ ناجائز نہیں ہے۔ البتہ مسواک استعمال کرنے میں ثواب ہے کہ اس سے سنت کی پیروی کی سعادت نصیب ہوتی ہے، اور دین نام ہی اتباع رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ جہاں رسول اللہ ﷺ کا اتباع نہیں، وہاں دین نہیں۔

مگر یہ جو آج کل سرکاری تقریبوں اور نیم سرکاری اجتماعوں میں رسم چل پڑی ہے کہ قرآن کی تلاوت کے وقت لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں، یہ "بدعت" ہے کہ کتاب و سنت اور آثارِ صحابہ رضی اللہ عنہم میں اس کے لیے کوئی دلیل نہیں ملتی اور عیسائیوں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے یہ رسم اختیار کی ہے کہ جب بائیبل پڑھی جاتی ہے تو وہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

ہر بدعت اور اسلام کی اسپرٹ کے مخالف ہر عمل پر یہ کہہ دینا کہ "اس کی ممانعت کہاں آئی ہے؟" دین میں بہت بڑا فتنہ اور "بدعات" کو سند جواز دینے کے لیے نہایت خطرناک منطقی مغالطہ ہے۔ اس اصول کی بناء پر تو دین کی شکل ہی مسخ ہو کر رہ جائے گی۔ کسی مسلمان کی میت کو دفن کرنے کی بجائے اسے جنگل بیابان میں رکھ دیا جائے کہ چیل کوے اسے کھا جائیں یا اسے جلا دیا جائے، اور اس پر کوئی ٹوکے تو جواب میں کہا جائے کہ بے شک مسلمانوں کی میتیں دفن ہی کی جاتی رہی ہیں مگر "میت" کو جلانے یا جنگل بیابان میں رکھ کر چیل کوؤں کا لقمہ بنانے کی ممانعت کہاں وارد ہوئی ہے؟ تو سوچ لیجئے کہ یہ "انداز فکر" دین کے ساتھ کس قدر ظالمانہ مذاق ہے۔

"میلاد شریف" کی "مجلسوں اور محفلوں" میں "ذکر ولادت" کے وقت "قیام" کی رسم بہت بعد کے لوگوں کی نکالی ہوئی ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی نہیں بلکہ اس کے صدیوں بعد تک اس "بدعت" کا کوئی رواج نہیں ملتا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے زیادہ نبی ﷺ کی تعظیم و تکریم کرنے والا اور کون ہو سکتا ہے! اگر ایسا کرنے میں کوئی خیر کا پہلو ہوتا، تو صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ اس عمل کو اختیار فرماتے یا کسی حدیث میں اس کا ذکر آتا۔ یا ذکر بھی نہ آتا تو کم سے کم کوئی اشارہ یا ایماہی ملتا۔ غضب یہ ہے کہ جو لوگ اس بدعت کے مرتکب ہوتے ہیں وہ تو دعویٰ کریں "عشق رسول" کا اور اللہ کے جو بندے کتاب و سنت، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور باقیات تابعین میں اس "بدعت" کے لیے کوئی دلیل اور اشارہ نہ پاکر اس سے اجتناب کریں، ان پر "بے ادب" کی پھبتی چست کی جائے۔ بعض جہلاء تو اس معاملہ میں اس حد تک پہنچ گیے ہیں کہ ان کے عقیدے کی رو سے "محفل میلاد" میں "قیام" کے وقت نبی ﷺ کی روح مقدس وہاں آتی ہے (نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ هٰذِهِ الْهَفَوَاتْ)

تاریخی تجزیہ کیا جائے تو دین میں بہت سی بدعتوں کے موجد مسلمان ثابت ہوں گے۔ ماہ محرم میں "تعزیہ" بنانا تیمور لنگ کی ایجاد بتایا جاتا ہے، مسلمانوں میں یہ "محفل مولود" جو مروج ہے اس کا بانی مبانی سلطان ملک شاہ سلجوقی تھا۔ یہ مسلمان بادشاہ تھے جنہوں نے "اولیاء اللہ" کی قبروں کے اہتمام و انتظام کے لیے جاگیریں عطا کی ہیں اور "سجادہ نشینوں" اور "مجاوروں" کا ایک طبقہ پیدا کر کے مسلمانوں کی سوسائٹی میں پاپاؤں اور پردھتوں کے لیے گنجائشیں نکالی ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کی قبر مبارک پر "چراغاں، گلپوشی، صندل مالی، فرش و فروش اور عود و گل" کا نہ کوئی اہتمام تھا، نہ بیت المال میں ان کاموں کے لیے رقم مقرر تھی اور نہ نبی ﷺ کی قبر مبارک پر زائرین "چڑھاوے" چڑھاتے تھے۔ یعنی نہ تو قبر رسول ﷺ کے اہتمام کے لیے کوئی رقم خرچ کی جاتی تھی، نہ اس کے ذریعہ سے کس قسم کی کوئی آمدنی ہوتی تھی اور نہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد امت میں یہ سوال پیدا ہوا کہ نبی ﷺ کی قبر مبارک کی "تولیت، مجاورت اور سجادہ نشینی" کا حقدار اور وارث کون ہے؟ اس قسم کا کوئی تصور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں پایا ہی نہ جاتا تھا۔

نبی ﷺ تو قبروں پر چراغ جلانے والوں کے لیے لعنت فرمائیں اور بادشاہوں اور امیروں کی طرف سے قبروں پر "چراغی" کی مد کے لیے رقمیں مقرر کی جائیں۔ یہاں تک کہ یہ "بدعت" مسلمانوں میں "اولیاء کرام" کی محبت و تعظیم کے نام پر ایک محبوب و مقبول رسم بن کر رہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے۔ اس بدعت "ضلالہ" کے خلاف اللہ کا کوئی نیک بندہ لب کشائی کرتا ہے تو اس پر "وہابیت و دیوبندیت" "بزرگوں" "اولیاء اللہ" کی توہین کی تہمت جوڑی جاتی ہے۔ حالانکہ قبروں پر چراغ جلانے سے اولیاء اللہ کی تعظیم و محبت کا دور کا بھی کوئی تعلق نہیں ہے، بلکہ اس فعل شنیع سے رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کی مخالفت ہوتی ہے۔ مشرکانہ رسوم اور بدعات پر احتساب سنت رسول اور فرمان نبی ﷺ کی حمایت، مدافعت، صیانت اور محبت کے سبب کیا جاتا ہے۔ یہ اگر "دیوبندیت اور وہابیت" ہے تو اللہ کرے کہ ساری دنیا "دیوبندی" اور "وہابی" ہو جائے، آمین!

ایک تو بہ تقاضائے بشریت انسان سے کتاب و سنت کے کسی حکم کی نافرمانی ہو جاتی ہے اور وہ اس سے توبہ کر لیتا ہے، اور ایک شخص کتاب و سنت کی مخالفت "دین" اور "کار خیر" سمجھ کر کرتا ہے، یہ وہ ٹریجڈی ہے کہ جسے دیکھ کر دل خون ہو ہو جاتا ہے۔ فاسق اپنے فسق سے توبہ کر سکتا ہے کیوں کہ وہ اسے فسق و گناہ سمجھتا ہے مگر بدعتی کو مرتے دم تک توبہ کی توفیق نصیب نہیں ہوتی، کہ وہ دین کا تقاضا اور نیک کام سمجھ کر بدعت کا مرتکب ہوتا ہے۔

پاکستان ہی کے ارباب اقتدار کو دیکھ لیجیے کہ کسی معروف کو قائم کرنے کی انہیں توفیق نہیں ہوتی مگر پاکستان کے فوت ہونے والے لیڈروں کی قبروں کی "مجاورت" کا فرض کس مستعدی کے ساتھ انجام دیتے ہیں۔ مسٹر جناح مرحوم اور لیاقت علی خاں مرحوم کی قبروں پر دوسرے ملکوں کے وفود اور لیڈروں سے پھولوں کی چادر چڑھانے کی بدعت کو "سرکاری تقریب" کی حیثیت دے دی گئی ہے اور کروڑوں روپیہ کی لاگت سے ان قبروں پر گنبد اور بارہ دریاں بنانے کی تجویز ہے، حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے قبروں کو پختہ تک بنانے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (عملاً اب گنبد وغیرہ بن چکے ہیں — ادارہ)

غلط ترتیب :

دینی امور میں غور و فکر کرنے کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے کتاب و سنت میں اس مسئلہ کے لیے حکم، اجازت، دلیل اور ایماء و منشاء تلاش کیا جائے، اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اسوہ کو دیکھا جائے، اس کے بعد ائمہ کے اجتہادات کا نمبر آتا ہے جو اصل قانون نہیں بلکہ نظائر قانون کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مگر اہل بدعت نے اس ترتیب کو بالکل الٹ دیا ہے۔ وہ اپنے "بزرگوں اور پیروں" کے اقوال و اعمال کو دین کی بنیاد بنا کر، کتاب و سنت کے مفہوم کو ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطابق ڈھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ استغفر اللہ!

اسی طبقہ کے ایک بہت بڑے عالم نے اپنے مرنے سے پہلے اپنی "فاتحہ" کے لیے کھانوں کی ایک فہرست مرتب کی اور وصیت کی کہ ان کھانوں پر میری "فاتحہ" دلائی جائے۔ اس مینو میں سوڈا واٹر کی بوتل تک کو شامل "فرما" دیا گیا! ان کے "معتقدین" اگر "عقیدت" کے غلو میں مبتلا نہ ہوتے تو وہ پہلے کتاب وسنت میں دیکھتے کہ اس کے لیے کوئی حکم یا اشارہ ملتا ہے، کیا رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یا تابعین اور ائمہ حدیث وفقہ میں سے کسی کا بھی یہ معمول رہا ہے کہ وہ کھانوں کو سامنے رکھ کر اس پر "فاتحہ" پڑھتے ہوں اور اس کا ثواب مُردوں کی ارواح کو پہنچاتے ہوں؟ مُردوں کے لئے ایصال ثواب جائز ہے مگر یہ طریقہ جو اہل بدعت میں رائج ہے وہ بے سند و بے دلیل ہے! کیا کسی صحابی یا تابعی یا امام نے کھانوں کی کوئی فہرست مرتب فرمائی ہے کہ فلاں فلاں کھانے اور پھل ہمارے پسندیدہ ہیں، لہٰذا ان پر ہماری "فاتحہ" دلائی جائے۔ اس کے لیے ضعیف تو کیا کوئی موضوع "اثر" بھی نہیں مل سکتا، کیونکہ روایتیں وضع کرنے والوں کے خیال وتصور میں بھی اس قسم کی نرالی بدعت نہ آئی ہو گی مگر اس بدعت کے جواز میں قرآن کی اس آیت "لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ" کو پیش کیا جاتا ہے۔

ناطقہ سر بگریباں ہے کہ اسے کیا کہیے

اس آیت میں یہ فرمایا گیا ہے کہ "تم جس چیز کو پسند کرتے ہو، اسے اللہ کی راہ میں خرچ کرو" یہ کہاں کہا گیا ہے کہ تم نہیں بلکہ مُردے جن کھانوں کو اپنی زندگی میں پسند کیا کرتے تھے ان پر "فاتحہ" دلاؤ۔ "مِمَّا تُحِبُّوْنَ" فرمایا گیا ہے "مِمَّا يُحِبُّوْنَ" نہیں کہا گیا! انفاق فی سبیل اللہ کے لیے اس آیت میں اہل ایمان کو جو ابھارا گیا ہے اس کا مروجہ "فاتحہ وایصال ثواب" کے موجودہ طریقہ سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم "عبد" کا مفہوم ومعنیٰ جتنا جانتے تھے اتنا اور کوئی نہیں جان سکتا۔ ان کو نبی ﷺ کی ذات گرامی سے جس قدر محبت تھی اور کسی کو شاید ہی ہو سکتی ہے، مگر انہوں نے اپنی اولاد کے نام "عبد الرسول، عبد النبی اور عبد المصطفیٰ" نہیں رکھے۔ ہاں، کفار قریش کا یہ دستور تھا کہ وہ بتوں کے نام پر عبد العزیٰ، عبدود وغیرہ مشرکانہ نام رکھتے تھے۔ نبی ﷺ نے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبدالرحمٰن اور عبداللہ جیسے نام جن میں اللہ تعالیٰ سے عبدیت کی نسبت کا اظہار ہوتا ہے، پسند فرمائے ہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور بعد کے علماء اور فقہاء کے ہزاروں نام ہماری نظر سے گزرے ہیں۔ مگر مشہور مغلیہ بادشاہ جلال الدین اکبر کے دربار کے ایک مولوی عبدالنبی کے نام کے علاوہ اس ہیئت و ترکیب کا اور کوئی نام ہم نے نہ سنا اور نہ کتابوں میں دیکھا! انہی فاضل بزرگ نے جنہوں نے اپنی "فاتحہ" کے لیے ماکولات و مشروبات کا مینو مرتب فرمایا تھا "وہابیوں اور دیوبندیوں" کی ضد میں اور انہیں جلانے کے لیے اپنے نام کے ساتھ "عبدالمصطفیٰ" کا اضافہ کیا اور اسے اپنی مہر میں کندہ کرایا۔ بس ان دو مثالوں سے اس کا اندازہ لگا لیجئے کہ اس قسم کی فکر سے توحید کے تقاضے پورے ہوں گے یا شرک کے مغالطوں اور بدعت کی خرابیوں کو شہ ملے گی!

حیدر آباد دکن کے ایک جاگیر دار کی بابت یہ روایت سننے میں آئی کہ وہ "وہابیوں" کو جلانے اور کڑھانے کے لیے "بڑی گیارھویں شریف" پر آتش بازی چھوڑتا تھا (اس فکر و ذہنیت سے اللہ تعالیٰ کی پناہ)

اسی بدعت پرورده ذہنیت کا مشاہدہ کرنا ہو تو کراچی کی ایک مشہور مسجد کی صدر محراب کو دیکھ لیا جائے کہ اس پر قرآن کریم کی یہ آیت وَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ منقوش ہے، مگر اسی محراب کے بائیں حصے میں یہ شعر

"یَارَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا"

ایک فریم میں مکتوب ہے یعنی اللہ تعالیٰ کو (معاذ اللہ) ترکی بہ ترکی جواب! قرآن کی آیت کا ہاتھ کے ہاتھ جواب (استغفر اللہ)!

یہ لَے یہاں تک بڑھ گئی ہے کہ بعض اہل بدعت "صلوٰۃ غوثیہ" پڑھتے ہیں، اور نفل رکعتیں پڑھنے کے بعد گیارہ قدم "بغداد شریف" کی طرف چلتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ہی کے گھر میں اللہ تعالیٰ کو چیلنج۔ (معاذ اللہ)

شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتب میں "توحید" پر سب سے زیادہ زور دیا ہے اور اپنے مواعظ میں فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی دستگیر اور فریادرس نہیں ہے، مگر ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے غالی معتقدین مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر "یا غوث" کا نعرہ بلند کرتے ہیں، جیسے ان کی رگ جاں سے قریب اللہ تعالیٰ نہیں ہے بلکہ شیخ عبد القادر جیلانی ہیں۔ (معاذ اللہ)

ان عقائد و اعمال کے بعد بھی اگر "توحید" ثابت رہتی ہے اور مجروح نہیں ہوتی تو پھر اس کے معانی یہ ہیں کہ (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے "شرک" کو "ظلم عظیم" زیب داستان کے لیے کہہ دیا تھا، اور یہ کہ شرک کا یا تو کہیں وجود ہی نہیں پایا جاتا اور پایا جاتا ہے تو یہ کوئی مضرت رساں چیز نہیں ہے، توبہ!

بشریت:

ان بدعتی واعظوں اور داستان سراؤں نے ایک یہ شوشہ چھوڑ دیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ بشر نہیں تھے بلکہ "نور" تھے۔ تو کیا "نور" کے باپ دادا اور آل اولاد ہوا کرتی ہے، اور "نور" شادی کیا کرتا ہے؟ اور کیا "نور" بچپن، جوانی، اور بڑھاپے کے دور سے گزرتے ہیں، اور کیا "نور" کو بھوک لگا کرتی ہے؟ اور جنگ میں زخمی ہونے کے بعد کیا "نور" سے لہو کی دھاریں بہا کرتی ہیں، "نور" کو وفات پانے کے بعد کیا پانی سے غسل بھی دیا کرتے ہیں، اور کیا "نور" کی قبر بھی بنا کرتی ہے؟ یہ وہی مزاج اور ذہنیت ہے جس نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عزیر علیہ السلام کی "بشریت" سے انکار کر کے انہیں "ابن اللہ" کہا! رسول اللہ ﷺ کو اللہ تعالیٰ "بشر" اور "عبد" کہتا ہے، خود نبی ﷺ اپنی عبدیت اور بشریت کا اعتراف فرماتے ہیں، مگر یہ کیسے مسلمان ہیں جو اللہ اور رسول ﷺ کے قول کے مقابلہ میں اپنی شوخی فکر (یہ کہ رسول اللہ ﷺ بشر نہیں نور تھے) کو پیش کرتے ہیں۔

غضب اللہ کا، "میلاد" کے جلسوں میں یہ تک کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ "حاضر و ناظر" ہیں (معاذ اللہ) اور اس مشرکانہ عقیدہ کے لیے ٹیلی ویژن کی ایجاد کو دلیل میں پیش کیا جاتا ہے۔ جب عقائد کا فساد اس درجہ تک پہنچ جائے تو ان لوگوں کو کوئی سمجھائے تو کیا سمجھائے۔

عرب کے کفار اور مشرکین قریش بھی اسی جہالت اور غلط فہمی کا شکار تھے کہ اللہ کے رسول اور نبی کو "بشر" نہیں "مافوق البشر" ہونا چاہیے۔ قرآن ان جاہلوں اور ناواقفوں کے مزعومہ عقائد اور گمراہ تصورات کو اس طرح پیش کرتا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَلَقَدْ صَرَّفْنَا لِلنَّاسِ فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ فَاَبٰىٓ اَكْثَرُ النَّاسِ اِلَّا كُفُوْرًا ٭ وَقَالُوْا لَنْ نُّؤْمِنَ لَكَ حَتّٰى تَفْجُرَ لَنَا مِنَ الْاَرْضِ يَنْۢبُوْعًا ٭ اَوْ تَكُوْنَ لَكَ جَنَّةٌ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّعِنَبٍ فَتُفَجِّرَ الْاَنْهٰرَ خِلٰلَهَا تَفْجِيْرًا ٭ اَوْ تُسْقِطَ السَّمَآءَ كَمَا زَعَمْتَ عَلَيْنَا كِسَفًا اَوْ تَاْتِيَ بِاللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ قَبِيْلًا ٭ اَوْ يَكُوْنَ لَكَ بَيْتٌ مِّنْ زُخْرُفٍ اَوْ تَرْقٰى فِى السَّمَآءِ ؕ وَلَنْ نُّؤْمِنَ لِرُقِيِّكَ حَتّٰى تُنَزِّلَ عَلَيْنَا كِتٰبًا نَّقْرَؤُهٗ ؕ قُلْ سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ٭ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ٭ قُلْ لَّوْ كَانَ فِى الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ٭ (سورۃ بنی اسرائیل، رکوع :۱۰)

(ترجمہ) "ہم نے اس قرآن میں لوگوں کو طرح طرح سے سمجھایا مگر اکثر لوگ انکار ہی پر جمے رہے، اور انہوں نے کہا: "ہم تیری (یعنی نبی کی) بات نہ مانیں گے جب تک تو ہمارے لیے زمین کو پھاڑ کر ایک چشمہ جاری نہ کر دے یا تیرے لیے کھجوروں اور انگوروں کا ایک باغ پیدا ہو، اور تو اس میں نہریں رواں کر دے، یا تو آسمان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ہمارے اوپر گرا دے جیسا کہ تیرا دعویٰ ہے یا اللہ اور فرشتوں کو روبرو سامنے لے آئے یا تیرے لئے سونے کا ایک گھر بن جائے، یا تو آسمان پر چڑھ جائے، اور تیرے چڑھنے کا بھی ہم یقین نہ کریں گے جب تک تو ہمارے اوپر ایک ایسی تحریر نہ اتار لائے جسے ہم پڑھیں۔" اے محمد (ﷺ)! ان سے کہو کہ پاک ہے میرا پروردگار! کیا میں ایک پیغام لانے والے انسان (بشر) کے سوا اور کچھ بھی ہوں؟ لوگوں کے سامنے جب کبھی ہدایت آئی تو اس پر ایمان لانے سے ان کو کسی چیز نے نہیں روکا مگر ان کے اس قول نے کہ "کیا اللہ نے بشر کو پیغمبر بنا کر بھیج دیا۔" ان سے کہو: "اگر زمین میں فرشتے اطمینان سے چل پھر رہے ہوتے تو ہم ضرور کسی فرشتے ہی کو ان کے لیے پیغمبر بنا کر بھیجتے"۔

رسول اللہ ﷺ کی بشریت سے انکار کرنے والے ان آیات کی روشنی میں اپنی پوزیشن کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ وہ کن لوگوں کی فکر کی تائید کر رہے ہیں اور قرآن کی مخالفت میں کتنا عظیم اور گمراہ کن فتنہ اٹھا رہے ہیں!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مغالطے :

اہل بدعت ایک مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ "بندہ کو اللہ تعالیٰ نے علم، قدرت، سماعت، بصر وغیرہ طاقتیں عطا کی ہیں، اور اللہ تعالیٰ خود بھی علیم، قادر اور سمیع و بصیر ہے، تو بندہ میں ان صفات (علم وقدرت وغیرہ) کا ماننا شرک نہیں ہے"۔

لیکن اے چشمہ توحید کو گدلا کرنے والو! یہ کس نے کہا تھا کہ بندہ میں اللہ کی طرف سے بندہ کو دی ہوئی صفات کا ماننا شرک ہے! کوئی عاقل، بالغ اور صاحب شعور ایسی بات زبان سے نکال بھی نہیں سکتا۔

بندہ کو اللہ نے بے شک "علم" دیا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم سے کمیت اور کیفیت میں بندہ کا علم کوئی مناسبت نہیں رکھتا، اتنی بھی نہیں جتنی ذرہ کو آفتاب سے ہو سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم کے بارے میں اس تفریق و امتیاز کے بعد کہ اللہ تعالیٰ کا علم "ذاتی" اور بندہ کا "صفاتی" یا عطائی" ہے، انسانی بساط کے مطابق زیادہ سے زیادہ جو تصور کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ "ماکان ومایکون" کا علم رکھتا ہے یعنی جو کچھ ہو چکا ہے اور جو کچھ ہو رہا ہے اور جو کچھ ہونے والا ہے، اس کا اللہ تعالیٰ کو پورا پورا علم ہے اور اللہ تعالیٰ دلوں کے خطرے سے واقف ہے۔ دنیا کی کوئی چیز بھی اس سے چھپی ہوئی نہیں ہے۔ اگر یہی علم جس کی ابھی ابھی تصریح کی گئی ہے نبی یا ولی کے لیے مانا جائے تو ذاتی علم کے امتیاز کے سوا اللہ تعالیٰ اور نبی وولی کے علم میں اور کیا فرق رہ جاتا ہے! مگر صحیح العقیدہ کوئی بھی مسلمان اللہ اور بندہ کے علم میں کسی جہت سے "مساوات" قائم کر کے اپنے دین و ایمان کو برباد نہیں کر سکتا۔

کیا قرآن پاک میں کہیں اس کا کوئی اشارہ تک آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمام انسانوں کے دلوں کے خطرات سے واقف ہیں اور جس کسی کے دل میں جو بھی خطرہ گزرتا ہے نبی ﷺ اس سے واقف ہو جاتے ہیں، کیا حدیث میں کہیں اس کا ذکر ملتا ہے؟ کیا کتاب و سنت سے یہ بات ثابت ہے کہ کونین کی کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کی نگاہوں سے چھپی ہوئی نہیں ہے؟ کیا قرآن نے کہیں یہ کہا ہے کہ جو کچھ ہو چکا ہے یا ہونے والا ہے اس کا پورا پورا علم رسول اللہ ﷺ کو دے دیا گیا ہے؟

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ۔

اس کے برخلاف قرآن کہتا ہے:۔

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ

قرآن کریم کی اس محکم آیت کے بعد کسی اور سند کی ضرورت نہیں، مگر کوئی بھی شخص علماء حق کا اس بارے میں عقیدہ جاننا چاہتا ہو تو ملا علی قاری کا یہ قول اس کی آنکھیں کھولنے کے لیے کافی ہے:۔

ترجمہ "پھر تو جان لے کہ انبیاء علیہم السلام غیب کی اشیاء کو نہیں جانتے تھے مگر اللہ نے (کبھی) انہیں بتا دیا اور حنفی فقہا نے صراحت سے اس کا ذکر کیا ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ نبی علم غیب جانتا ہے وہ کافر ہے کیونکہ ایسا اعتقاد قرآن کریم کی اس آیت (قل لا یعلم) سے ٹکراتا ہے" (شرح فقہ اکبر مصری، ص ۱۳۷) "موضوعات" صفحہ ۹۹ میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے صراحت سے لکھا ہے:۔

(ترجمہ) "ہمارے زمانے کے بعض مدعیان علم نے یہ کھلا جھوٹ بولا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کا علم تھا کہ قیامت کب آئے گی" بے شک ان مدعیان کو اس غلو پر ان کے اس خیال نے اکسایا ہے کہ ان کا یہ اعتقاد ان کے گناہوں کا کفارہ بن جائے گا اور ان کو جنت میں پہنچا دے گا، اور یہ کہ وہ جس قدر بھی رسول اللہ ﷺ کی شان میں غلو سے کام لیں گے، اتنا ہی انہیں نبی ﷺ سے قرب حاصل ہو گا۔ یہ لوگ نبی ﷺ کے سب سے بڑے نافرمان ہیں اور رسول اللہ ﷺ کے طریقہ کے سب سے بڑے مخالف۔ ان میں نصاریٰ کی کھلی ہوئی مشابہت ہے۔ انہوں نے بھی مسیح سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں غلو سے کام لیا اور ان کی شریعت اور ان کے دین کی مخالفت کی"۔

قرآن پاک کی آیت اور ملا علی قاری کی تصریح کے بعد زیادہ نہیں صرف دو حدیثیں لگے ہاتھوں پڑھ لیجئے:۔

۱۔ (ترجمہ) "سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک غلام رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور ہجرت پر نبی ﷺ سے بیعت کی۔ نبی ﷺ کو یہ پتا نہ تھا کہ یہ غلام ہے۔ بعد میں اس کا آقا اس کے لینے کے لیے آیا تو نبی ﷺ نے فرمایا: "اسے مجھے بیچ دو"۔ پھر دو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حبشی غلاموں کے عوض اسے خرید لیا اور اس کے بعد نبی ﷺ جب تک کسی سے پوچھ نہ لیتے کہ وہ غلام ہے یا آزاد، بیعت نہ لیتے"۔ (مسلم، مشکوٰۃ، باب الربو)

۲۔ (ترجمہ) "سیدنا جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے زنا کیا، رسول اللہ ﷺ کے حکم سے حد میں اس شخص کے درے لگائے گئے۔ بعد میں نبی ﷺ کو یہ بتایا گیا کہ یہ شادی شدہ (محصن) ہے۔ چنانچہ آپ ﷺ نے دوبارہ حکم دیا اور اس کو رجم کر دیا گیا"۔ (ابوداؤد، مشکوٰۃ کتاب الحدود)

کیا یہ حدیثیں رسول اللہ ﷺ کے عالم الغیب ہونے کی نفی نہیں کر رہی ہیں اور یہ ابو داؤد اور مسلم (رحمہما اللہ تعالیٰ) جیسے بڑے محدثین بھی کیا "وہابی" تھے؟ کہ اس قسم کی روایتیں احادیث کی کتابوں میں نقل کر ڈالیں۔

غزوہ احد میں تیر انداز صحابہ رضی اللہ عنہم کے اپنی جگہ سے ہٹ کر مال غنیمت کی طرف جھک پڑنے سے فتح شکست سے بدل گئی۔ گھبراہٹ اور اضطراب کا یہ عالم تھا کہ سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ کے والد ماجد (یمان) تلواروں کی زد میں آگئے، سیدنا حذیفہ رضی اللہ عنہ چیختے رہے کہ "یہ میرے والد ہیں" مگر وہاں کون سنتا تھا۔ یہاں تک کہ وہ شہید ہو گئے۔ اسی جنگ میں رسول اللہ ﷺ زخمی ہوئے اور اس عالم میں آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:۔

"وہ قوم کیا فلاح پا سکتی ہے جو اپنے پیغمبر کو زخمی کرتی ہے۔" اس پر اللہ کی طرف سے یہ تنبیہ آمیز وحی نازل ہوئی:۔

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ

(ترجمہ) "(اے نبی!) تم کو اس معاملہ میں کچھ اختیار نہیں"۔

کیا یہ غزوہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے "عالم غیب" ہونے کی نفی نہیں کرتا؟ کیا اس غزوہ میں ایسے واقعات پیش نہیں آئے کہ قضا و قدر کے سامنے کسی کی کچھ نہیں چلتی، یہاں تک کہ نبی اور اس کے صحابہ رضی اللہ عنہم مجبور نظر آتے ہیں۔ جب اللہ کے آخری نبی ﷺ اور آپ کے جاں نثار صحابہ رضی اللہ عنہم تک کو ایسے حالات پیش آئیں، تو پھر دنیا میں کس "ولی" اور "پیر" سے اس کی امید رکھیں کہ اس کی روح قبر و دوزخ سے ہماری "دست گیری" فرما سکتی ہے اور بلیات و مصائب کو ٹال سکتی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ جو "واقعہ افک" پیش آیا ہے جس میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہار ڈھونڈتی رہ گئیں، وہ جس ہودج میں سوار ہوئی تھیں، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سمجھے کہ اس میں سوار ہو گئیں۔ رسول اللہ ﷺ کو اگر اس کا علم ہو جاتا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا قافلے سے پیچھے رہ گئی ہیں تو بھلا ان کو تنہا چھوڑ سکتے تھے! اس واقعہ کی پوری تفصیل رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے "عالم الغیب" ہونے کی نفی کرتا ہے۔

معجزات سے کون انکار کر سکتا ہے! یہ بھی ہوا ہے کہ مکہ میں کچھ لوگ خفیہ مشورہ کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ مدینہ منورہ میں اس مشورت کا القاء رسول اللہ ﷺ کے قلب مبارک میں فرما دیتا ہے۔ مگر اس قسم کے واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا کسی طرح درست نہیں کہ دنیا میں جہاں بھی جو کچھ ہوتا تھا اس کی اطلاع نبی ﷺ کو ہو جایا کرتی تھی۔ یہ بھی درست ہے کہ نبی ﷺ نے بعض آنے والے حوادث کی خبر دی ہے اور وہ حرف بہ حرف ثابت ہوئے ہیں لیکن اس سے یہ کلیہ نہیں بن سکتا کہ قیامت تک کے تمام حوادث و واقعات جو دنیا میں ہونے والے ہیں ان کے ایک ایک جزئیہ کا نبی ﷺ کو علم دے دیا گیا تھا۔ ایسے کلی علم کی خود قرآن اور احادیث نفی کرتی ہیں! یقیناً نبی ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے تمام دنیا والوں سے زیادہ علم عطا فرمایا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے فضائل و کمالات کی کوئی برابری نہیں کر سکتا، نبی کریم ﷺ بے شک اولین اور آخرین کے پیشوا ہیں، مگر عالم الغیب والشہادہ، صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ اور صرف ذاتی اور عطائی کا امتیاز باقی رکھ کر رسول اللہ ﷺ کے لیے ایسا "علم کلی" ثابت کرنا، جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے مخصوص ہے کھلی ہوئی گمراہی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ سے جو فرائض متعلق کیے ہیں، قرآن انہیں بتاتا ہے:۔

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ۔

(ترجمہ) "اہل ایمان پر اللہ تعالیٰ نے یہ بہت بڑا احسان کیا ہے کہ ان کے درمیان خود انہیں میں سے ایک ایسا پیغمبر مبعوث کیا جو اس کی آیات انہیں سناتا ہے، ان کی زندگیوں کو سنوارتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے"۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن کریم میں یہ کہیں نہیں ملتا اور نہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ سمجھا کہ زمین و آسمان کا نظام رسول اللہ ﷺ کے تصرف سے چل رہا ہے اور اللہ تعالیٰ نے نبی ﷺ کو رزق، اولاد، صحت، روزگار غرض دنیا کی تمام چیزیں دینے کا اختیار دے دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے اختیار سے رسول اللہ ﷺ دنیا کا کارخانہ اور کائنات کا نظام چلا رہے ہیں، اللہ کی مخلوق کو اللہ تعالیٰ کے حکم و عطا سے پال رہے ہیں اور کونین کو تھامے ہوئے ہیں۔ آپ بارش برساتے ہیں کھیتیاں اگاتے ہیں، جہاز آپ کے اختیار سے چلتے ہیں، اللہ کے اذن سے تمام جہان کے دردمندوں کی فریاد آپ سنتے ہیں اور جس کسی کو پریشانی لاحق ہوتی ہے آپ اسے دور فرماتے ہیں۔ جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں یہ عقائد رکھتا ہے وہ اللہ پر اور اللہ کے رسول ﷺ پر جھوٹ باندھتا ہے۔ وہ کتاب و سنت کو جھٹلاتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ذات سے اس کی یہ جاہلانہ عقیدت قیامت کے دن اس کے منہ پر ماردی جائے گی! اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی زبان سے دوٹوک انداز میں کہلا دیا:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِىْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعاً اِلَّا مَاشَآءَ اللّٰهُ ؕ

(ترجمہ) "اے نبی! کہہ کہ میں خود اپنی ذات کے لیے نفع و نقصان کا مالک نہیں ہوں، مگر جو اللہ چاہے۔"

اہل بدعت کے یہ عقائد جو ابھی بیان کیے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ کے ارشاد کی جس بے دردی کے ساتھ نفی بلکہ تکذیب کرتے ہیں ان کی توقع اللہ کے کسی بندہ اور امتی رسول ﷺ سے بھلا ہو سکتی ہے۔

دنیا کے تمام مریضوں کو شفا دینا، ہر فریاد رس کی فریاد کو پہنچنا، دنیا کے پردے پر جہاں سے بھی کوئی پکارے اس کی پکار کو سننا، بے اولادوں کو اولاد بخشنا، کونین کے ایک ایک ذرہ پر نظر رکھنا یہ نبی کے فرائض ہی نہیں ہیں، یہ تو اللہ کے کرنے کے کام ہیں۔ جو کوئی عقیدت کے جوش میں اللہ تعالیٰ کے کام انبیاء علیہم السلام اور اولیاء سے متعلق کرتا ہے، وہ بہت بڑی جہالت اور گمراہی کا ثبوت دیتا ہے اور ظلم عظیم کا مرتکب ہوتا ہے۔

قرآن کریم میں ایک آیت بھی ایسی نہیں ملتی جس میں تمام انسانوں کو خطاب کر کے یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کہا گیا ہو کہ رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں اور وفات کے بعد، تم ان کو ہزاروں کوس سے مصائب میں پکارا کرنا اور وہ تمہارے مصائب دور کر دیا کریں گے۔ بلکہ اس کے برخلاف اللہ تعالیٰ قرآن میں بہ تکرار فرماتا ہے کہ میرے سوا تمہاری مصیبت کو اور کون کھول سکتا ہے! میں ہی سب کا والی اور رازق ہوں۔ میں ہی سب کا پالن ہار ہوں۔ عزتیں اور ذلتیں میرے ہاتھ میں ہیں۔

وَمَا تَكُوْنُ فِيْ شَاْنٍ وَّمَا تَتْلُوْا مِنْهُ مِنْ قُرْاٰنٍ وَّلَا تَعْمَلُوْنَ مِنْ عَمَلٍ اِلَّا كُنَّا عَلَيْكُمْ شُهُوْدًا اِذْ تُفِيْضُوْنَ فِيْهِ وَمَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَلَا اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ (سورہ یونس)

(ترجمہ) "اے نبی! تم جو کچھ بھی کرتے ہو اور قرآن میں سے جو کچھ بھی سناتے ہو، اور اے لوگو! تم جو کچھ بھی کرتے ہو اس سب کے دوران میں ہم تم کو دیکھتے رہتے ہیں۔ کوئی ذرہ برابر چیز آسمان اور زمین میں ایسی نہیں ہے نہ اس سے چھوٹی نہ بڑی، جو تیرے رب کی نظر سے پوشیدہ ہو، اور ایک صاف دفتر میں درج نہ ہو"۔

اللہ تعالیٰ کے اس کھلے ہوئے فرمان اور اعلان کے بعد کون صاحب ایمان یہ کہنے کی جرأت کر سکتا ہے کہ دنیا کا کوئی بھی بڑے سے بڑا انسان حاضر و ناظر ہے، دنیا کے ہر شخص کے حال پر اس کی نگاہ رہتی ہے اور کائنات کا کوئی چھوٹا بڑا ذرہ اس انسان کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جو کوئی اس قسم کے عقائد رکھتا ہے، وہ شرک سے کھیلتا ہے اور "توحید" کا کھلا ہوا مذاق اڑاتا ہے۔ اس قسم کی شرک آمیز "عقیدت" سے نہ اللہ تعالیٰ خوش ہو سکتا ہے، اور نہ رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی اسے حاصل ہو سکتی ہے۔ بلکہ قیامت کے دن انبیاء علیہم السلام اور "اولیاء" ان عقائد سے اظہار برأت کریں گے کہ یا الٰہی! ہم نے حاشا و کلا اس قسم کے مشرکانہ عقائد کی تعلیم نہیں دی تھی۔

"اولیاء اللہ" کے بارے میں قرآن کہتا ہے:۔

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَكَانُوْا يَتَّقُوْنَ لَهُمُ الْبُشْرٰى فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ۔

(ترجمہ) "سنو! جو اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے اور جنھوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا، ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں، دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیے بشارت ہے۔"

قرآن میں یہ کہیں نہیں کہا گیا کہ اولیاء اللہ (جنہیں قرآن نے ولی کہا ہے) کے سپرد اللہ نے دنیا کی نگرانی، کائنات کے کارخانے کو چلانا اور سارے جہان کی پرورش کر دی ہے اور اپنی زندگی میں ہر ولی(۱) دنیا بھر کے تمام انسانوں کے احوال پر نگاہ رکھتا ہے اور مرنے کے بعد ہر نزدیک و دور سے پکارنے والے کی نہ صرف یہ کہ پکار سنتا ہے، بلکہ اس کی مصیبت کو ختم کرتا ہے۔

کسی ضعیف سے ضعیف اور موضوع سے موضوع روایت میں بھی کیا یہ ملتا ہے کہ جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ پر بلوائیوں نے نرغہ کر کے کھانا، پانی تک بند کر دیا تو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ کو امداد کے لیے پکارا تھا؟ حالانکہ رسول اللہ ﷺ کی قبر مبارک بیت عثمان رضی اللہ عنہ سے چند قدم کے فاصلہ پر تھی۔

اور سب سے زیادہ نمایاں بات تو یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اپنے صاحبزادوں (حسن، حسین رضی اللہ عنہما) کو سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی حفاظت کے لیے بھیج دیا تھا، سیدنا علی اور ہزاروں صحابہ رضی اللہ عنہم نہیں چاہتے تھے کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو کوئی گزند پہنچے۔ ان کی اپنی زندگی ہی میں ایک ہی شہر میں اتنا خونچکاں حادثہ وقوع میں آ جاتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے یہاں اپنی تمام محبوبیت و مقبولیت اور اپنی ساری روحانیت کے باوجود اس حادثہ کو روک نہیں سکتے۔

اگر اولیاء اللہ کو دنیا جہان کے تمام واقعات کی خبر رہتی ہے تو سیدنا علی رضی اللہ عنہ پر کتنا بڑا الزام آتا ہے کہ آپ اپنی ولایت وروحانیت کے اثر سے قاتلین عثمان رضی اللہ عنہ کو جانتے تھے مگر ان سے کوئی باز پرس نہ فرماتے تھے۔ ہم سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسی بدگمانی نہیں کر سکتے۔ آپ عین بلوہ کے وقت چونکہ موقع واردات پر موجود نہ تھے اور بلوائیوں میں افراتفری مچی ہوئی تھی، اس لیے قاتلوں کا قطعیت کے ساتھ (ایسی قطعیت جس کے بعد مجرموں پر حد جاری ہو سکے) آپ کو علم نہ تھا اور محض شبہ پر مجرموں پر حد جاری نہیں کی جا سکتی!

---

(۱) ولی ہر اس شخص کو کہتے ہیں جو متبع شریعت ہو۔ نبی، رسول اور صحابی کی طرح "ولی" کا بھی ایک خانہ صاحب ایمان لوگوں میں بنانا تصوف کی دین ہے، کتاب و سنت سے اس کی کوئی سند نہیں ملتی......ت۔م!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

امام(۱) حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ کے لوگ دو سو سے کچھ اوپر خط لکھتے ہیں اور آپ ان کی وفاداری پر اعتماد کر کے مکہ معظمہ سے کوفہ کے لیے روانہ ہو جاتے ہیں۔ اگر ''اولیاء اللہ'' ہر وقت اور ہمیشہ دلوں کے حال اور آنے والے واقعات جان لیا کرتے ہیں، تو سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو کوفہ والوں کے خطوں پر سرے سے اعتماد ہی نہ کرنا تھا، ان کی بے وفائی آپ پر ظاہر ہو جانی چاہیے تھی، اور پھر آپ کو اپنے سفیر اور چچازاد بھائی سیدنا مسلم رضی اللہ عنہ کے شہید ہو جانے تک کی اطلاع نہیں ہوتی، اور آپ اس حادثہ جانکاہ سے بے خبر رہتے ہیں۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور اہل بیت اور ان میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی بے بسی اور بے اختیاری کا یہ عالم ہے، تو ہم اور کس ''ولی'' سے یہ توقع رکھیں کہ ہم جہاں کہیں سے اسے پکاریں گے، وہ ہماری فریاد سن کر ہماری مشکل کو آسان کر دے گا، اور اس ''ولی اللہ'' کو ہمارے تمام احوال کی ہر لحظہ خبر ہوتی رہتی ہے۔

شرک و بدعت اختلافی مسئلہ نہیں ہے!

خود اپنی قبر کے بارے میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ:۔

• ''اسے وثن (بت) نہ بنانا''

''میری قبر کو ''عید'' نہ بنانا (یعنی اس پر میلے نہ لگانا)'' یہ بھی فرمایا کہ ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو کہ انہوں نے نبیوں کی قبروں کو مساجد بنا لیا تھا''، اور یہ بھی نطق وحی ترجمان سے نکلا:۔

''قبروں پر چراغ جلانے والے پر اللہ کی لعنت ہو'' اور یہ بھی کہ ''قبر کو گچ نہ کرنا (یعنی پختہ نہ بنانا)'' پھر قبروں پر جانے کا سبب بھی جتا دیا کہ ''دنیا سے بے رغبتی پیدا ہو اور آخرت کی یاد آئے۔''

زیارت قبور کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کی بتائی ہوئی ان ''احتیاطوں اور ہدایتوں'' کے باوجود قبروں کے ساتھ جو آج کل مسلمانوں کا رویہ ہے، کیا وہ فرمان رسول اللہ ﷺ کی کھلی

---

(۱) نواسۂ رسول ﷺ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے نام کے شروع میں ''امام'' اور آخر میں ''علیہ السلام'' لکھنا خالص شیعی اضافہ ہے...... ت۔م!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مخالفت نہیں ہے! آثار و سیر میں کہیں بھی یہ نہیں ملتا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قبر رسول اللہ ﷺ پر پھول چڑھائے ہوں، "چادر" ڈالی ہو، "عرس" کیا ہو، "چراغ جلائے" ہوں، عود و صندل ملا ہو، قبر کے سامنے دف بجا بجا کر "اشعار" گائے ہوں، "قبر مبارک" کے ستون سے عرضیاں باندھ کر لٹکائی ہوں اور اس پر چڑھاوے چڑھائے ہوں۔ جب رسول اللہ ﷺ کی قبر کے ساتھ صحابہ کرام اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کا یہ معاملہ نہیں رہا، تو پھر اور کس کی قبر اس احترام و تعظیم کی مستحق ہو سکتی ہے!

نبی ﷺ کی وفات کے بعد مکہ میں، طائف میں، بصرہ و کوفہ میں، دمشق و مصر میں، مدائن وغیرہ میں سینکڑوں صحابہ رضی اللہ عنہم کی قبریں پائی جاتی تھیں مگر امت نے ان کا "عرس" نہیں کیا، نہ وہاں "مرادیں" مانگنے کے لیے لوگ جاتے تھے اور نہ ان کے ساتھ وہ سلوک کیا جاتا تھا جو آج کل اہل بدعت کا مسلک بن چکا ہے!

بدعات بعد کے لوگوں کے اضافے اور ایجادیں ہیں۔ جس کو کتاب و سنت سے محبت اور عقیدت ہوگی، اس کو فطری طور پر بدعات سے نفرت ہونی چاہیے۔

بعض لوگ ان مسائل کو "اختلافی مسائل" کہہ کر معاملہ کی سنگینی کو ہلکا بنا دیتے ہیں، فقہی مسائل میں تو دو کیا کئی آراء ہو سکتی ہیں اور فروع میں اختلاف بھی پائے جاتے ہیں۔ مثلاً یہ کہ نماز کے لیے کتنی مسافت پر قصر کرنا چاہیے اور سفر میں سنتوں کا قصر کیا جائے یا نہیں؟ اس قسم کے فقہی مسائل میں ضرور اختلاف رائے ملتا ہے، مگر شرک و بدعت میں اختلاف رائے نہیں ہو سکتا، یہ تو بعد کے لوگوں کی بحث و نزاع ہے۔ جسے دیکھ کر بعض لوگ یہ سمجھنے لگتے ہیں کہ یہ بھی فقہی مسائل کی طرح اختلافی مسائل ہیں، اور فقہی مذاہب کی طرح "بدعت" بھی کوئی مذہب ہے، جسے چلتا رہنا چاہیے۔ معاذ اللہ! "شرک" جسے اللہ تعالیٰ "ظلم عظیم" فرمائے اور "بدعت" جسے رسول اللہ ﷺ "ضلالت یعنی گمراہی" کہیں، مسلمانوں کا مسلک کس طرح بن سکتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کا "عالم الغیب" اور "حاضر و ناظر" ہونا قرن اول میں نزاعی مسئلہ نہیں رہا۔ اس دور کے جمہور مسلمین نے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو "عالم الغیب" اور "حاضر و ناظر" نہیں مانا۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ نے قبروں کے ساتھ وہ بدعات روا نہیں رکھیں، جو آج کل مسلمانوں میں پائی جاتی ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل شرک وبدعت کا ہمیشہ سے یہ مسلک رہا ہے کہ وہ "بزرگوں" کے بارے میں ایک "عقیدہ" اپنے ذہنوں سے تراشتے ہیں، اور جو ان کے عقیدے سے ہم آہنگ نہیں ہوتا، اس پر "بزرگوں" کی توہین کی تہمت جوڑتے ہیں! مثلاً نصاریٰ نے عقیدت کے جوش میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو "ابن اللہ" فرض کر لیا۔ اب جو کوئی بھی جناب مسیح کو "ابن اللہ" نہیں مانتا، اس کو وہ مسیح کا مخالف، منکر اور ان کے مرتبہ کو گھٹانے والا سمجھتے ہیں، یہی حال اہل بدعت کا ہے کہ انہوں نے اپنے ذہنوں سے نبی اور "اولیاء" سے الوہی صفات منسوب کر دی ہیں۔ جو کوئی ان کے خود تراشیدہ عقائد کی تائید نہیں کرتا اس کو وہ "وہابی" اور نہ جانے کیا کیا کہتے ہیں۔ (۱)

گزارشیں:۔

جو لوگ تحقیق حق کا جذبہ رکھتے ہیں ان کی خدمت میں ہم چند گزارشیں کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہ وہ جن بزرگوں سے بھی "بیعت" کا تعلق یا عقیدت رکھتے ہیں، ان کے حالات پر غور کریں۔ ایسا ہو سکتا ہے کہ کوئی بزرگ کسی بیمار پر دعا پڑھ کر پھونک دیں اور وہ اچھا ہو جائے، کسی کے لیے "پیر" فرمادیں کہ امید ہے کہ اسے اس ہفتہ میں روزگار مل جائے گا اور اسے روزگار مل جائے، کوئی "مرید" اپنے ذہن میں کوئی سوال لے کر آئے اور اس کے "شیخ" اس سوال کی طرف "مرید" کے اظہار حال سے پہلے اشارہ فرمادیں، کراچی میں بیٹھ کر یہ تک بتا دیں کہ لاہور یا ڈھاکہ میں فلاں شخص پر اس وقت یہ "حال" گزر رہا ہے۔ مگر جب ہم حالات کا صحیح طور پر جائزہ لیں گے، تو اس نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اس قسم کی "کرامتیں" اور "خوارق" بہت ہی کم ظہور میں آتے ہیں۔ ان "بزرگوں اور پیروں" کی پوری زندگی "کرامت" یا "خرق عادت" نہیں ہے بلکہ قدم قدم پر احتیاج اور بے اختیاری کی زندگی ہے۔ ان کے "بزرگ، پیر اور شیخ" کی پوری زندگی کا یہ حال ہے کہ وہ ٹرین کے اوقات معلوم کرنے کے لیے ریلوے ٹائم ٹیبل کے محتاج ہیں۔ اسٹیشن پر بروقت نہیں پہنچتے تو ٹرین چھوٹ جاتی ہے۔ تار، ہوائی جہاز کی ڈاک کے ذریعہ سے اپنے عزیزوں اور دوستوں کی خیریت منگواتے ہیں، مکان میں بجلی فیل ہو جائے تو تاریکی میں دور تک نہیں دیکھ سکتے، اندھیرے میں انہیں تکلیف ہوتی ہے۔ پانی کا نل بند ہو جائے تو پریشان

---

(۱) اس مرض میں ہمارے دیوبندی حضرات بھی مبتلا ہیں...... ت۔م!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہو کر اس کام کے کرنے والوں کو تلاش کر کے بلواتے ہیں۔ اپنے دنیوی معاملات میں کیسی کیسی دوڑ دھوپ کرتے ہیں اور پھر بھی ان کی کوششیں ناکام ہو جاتی ہیں۔ وہ سرکاری مردم شماری دیکھے بغیر نہیں بتا سکتے کہ کسی بستی یا شہر یا محلہ میں کتنے آدمی رہتے ہیں؟ وہ اگر مسجد کے حجرے میں رہتے ہیں تو انہیں نہیں معلوم کہ مسجد کے پیچھے مکانوں میں کیا ہو رہا ہے؟ خبریں معلوم کرنے کے لیے وہ اخبارات پڑھتے ہیں اور ریڈیو سنتے ہیں۔ نئی اور عجیب خبریں سن کر، انہیں بھی دوسروں کی طرح حیرت ہوتی ہے۔ ان کے بیوی بچے بیمار ہوتے ہیں تو ان کی دوا دارو کے لیے کیسے دوڑتے پھرتے ہیں۔ سواری نہیں ملتی تو دو چار میل پیدل چلنا دشوار ہو جاتا ہے۔ کتنے "مشائخ اور پیر" ہیں جو بوڑھے ہو جاتے ہیں تو انہیں عینک لگانے کی ضرورت پیش آتی ہے اور عینک کے بغیر وہ نہیں پڑھ سکتے۔ ان کی زندگی میں کوئی "مرید" یہ نہیں کرتا کہ شہر میں راستہ بھول جائے تو اپنے "پیر" کو پکارے کہ اے پیر و مرشد! مجھے راستہ بتا دیجئے۔ (1)

تو جب ان زندہ "پیروں، ولیوں اور شیوخ" کے احتیاج اور مجبوریوں کا یہ عالم ہے، تو مرنے کے بعد وہ "صاحب اختیار" کس منطق کی رو سے ہو جاتے ہیں، جب کہ قطعیت کے ساتھ یہ تک نہیں کہا جا سکتا کہ قبر و برزخ میں کس کے ساتھ کیا معاملہ پیش آرہا ہے؟ یہ دین کا فلسفہ و منطق کا طبیعات یا ماورائے طبیعات کا کوئی اصول ہے کہ زندگی میں کوئی مجبور و بے اختیار ہو اور قبر میں دفن ہوتے ہی وہ اس قدر بااختیار اور قدرت والا ہو جائے کہ دنیا کے پردے پر جہاں سے بھی اسے پکارا جائے تو وہ فریاد کرنے والوں کی نہ صرف یہ کہ پکار سن لے بلکہ ان کی مشکلوں کو بھی حل کرے! یہ جو دنیا میں کروڑوں قسم کی آوازیں پیدا ہوتی رہتی ہیں ان میں ہر "آواز" کو بے شمار آوازوں کے ہجوم میں علیحدہ علیحدہ پہچاننا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کس کی صفت ہو سکتی ہے کہ بندہ "سامع" ہے مگر "سمیع" اللہ تعالیٰ ہے۔

ہمارے دور کے یہ "مشائخ" ارباب طریقت، اہل کشف و معرفت اور پیران کرام"

---

(1) ایک مبتدی شاعر جو خواجہ اجمیری اور دوسرے "بزرگوں" کے حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے اور راقم الحروف سے اپنی غزلوں پر اصلاح بھی کراتے تھے، اور مشرکانہ عقائد پر بحث کیا کرتے تھے، انہوں نے جب اپنی غزل برائے اصلاح پیش کی تو میں نے تفریحاً کہا: "میاں! خواجہ اجمیری بھی تو شاعر تھے۔ آپ کیوں نہ انہی سے اصلاح سخن کر لیا کریں۔" موصوف نے ہلکا سا تبسم فرمایا اور کچھ جواب نہ بن پڑا...... ت۔م!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہیں، جن میں سے سو سال بعد کوئی "غوث الاغواث" کہلائے گا، کسی کو "قطب الاقطاب" کا لقب دیا جائے گا، کوئی "دستگیر" کا خطاب پائے گا۔ کسی کو "معتقدین" "شاہ ولایت" کہہ کر پکاریں گے اور کسی کو لوگ "داتا" کہا کریں گے یعنی ہمارے زمانے کے مجبور "پیروں" کو کچھ زمانہ گزرنے کے بعد "عطائی اللہ" بنا دیا جائے گا (معاذ اللہ)۔

اس زمانہ میں کسی "بزرگ" کی چائے کی پیالی ٹوٹ جاتی ہے تو وہ اسے جوڑ نہیں سکتا، اس کے کپڑے میلے ہو جاتے ہیں تو دھوبی کے یہاں دھونے کے لیے بھیجتا ہے۔ ہونا تو یہ چاہیے کہ اس کے کپڑے ہی میلے نہ ہوں، اس کے کپڑوں پر گرد و غبار کو اپنا اثر ہی نہ چھوڑنا چاہیے اور گرد و غبار کا اثر ہو تو بس کپڑوں پر وہ نگاہ توجہ ڈالیں اور میل آن کی آن میں کافور ہو جائے۔ پاکستان کے تمام زندہ "پیر، مشائخ اور اولیاء" برسوں سے کشمیر کے لیے دعا کر رہے ہیں مگر ان کی دعا ابھی تک قبول نہیں ہوئی اور اللہ کی مشیت اور حکمت تکوین کے مقابلے میں وہ لاچار اور مجبور ہیں۔

کتاب و سنت کے نقطہ نگاہ سے انبیاء، (صحیح العقیدہ) اولیاء اور صلحاء کا احتیاج جو "بندہ" کی لازمی صفت ہے ان کے لیے ذرہ برابر وجہ عار نہیں ہے۔ ان کی بڑائی تو اس میں ہے کہ مجموعی طور پر وہ اپنی پوری زندگی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق گزارتے ہیں اور ایک بندہ قانت و فرماں بردار کی طرح رہتے ہیں۔ ہوا و ہوس کے ہجوم میں برائیوں سے بچ کر کنول کی طرح زندگی گزار دینے سے بڑھ کر نفس انسانی کے لیے کوئی کرامت نہیں۔ مقام "فنائیت" اس کے سوا اور کچھ نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی میں تمام آرزوؤں کو گم اور فنا کر دیا جائے" یعنی اللہ تعالیٰ کی مرضی کے خلاف کوئی فعل صادر نہ ہو۔ بہ تقاضائے بشریت بھول چوک ہو بھی جائے تو آدمی اس پر جما نہ رہے اور توبہ و انابت سے اس کا ازالہ کر دے!

ہماری ان گزارشوں پر غور و فکر کرنے سے ان مسائل کی نہ جانے کتنی گتھیاں سلجھ جائیں گی اور ذہن بہت کچھ صاف ہو جائے گا' ان شاء اللہ

آخری بات:۔

"شرک و بدعت" ایسی چیز نہیں ہے جسے خاموشی کے ساتھ گوارا کر لیا جائے۔ جو لوگ ان گمراہیوں کا احساس رکھتے ہیں اور توحید خالص کی غیرت اور سنت رسول ﷺ کی حمایت سے جن کے سینے معمور ہیں، ان کا فرض ہے کہ احیاء سنت اور امحاء بدعت کے لیے جدو جہد کریں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ورنہ قیامت کے دن ان سے باز پرس ہو گی کہ جب شرک و بدعت کی گرم بازاری ہو رہی تھی تو تم کہاں سو گئے تھے!

"فتنہ و فساد" کو اللہ تعالیٰ نے "اَشَدُّ مِنَ الْقَتْلِ" فرمایا ہے۔ سنت قائم کرنے اور بدعات مٹانے کے لیے کسی ہنگامہ آرائی کو ہرگز ہرگز شہ نہیں دینی چاہیے۔ اس جدوجہد کو پورے نظم و ضبط، حکمت اور ضرورت پڑے تو "جدال حسن" کے ساتھ شروع کرنا چاہیے۔ بدعتی علماء سے منظر عام پر مناظرہ بازی سے بھی اجتناب کی ضرورت ہے، کہ عام جلسوں میں علمی اور دینی بحثیں آخر کار فتنہ و فساد کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔

اس جدوجہد کا آغاز اپنے پڑوسیوں، دوستوں اور عزیزوں سے کرنا چاہیے۔ ہمارا خود ذاتی تجربہ ہے کہ جب ان لوگوں کے دلوں میں یہ بات اتاری گئی ہے کہ یہ "بدعات" اللہ اور رسول ﷺ کی خوشنودی کا باعث نہیں ہو سکتیں، تو وہ لوگ شروع میں تو چونکے ہیں اور انہوں نے ہماری بات کو حیرت کے ساتھ سنا ہے لیکن رفتہ رفتہ وہ بدعات سے دور ہوتے چلے گیے ہیں۔

مشرکانہ رسوم و بدعات کے خلاف جدوجہد کرنے کا سب سے زیادہ فطری، حکمت آمیز اور مؤثر طریقہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو قرآن سمجھ کر پڑھنے کی طرف راغب کیا جائے۔ جو کوئی مسلمان سمجھ کر قرآن پڑھ لے گا اس کا ذہن ان مسائل میں صاف ہو جائے گا، اسے تو قرآن میں ہر جگہ یہی ملے گا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی مشکل نہیں کھول سکتا۔ قرآن پڑھنے والوں کو ایک آیت بھی ایسی نہیں ملے گی جس میں یہ کہا گیا ہو کہ تم وفات پائے ہوئے "بزرگوں" کے ناموں کی "دہائی" اور ان کو مدد کے لیے پکارو! قرآن کریم میں انبیاء کے حالات پڑھ کر ایک مسلمان یہ سوچے گا کہ یہ نفوس قدسیہ ہر مصیبت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنا دکھ درد پیش کرتے تھے اور ایسا کبھی نہیں ہوا کہ جناب نوح علیہ السلام نے جناب آدم علیہ السلام کو اور جناب ابراہیم علیہ السلام نے جناب نوح علیہ السلام کو اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب ابراہیم علیہ السلام کو اور جناب موسیٰ علیہ السلام نے جناب عیسیٰ علیہ السلام کو مدد کے لیے پکارا ہو، یا ان سے "استغاثہ" کیا ہو، قرآن کریم میں تو جگہ جگہ "شرک" کی مذمت ملے گی، اور "قبروں" پر جو آج کل خرافات ہوتی ہیں ان کے جواز کے لیے کوئی اشارہ تک نہ ملے گا۔ قرآن کریم میں تو قاری کی نگاہ سے یہ آیت تک گزرے گی:۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّاِنَّھُمْ مَّیِّتُوْنَ

"اے محمد (ﷺ) آپ کو بھی موت آنی ہے اور بے شبہ وہ بھی مرنے والے ہیں"۔

قرآن کریم میں انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات کے ساتھ یہ بھی ملے گا کہ ان نفوس قدسیہ کو بھی زندگی میں انسانوں جیسے حالات پیش آتے تھے۔ مثلاً جناب یعقوب علیہ السلام کو برسوں اپنے نور نظر جناب یوسف علیہ السلام سے جدا رہنا پڑتا ہے اور اس غم میں آپ کی آنکھیں سفید ہو جاتی ہیں مگر وہ اللہ کے حکم اور مشئیت کے آگے مجبور اور لاچار ہیں۔ برسوں کی دردانگیز جدائی کے بعد جب اللہ تعالیٰ کو منظور ہوتا ہے تو باپ بیٹے کا ملاپ ہوتا ہے۔

قرآن کریم کے ساتھ ساتھ رسول اللہ ﷺ کی سیرت مقدسہ پڑھی جائے یا زیر مطالعہ رہے تو ذہن اور زیادہ صاف ہوتا چلا جائے گا کہ وہاں ہر چیز زیادہ مفصل ملے گی، جہاں بدعات کا نام ونشان تک نہیں ہے، علم غیب کی سیرت کے بے شمار واقعات سے نفی۔ اس کا کہیں ذکر تک نہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے اپنے کارخانے کے چلانے کے تمام انتظامات سپرد فرما دیئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو ذاتی فریاد رس اور مشکل کشا ہے، میں عطائی فریاد رس اور محلل مشکلات ہوں۔ کوئی شک نہیں کہ نبی ﷺ افضل البشر تھے، اللہ تعالیٰ کے بعد تمام فضائل وکمالات اور عزتیں آپ ﷺ ہی کو ملی ہیں مگر "افضل البشر" بھی "بشر" ہی ہوتا ہے۔ لہذا نبی ﷺ کو بھی "بشر" ہونے کی حیثیت سے احوال وواقعات پیش آتے تھے۔ آپ ﷺ کو بھی بھوک لگتی تھی۔ دھوپ میں جسم مبارک کو پسینہ آجاتا تھا۔ غزوہ احد میں تلوار نے آپ ﷺ کو زخمی کر دیا۔ یہ نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے پھونک ماری اور زخم اچھا ہو گیا، بلکہ جس طرح زخموں کے لیے انسان تدبیریں کیا کرتے ہیں سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے اسی طرح کی تدبیریں اختیار کیں۔ شروع شروع میں خون تھما ہی نہیں، آخر میں چٹائی کا ٹکڑا جلا کر زخم پر رکھا گیا تو لہو بند ہوا۔

آپ ﷺ کی سیرت مقدسہ میں یہ بھی ملے گا کہ غزوہ خیبر میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی آشوب زدہ آنکھیں رسول اللہ ﷺ کے لعاب دہن سے اچھی ہو جاتی ہیں، اور یہ بھی ملے گا کہ احد کی جنگ میں نبی ﷺ کے قریب سیدنا طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک ہاتھ تلوار سے کٹ کر گر پڑتا ہے۔ آپ ﷺ اس حادثہ کو نہ روک سکے۔ نبی ﷺ کے بس میں ہوتا تو بھلا اپنے پیارے چچا سیدنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

حمزہ رضی اللہ عنہ کو اس بے دردی کے ساتھ شہید ہو جانے دیتے کہ ان کی لاش کا مثلہ کیا گیا اور ان کا پیٹ چاک کر کے کلیجہ نکال کر چبایا گیا۔ یہ تو وہ مقام قضاو قدر ہے جہاں نبی بھی اپنے آپ کو مجبور پاتا ہے۔

اس کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات کا مطالعہ کرنا ضروری ہے۔ وہاں یہ تک ملے گا کہ نبی ﷺ کی وفات کے بعد سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ خطبہ دے رہے تھے :

الا من کان یعبد محمد فان محمد صلی اللہ علیہ وسلم قدمات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حی لایموت

(ترجمہ) "جو شخص محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا وہ سن لے کہ بے شبہ محمد ﷺ کی موت واقع ہو گئی، اور جو شخص اللہ کی بندگی کرتا ہے تو بے شک اللہ زندہ ہے، اس کے لیے موت نہیں"۔

جمل و صفین کی جنگیں خود اس کی شاہد ہیں کہ ان ناگوار واقعات کو لاکھوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی نہ روک سکے، اور یہ نفوس باایمان بھی مقدرات کے آگے مجبور تھے! جب جنگوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تک کو یہ حالات پیش آئیں تو ہمارے لئے یہ کس طرح مناسب ہے کہ مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو مدد کے لیے پکاریں!

جو کوئی کتاب اللہ، سیرت رسول ﷺ، آثار صحابہ کرام، اور اہل بیت رضی اللہ عنہم کے حالات سمجھ کر پڑھ لے گا، وہ پھر کسی مشرکانہ رسم اور بدعت کے پاس بھی نہ پھٹکے گا اور اس کو ان بدعات و خرافات کے لیے کوئی سند جواز تو کیا اشارہ تک نہ ملے گا اور بعد کے اکابر و مشاہیر کے احوال و اقوال میں جہاں بھی اسے کوئی بات کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے ٹکراتی ہوئی ملے گی اسے وہ چھوڑ دے گا۔ وہ اپنے اکابر کا احترام ضرور کرے گا، مگر کتاب و سنت کے مقابلہ میں ان سے مرعوب نہ ہو گا۔ جس نے اس حقیقت کو سمجھ لیا اور اس پر عمل کیا، پس پھر اسے کوئی کھٹکا نہیں۔

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رفض وبدعت

اس حقیقت پر کوئی دلیل لانے کی ضرورت نہیں ہے کہ "توحید" ہی اصل دین ہے۔ اللہ نہ کرے، اگر یہ مجروح اور غبار آلود ہو گئی تو پھر نہ آدمی کے ایمان کی خیر ہے اور نہ اسلام کی! قرآن پاک میں شرک کو ظلم عظیم کہا گیا ہے، یعنی یہ کہ انسانیت کے لیے سب سے بڑی آفت، مصیبت بلکہ لعنت شرک ہے، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر گناہ کی بخشش اور معافی ہے، مگر شرک وہ ظلم عظیم ہے جس کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔ ایک زانی، چور، جواری، شرابی اور ڈاکو کو اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو رحمت و مغفرت سے حصہ مل سکتا ہے، مگر ایک مشرک کے لیے اس باب میں کاتب ازل نے حرمان و ناامیدی لکھ دی ہے۔

کوئی شک نہیں کہ بدعتی علماء کی بازاری تقریروں اور گلے بازیوں نے عام مسلمانوں کے عقائد کو خاصا متاثر کر دیا ہے۔ وہ بیچارے اپنی لاعلمی اور بے خبری کے سبب یہی سمجھتے ہیں کہ قرآن کریم کی آیتیں اور رسول اللہ ﷺ کی حدیثیں پڑھ کر جو شرح کی جا رہی ہے اور جو کچھ بیان ہو رہا ہے یہ غلط اور ناحق کاہے کو ہونے لگا، اسے حق ہی ہونا چاہیے۔ اس مزاج و عقائد کے علماء سیرۃ النبی ﷺ کے جلسوں میں سیرت رسول ﷺ پر تو برائے نام بولتے ہیں، وہ زیادہ تر اپنے عقائد کی تبلیغ کرتے ہیں، جن میں شرک و بدعت کی آمیزش ہوتی ہے۔ وہ قرآن کی آیت پڑھ کر اس کا ترجمہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زمین و آسمان اور آفتاب و ماہتاب کو انسان کے لیے مسخر کر دیا ہے۔ وہ اس آیت سے یہ "نکتہ" پیدا کرتے ہیں کہ انبیاء و "اولیاء" کو کائنات کی تسخیر اور اس میں ہر طرح کے تصرف کا اختیار اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے (معاذ اللہ)۔ اس توجیہ و تاویل کے بعد یہ "حضرات" انبیاء اور "اولیاء" سے رزق و اولاد دینے، مصائب و مشکلات دور کرنے، علم غیب اور دلوں کے حالات جاننے کی تمام الوہی صفات منسوب کر دیتے ہیں اور پھر گلے کی رگیں پھلا پھلا کر چیلنج کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے "بزرگان دین" کو جو مواتب و مناصب اور اختیار و اقتدار دیئے ہیں، ان کو جو کوئی نہیں مانتا وہ ان بزرگوں کی تنقیص کرتا اور ان کی شان کو گھٹاتا ہے۔ ایسی جاہلانہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور بے سروپا باتیں بیان کرنے کے بعد یہ لوگ ان اکابر دین کو نام لے لے کر گمراہ اور بے دین بتاتے ہیں جو توحید خالص کے داعی اور سنت رسول ﷺ کے قائم کرنے والے تھے، جن کی زندگیاں کتاب وسنت کے اتباع میں بسر ہوئی ہیں، جو رسول اللہ ﷺ کے نرے عقیدتمند ہی نہیں بلکہ آپ ﷺ کے فرمانبردار اور اطاعت گزار بھی تھے، اور جن کا مشن اور مقصد زندگی یہی تھا کہ کتاب اللہ، سنت رسول ﷺ اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کو دنیا میں قیام و نفاذ میسر اور غلبہ و فروغ حاصل ہو۔

اہل بدعت آیات قرآنی کی جس انداز پر شرح و تفسیر کرتے ہیں اس کا ایک نمونہ آپ نے دیکھ لیا۔ اپنے مزعومہ معتقدات کو صحیح ثابت کرنے کے لیے ان لوگوں کا یہی سلوک احادیث نبوی ﷺ کے ساتھ بھی ہے۔ مثلاً یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ کہیں سے گزر رہے تھے۔ دو قبروں پر آپ ﷺ نے ہری شاخیں گاڑ دیں اور فرمایا: ''ان قبروں پر عذاب ہو رہا ہے۔ یہ شاخیں جب تک ہری رہیں گی اہل قبر کے لیے دعائے مغفرت کرتی رہیں گی۔'' اس حدیث سے قبروں پر ''پھول چڑھانے'' کی دلیل لائی جاتی ہے حالانکہ اس حدیث کا قبروں پر ''پھول چڑھانے'' کی رسم سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ اول تو رسول اللہ ﷺ نے ان قبروں پر پھول نہیں چڑھائے تھے بلکہ ہری شاخیں نصب کی تھیں، پھر شاخوں کے گاڑنے میں ان قبروں کا یا ان اہل قبور کی عقیدت و احترام کا جذبہ شامل نہیں تھا بلکہ تخفیف عذاب کے لیے آپ ﷺ نے ایسا کیا تھا۔ قبروں پر جو لوگ پھول چڑھاتے ہیں وہ تخفیف عذاب کی نیت سے نہیں، بلکہ احترام و عقیدت کی نیت اور جذبہ کے ساتھ چڑھاتے ہیں، اور اس کے لیے قرآن و حدیث اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے قول و عمل میں کوئی دلیل نہیں ملتی۔

یہ تو اہل بدعت کا کتاب وسنت کے ساتھ سلوک ہے، عام عقلی دلائل کا یہ حال ہے کہ بھرے جلسے میں ''فرماتے'' ہیں کہ بھائیو! ہم سب اس جلسہ میں موجود ہیں، یعنی حاضر ہیں۔ بولو، جواب دو۔ جلسہ سے آوازیں آتی ہیں کہ بے شک ہم حاضر ہیں۔ اس کے بعد واعظ صاحب کا ارشاد ہوتا ہے کہ ہم ایک دوسرے کو دیکھ بھی رہے ہیں، یعنی ناظر ہیں، جلسہ کے حاضرین کہتے ہیں کہ ہاں! ناظر ہیں۔ اس پر تخت و میز سے چیخنے کی آواز آتی ہے غیظ و غضب کے عالم میں، تو کیا ہمارے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آقا، اللہ کے محبوب "حاضر وناظر" نہ ہوں گے۔ان کو حاضر وناظر جو نہیں جانتا وہ ملعون اور بے دین ہے!" اور سننے والے اس مشرکانہ نکتہ آفرینی پر "سبحان اللہ" اور "صل علیٰ" کے نعرے بلند کرتے ہیں کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کو کیسا منہ توڑ جواب دیا ہے ہمارے شیر نے۔

ایک اور نکتہ:۔

دو چار شعر خوش الحانی کے ساتھ سنانے کے بعد ارشاد ہوا: "ریڈیو کا آلہ جو لوہے کا بنا ہوتا ہے وہ ساری دنیا کی خبریں پہنچاتا ہے اور جہان بھر کی خبریں حاصل کرتا ہے۔جب لوہے میں اتنی طاقت ہے تو "بزرگان دین" جو ہر حال میں لوہے سے افضل ہیں اور "سراپا روحانیت" ہیں کیا دنیا جہان کی خبریں معلوم نہیں کر سکتے؟ بے شک کر سکتے ہیں۔ساری دنیا کے حالات ان پر روشن ہیں۔نعرہ تکبیر......اللہ اکبر، نعرہ رسالت...... کی فضا میں گونج پیدا ہوئی، اور حاضرین ایک دوسرے کو اس فاتحانہ انداز میں دیکھنے لگے کہ وہابیت اور دیوبندیت کا قلعہ اس طرح توڑا جاتا ہے۔ اور "عاشقان رسول ﷺ" ان بے ادب وہابڑوں پر اس انداز میں فتح ونصرت اور غلبہ حاصل کرتے ہیں۔

"مناقب" کی ایک اور مجلس میں ایک "مجتہد صاحب" نے فرمایا: "بعض لوگ کہتے ہیں کہ امام حسین رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ ﷺ کے نواسے ہیں، ان کی شہادت کا فیض نانا کو بھلا کس طرح پہنچ سکتا ہے۔ہم کہتے ہیں کہ بے شک پہنچ سکتا ہے۔سنیئے، اور توجہ سے سنیئے! آپ کا بیٹا، پوتا یا نواسہ پیدا ہوتا ہے۔عزیز رشتہ دار اسے دیکھتے ہیں اور گود میں لیتے ہیں، اور اسے کچھ روپیہ دیتے ہیں، تو کیا اس روپیہ کا فیض آپ کو نہیں پہنچتا۔دیکھا آپ نے! آپ کا وہ بیٹا، پوتا یا نواسہ اس فیض اور فائدہ کا سبب قرار پایا (نعرہ صلوٰت)۔

اہل بدعت کا بالکل یہی مزاج ہے اور شرک و بدعت کی رسموں اور عقیدوں کے معاملے میں یہ دونوں گروہ بڑی مماثلت رکھتے ہیں اور کتاب و سنت سے اور عقل عمومی سے اسی قسم کی پوچ دلیلیں لاتے اور مضحکہ خیز نکتے تراشتے ہیں۔

اس قسم کے لغو مواعظ اور بے سر و پا تقریروں نے عوام کے عقائد و معتقدات میں فساد پیدا کر رکھا ہے، اور شرک و بدعت کی رسمیں اور طور و طریق مسلمانوں میں پھیلتے اور مقبول ہوتے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چلے جا رہے ہیں۔ ان حالات میں توحید شناس علماء کا فرض ہے کہ وہ کسی خوف اور ہچکچاہٹ کے بغیر زبان و قلم سے شرک و بدعت پر نکیر کریں اور عوام کے سامنے توحید خالص کو پیش فرمائیں۔ سیرت کے جلسوں میں خاص طور سے شرک و بدعت کے مفاسد اور توحید کے تقاضوں کو واضح کرنے کی ضرورت ہے۔

عوام سے:۔

عوام کے سامنے حکمت و نرمی کے ساتھ دلنشین انداز میں اگر توحید خالص کو پیش کیا جائے، تو اس کے خاطر خواہ مفید نتائج بر آمد ہوں گے۔ جس طرح بدعتی علماء نے ان بیچاروں کے دلوں میں یہ بات بٹھادی ہے کہ فلاں فلاں رسموں کے ادا کرنے سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے۔ اس کے مقابلہ میں اگر ان کے دلوں میں اس حقیقت کو اتار دیا جائے کہ شرک و بدعت کے ان عقائد اور کھیل تماشوں سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی خوشنودی نہیں بلکہ ناراضی میسر آتی ہے تو پھر یہ لوگ تاریکی میں رہنا پسند نہیں کریں گے۔ ان کے معتقدات اور اعمال میں دینی انقلاب برپا ہو کر رہے گا، ان شاء اللہ!

انہیں بتایا جائے کہ انسان مخلوقات میں سب سے زیادہ افضل و اشرف اور اللہ تعالیٰ کا اس زمین پر نائب ہے، مگر اس تمام شرف و فضل کے باوجود وہ چیل کووں کی طرح ہوا میں اڑ نہیں سکتا اور مچھلیوں کی مانند پانی میں زندگی بسر نہیں کر سکتا۔ ہرن اور چیتے اس سے زیادہ تیز دوڑتے ہیں اور شیر اور ہاتھی اس سے کہیں زیادہ جسمانی طاقت رکھتے ہیں۔ جانوروں کے مقابلے میں ان طاقتوں میں کم ہونے کے باوجود انسان اشرف المخلوقات ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسے شعور و عقل کی دولت سے نوازا ہے، اور اسی عقل کی یہ دولت وہ ہاتھیوں اور شیروں سے سرکس میں غلاموں کی طرح کام لیتا ہے اور ان کو طرح طرح کے کرتب دکھانے پر مجبور کر دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ہر مخلوق کا وظیفہ حیات مقرر کر دیا ہے جس کے مطابق وہ زندگی بسر کرتی ہے، اور ہر مخلوق کو اللہ تعالیٰ نے خاص صفات اور قابلیتیں عطا فرمائی ہیں، مثلاً لوہے کے ستون پہ ہتھوڑے کی ضرب کا کوئی اثر نہیں ہوتا مگر کسی انسان کے بدن پر ہتھوڑا مار کر دیکھیے! وہ چیخنے لگے گا اور اس کے جسم کے نہ جانے کس عضو کو کس قدر صدمہ پہنچے گا۔ تو لوہے کے مقابلہ میں انسان کے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جسم کا کم سخت اور نرم ہونا، انسان کے لیے کوئی نقص کی بات نہیں ہے۔ غم واندوہ کے تحمل میں وہ اس قدر سخت و توانا واقع ہوا ہے کہ اگر سنگ و فولاد کو انسان کے غم والم کا سامنا کرنا پڑے تو وہ چور چور ہو جائیں۔

قرآن کریم کہتا ہے:

فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَ جِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ (النمل)

"کہا، میں ایک خبر لے آیا جس کی تجھے خبر نہ تھی اور تیرے پاس آیا ہوں سبا سے خبر لے کر"۔

یہ ہدہد (پرندہ) سیدنا سلیمان علیہ السلام سے کہہ رہا ہے کہ میں ملک سبا کی جو خبر لے کر آیا ہوں اس کی آپ کو خبر نہیں ہے، تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کا ملک سبا کے حالات کا نہ جاننا ان کے لیے کسی نقص کا سبب نہیں ہے۔ اس لیے کہ دنیا جہاں کے تمام حالات کی خبر رکھنا، یہ نبی اور رسول کی نہ صفت ہے نہ فریضہ اور نہ اس کام کے لیے ان کو مبعوث کیا گیا ہے۔ قرآن کریم میں جگہ جگہ انبیاء کرام علیہم السلام کے فرائض و مناصب کا ذکر ہے کہ وہ کن فرائض کو بجالانے کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے معمور کیے گئے تھے۔ نبی آخر سید الاولین والاخرین سیدنا محمد عربی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں قرآن کریم بتاتا ہے:۔

هُوَ الَّذِىْ بَعَثَ فِى الْاُمِّيّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيْهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ

(ترجمہ) "وہی اللہ ہے جس نے امیوں میں خود انہیں میں سے ایک رسول کو مبعوث کیا، جو ان کے سامنے اس کی آیات کی تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ کرتا ہے اور ان کو کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے۔"

یہ ہیں وہ فرائض جن کے انجام دینے کے لیے اللہ تعالیٰ نے نبی آخر ﷺ کو مبعوث فرمایا تھا۔ پورے قرآن میں کہیں بھی نبی ﷺ کے بارے میں یہ نہیں کہا گیا کہ لوگوں کو آپ ﷺ رزق اور اولاد دینے کے لیے مامور کیے گئے ہیں یا دنیا میں جہاں کہیں کوئی شخص کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے وہ آپ ﷺ کو پکارتا ہے تو آپ ﷺ اس کی پکار کو سن کر اس کی مصیبت کو دور کر دیتے ہیں، یا تمام کائنات آپ ﷺ پر اس طرح روشن ہے کہ کوئی ذرہ بھی آپ ﷺ سے چھپا ہوا نہیں ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز.

www.KitaboSunnat.com

رزق دینا، اولاد عطا کرنا، زمین و آسمان کے کارخانے اور نظام کو سنبھالنا، غیب و شہادت کا علم، ہر کسی کی فریاد کو سننا اور ہر پکارنے والے کی مصیبت کو دور کرنا یہ نبی کا نہیں اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ مارنے والا اور جلانے والا اور ساری دنیا کی خبر گیری کرنے والا اور انہیں پالنے والا اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے کہ وہ "رب العالمین" ہے۔ دنیا کا پالنا پوسنا، رزق اور اولاد دینا، ہر کسی کی بیماری کو دور کرنا، سب کی فریاد کو پہنچنا یہ "نبوت" کی نہیں "ربوبیت" کی صفت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:۔

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ

"بھلا کون ہے جو بے کس کی پکار کو پہنچتا ہے جب وہ اس کو پکارتا ہے اور مصیبت دور کرتا ہے"۔

یہ صفت کہ دنیا میں جہاں بھی پکارا جائے اور ایک وقت میں کروڑوں نفوس اللہ تعالیٰ کو پکاریں اور وہ سب کی فریاد اور پکار کو سن کر ان کی مصیبتوں کو دور فرمائے یہ صرف اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔

قرآن کریم بتاتا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو پریشانیاں بھی لاحق ہوتی تھیں اور ان نفوس قدسیہ نے اس عالم میں اللہ تعالیٰ ہی کو پکارا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات غم، پریشانی، اضطرار اور مصیبت سے پاک اور منزہ ہے، اس لیے تمام جہان کی پریشانیوں کو وہی دور کر سکتا ہے۔

بندے جن کو غم اور پریشانیاں لاحق ہوتی ہیں، اور ان میں نبی اور رسول بھی شامل ہیں ان سے نہ یہ فریضہ متعلق ہے اور نہ وہ اس کی قدرت رکھتے ہیں کہ سارے جہان کی پکار کو سن سکیں اور اس کی فریاد کو پہنچ سکیں۔

قرآن پاک میں خود رسول اللہ ﷺ کی زبان وحی ترجمان سے کہلوایا گیا ہے:

قُلْ لَّآ أَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا إِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ

(ترجمہ) "کہہ، میں مالک نہیں ہوں اپنے واسطے برے کا نہ بھلے کا مگر جو اللہ چاہے!"

رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے بندوں تک اللہ تعالیٰ کا پیام پہنچاتے تھے اور ان کو ہدایت و نجات کے طریقے بتاتے تھے، مگر ہدایت کا دینا یہ آپ ﷺ کے ہاتھ میں نہ تھا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ

(ترجمہ) "تو راہ پر نہیں لاتا (یعنی ہدایت نہیں دے سکتا) جس کو تو چاہے، مگر اللہ راہ پر لاتا ہے جس کو وہ چاہے اور وہی اللہ خوب جانتا ہے کہ کون راہ پر آئیں گے۔"

ہدایت دینے پر قدرت نہ رکھنا اور نفع و نقصان کا مالک نہ ہونا اس سے رسول اللہ ﷺ کی نہ تو شان گھٹتی ہے اور نہ آپ ﷺ کی تنقیص ہوتی ہے، کیونکہ یہ صفات اللہ تعالیٰ سے مخصوص ہیں۔

- صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بے شک رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے اور آپ ﷺ سے درخواست کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ہمارے لیے دعا کیجئے مگر تاریخ و سیر اور تفسیر و حدیث میں ایک واقعہ بھی اس قسم کا نہیں ملتا کہ انہوں نے دور دراز کے مقاموں میں رہتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کو مدد یا دعا کرنے کے لیے پکارا ہو۔

- انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات اور قرآن کریم اس کی تعلیم دیتے ہیں کہ مخلوق اور بندہ چاہے وہ نبی یا رسول ہی کیوں نہ ہو احتیاج رکھتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے! احتیاج سے قطعاً منزہ اور "صمد و غنی" ہونا یہ بندہ کی نہیں اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی سیرت کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ "عبد کامل" تھے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ ﷺ نے جس قدر بندگی کی اور عجز کا اظہار اور اعتراف کیا ہے، کائنات میں اور کسی مخلوق نے نہیں کیا۔

نہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اور نہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا حکم دیا کہ لوگ مصائب اور پریشانیوں میں رسول اللہ ﷺ کو پکاریں، اور اس عقیدے کے ساتھ پکاریں کہ آپ ﷺ ہر جگہ سے بلند کی ہوئی آواز اور پکار کو سن لیتے ہیں اور پکار کو سن کر لوگوں کی مصیبتیں دور فرمادیا کرتے ہیں! یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ کی ہے۔ وہی دور و نزدیک کی ہر آواز کو سنتا، سب کے دلوں کے حالوں کو جانتا، کائنات کے ہر ذرہ ذرہ پر نگاہ رکھتا اور سب کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرماتا ہے۔

تو جو کوئی رسول اللہ ﷺ کے نام کی "دہائی" دیتا اور آپ ﷺ کو "سمیع و بصیر، عالم الغیب والشہادۃ" اور دنیا کا مشکل کشا اور حاجت روا سمجھتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفت میں کسی بندے کو چاہے نبی و رسول ہی کیوں نہ ہو شریک اور ساتھی بناتا ہے اور یہی شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی بندے کو شریک بنانے کا عمل اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے نزدیک نہ صرف ناپسندیدہ ہے بلکہ "ظلم عظیم" ہے۔ جس طرح قیامت کے دن سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اپنے جاہل امتیوں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

گمراہ عقیدت مندوں سے بیزاری کا اظہار فرمائیں گے کہ اے اللہ! میں نے تو ان کے سامنے اپنے کو تیرے بندے اور رسول کی حیثیت سے پیش کیا تھا۔ان کم بختوں نے مجھے "ابن اللہ" اور نہ جانے کیا کیا بناڈالا"۔اسی طرح نبی آخر ﷺ بھی اپنے ان ضلالت سرشت "مدعیان عشق و محبت" سے نفرت و بیزاری کا اظہار فرمائیں گے کہ انہوں نے میری شان میں جو مبالغہ کیا اور مجھ سے الوہی صفات منسوب کیں ان کی میں نے ان کو ہرگز تعلیم نہیں دی تھی۔

عوام کے دل میں یہی بات اتار دینے کی کوشش کرنی چاہیے کہ بدعت و شرک کے عقائد اور اس قسم کی تمام رسمیں اللہ سبحانہ و تعالےٰ کو خوش کرنے کی بجائے انہیں بیزار کرنے والی ہیں۔

آج قبروں پر "بزرگان دین" کے نام سے جو کچھ ہو رہا ہے اس کی کوئی سند کتاب و سنت ، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور حدیث کے ائمہ کی تشریحات سے نہیں ملتی۔ یہ سب بعد کے لوگوں کی نکالی ہوئی رسمیں ہیں، جو بت پرستوں سے لی گئی ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے دوٹوک لفظوں میں واضح طور پر قبروں کو پختہ بنانے، ان پر چراغ جلانے اور میلے لگانے سے منع فرمایا ہے ۔جو کوئی اس قسم کی رسموں میں مبتلا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے ارشاد صریح کی مخالفت کرتا ہے ،اور نبی ﷺ کی مخالفت کر کے کوئی شخص دین و دنیا میں فلاح نہیں پا سکتا۔

عوام میں اس انداز پر وعظ و تقریر کرنے کی ضرورت ہے کہ دو گروہ ہیں۔ایک گروہ کہتا ہے کہ خیر و شر، گناہ و ثواب اور نیک و بد کا معیار کتاب و سنت ہیں۔جو قول اور عمل کتاب و سنت کے مطابق ہے وہ درست ہے اور جو کتاب و سنت کے معیار پر پورا نہیں اترتا وہ رد کر دینے کے قابل ہے۔ہم تو اللہ تعالیٰ کے حکم کے بندے اور رسول اللہ ﷺ کے ارشاد کے تابع فرمان ہیں!

اس جماعت کے مقابلے میں دوسرا گروہ کہتا ہے کہ تم ان رسموں کو دین سمجھو جو فلاں "بزرگ" اور فلاں بادشاہ کی نکالی ہوئی ہیں!اس گروہ کے علماء ان رسموں اور عقیدوں کو درست ثابت کرنے کے لیے کتاب و سنت سے ان کا جوڑ ملانے کی کوشش کرتے ہیں، اور وہ جوڑ کسی طرح نہیں ملتا بلکہ ایسا کرنے میں کتاب و سنت کی معنوی تحریف کی صورتیں پیدا ہو جاتی ہیں۔ ایک معمولی عقل والا انسان بھی دونوں گروہوں کے بارے میں یہ فیصلہ کر سکتا ہے کہ کس کا موقف درست اور کس کا مسلک حق ہے!اللہ کے جو نیک بندے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی طرف

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں کو دعوت دیتے ہیں، وہ حق پر ہیں، یا وہ گروہ جو اللہ اور رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر دوسرے افراد کی طرف امت کو بلاتا ہے!

اسلامی تاریخ کا مشہور واقعہ ہے کہ وہ درخت جس کے نیچے رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں صحابہ رضی اللہ عنہم سے بیعت لی تھی، اس درخت کے ارد گرد لوگ جمع ہونے لگے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اندیشہ ہونے لگا کہ رفتہ رفتہ کہیں یہ درخت نشان عبادت نہ بن جائے، اس لیے آپ نے اس درخت کو کٹوا دیا۔ یہ ہے وہ توحید شناس مزاج اور ذوق توحید جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں رسول اللہ ﷺ کے فیض صحبت و تربیت اور آپ ﷺ کی تعلیم سے پیدا ہوا تھا۔

نصاریٰ اور یہودیوں نے اپنے نبیوں کی شان میں انتہائی غلو سے کام لیا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا شریک بنا دیا۔ ان امتوں کی گمراہیاں رسول اللہ ﷺ کے پیش نظر تھیں، اسی لیے آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

لَا تُطْرُوْنِیْ کَمَا اَطْرَتِ النَّصَارٰی ابْنَ مَرْیَمَ اِنَّمَا اَنَا عَبْدُہٗ فَقُوْلُوْا عَبْدُاللّٰہِ وَرَسُوْلُہٗ

”مجھے میری حد سے زیادہ نہ بڑھاؤ۔ جس طرح نصاریٰ نے عیسیٰ ابن مریم کو بڑھایا تھا۔ مجھے تم اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو۔“

اور انی لا اریدان ترفعونی فوق منزلتی

”بے شک میں نہیں چاہتا کہ تم مجھے میرے رتبہ سے زیادہ بڑھاؤ“۔

رسول اللہ ﷺ کو حد سے بڑھانا یہی ہے کہ آپ ﷺ سے الوہی صفات منسوب کی جائیں، اور ”ذاتی اور عطائی“ کی آڑ لے کر اللہ کی صفات نبی ﷺ سے متصف کر دی جائیں! وہ شخص رسول اللہ ﷺ کا ”عاشق“ اور محب نہیں بلکہ آپ ﷺ کا نافرمان ہے، جو نبی ﷺ کے مرتبہ میں اتنا غلو کرتا ہے کہ شان رسالت، شان ربوبیت سے جا کر مل جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت اس کی شاہد ہے کہ آپ ﷺ نے بندوں کی بجائے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور پرستش کی طرف لوگوں کو دعوت دی، اور اپنے قول و فعل سے بندے اور اللہ کے درمیان فرق مراتب کو باقی رکھا۔ آپ ﷺ رحمۃ للعالمین ہیں، سراج منیر ہیں، افضل البشر ہیں، شافع محشر اور ساقی کوثر ہیں، انسان کامل ہیں، سید الاولین والآخرین ہیں، خاتم النبیین ہیں۔ انسانوں کے لیے کامل ترین نمونہ ہیں، اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں۔ مگر بشر ہیں اور اللہ تعالیٰ کے بندے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات میں شریک نہیں ہیں۔ بندے ہونے کی حیثیت سے جس طرح آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعائیں مانگتے اور اپنا دکھ درد پیش کرتے تھے ایسا کرنے کی ہمیں بھی تعلیم دی گئی ہے۔ نبی ﷺ نے یہ نہیں فرمایا نہ اس کی تعلیم دی اور نہ اس بارے میں کوئی اشارہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مختار کل بنادیا ہے اور لوگ مجھے پکاریں، مجھ سے امداد چاہیں، اور مجھے حاجت روا اور مشکل کشا سمجھیں۔

پس جو کوئی ایسا کام کرتا ہے اور اس قسم کا عقیدہ رکھتا ہے، جس کا حکم رسول اللہ ﷺ نے نہیں دیا وہ آپ ﷺ کا نافرمان ہے۔ نبی ﷺ کا ارشاد ہے:

مَنْ اَحْدَثَ فِی اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ (مسلم)

"جس نے کوئی کام کیا اور اس کام کے کرنے کا میرا حکم نہیں ہے، وہ (فعل) مردود ہے۔"

قرآن کریم نے رسول اللہ ﷺ کی "بشریت" کو کس قدر واضح انداز میں پیش کیا ہے:

اَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اَوْ لَا تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ اِنْ تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَ اللّٰهُ لَهُمْ

(ترجمہ) "اے نبی! تم ایسے لوگوں کے لیے معافی کی درخواست کرو یا نہ کرو، اگر تم ستر مرتبہ بھی ان کے معاف کر دینے کی درخواست کرو گے تو اللہ انہیں ہر گز معاف نہیں کرے گا"۔

قرآن کریم کی اس واضح تعلیم کے بعد بھی کوئی رسول اللہ ﷺ کو قادر، مالک اور مختار کل سمجھتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کو چیلنج دیتا ہے۔

موعظت و حکمت:۔

عوام کو بتانا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی محفلوں میں رسول اللہ ﷺ کی مقدس زندگی کے حالات بیان کرتے تھے۔ اس لیے کہا جا سکتا ہے کہ ان کی ہر صحبت اور نشست سیرت النبی ﷺ کا جلسہ ہوا کرتی تھی۔ اس لیے نبی ﷺ کی سیرت کے لیے جلسوں کا اہتمام بڑی سعادت کی بات ہے، آپ ﷺ کی سیرت کے تذکرے ہمیشہ ہوتے رہنے چاہئیں، رسول اللہ ﷺ کی سنت کے بغیر قرآنی احکام کی تعمیل ہو ہی نہیں سکتی اور قرآن کا صحیح مفہوم تو سنت نبوی ﷺ کے واسطہ کے بغیر واضح ہونا ممکن ہی نہیں، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو "کتاب اللہ" کا معلم بنا کر بھیجا تھا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لیکن صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جو رسول اللہ ﷺ کے فدائی اور جاں نثار تھے، انہوں نے آپ ﷺ کے یوم ولادت پر کوئی جشن نہیں منایا۔ ان کی نگاہ میں تو رسول اللہ ﷺ کی مقدس سیرت سے ان کا ایک دن بارہ دن یا ایک مہینہ کا نہیں بلکہ چوبیس گھنٹوں کا تعلق تھا۔ اپنے نبیوں اور پیشواؤں کے دن تو عیسائی اور یہودی منایا کرتے ہیں، یا پھر سالگرہ منانے کی رسم بادشاہوں کی "سنت" ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے درمیان رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت اور آپ ﷺ کے بچپن اور جوانی کے واقعات کا بھی ذکر آتا تھا، مگر وہ یہ نہیں کرتے تھے کہ ہر نشست میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے بیان کرنے کو لازمی اور ضروری سمجھیں، اور اس تذکرہ کے بعد کھڑے ہو کر "صلوٰۃ وسلام" پڑھنے لگیں۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے، تابعین نے، تبع تابعین نے، فقہ اور حدیث کے اماموں (رحمہم اللہ تعالیٰ) نے بھی ایسا نہیں کیا۔

"میلاد شریف" کی رسم سلجوقی بادشاہ کی نکالی ہوئی ہے اور دین میں کسی بادشاہ کی ایجاد کی ہوئی رسم پر کاہ کے برابر بھی وقعت نہیں رکھتی۔ تو اللہ کا جو کوئی بندہ "میلاد شریف" پر نکیر کرتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت میں ایسا کرتا ہے، کیوں کہ آپ ﷺ نے ایسا کرنے کے لیے کوئی حکم نہیں دیا اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا عمل کیا۔

اہل بدعت نے اپنا یہ شعار بنا لیا ہے کہ سیرت کے ہر جلسے میں "میلاد رسول" کا ذکر کرنے کو لازم جانتے ہیں اور اس کے بعد "صلوٰۃ وسلام" کے لیے کھڑے ہو جاتے ہیں! وہ اس کے لیے کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی سند اور دلیل نہیں لا سکتے!

اس بات کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیے کہ بدعت چاہے وہ مسلمانوں کے نزدیک کتنی ہی مقبول و محبوب کیوں نہ ہو، سعادت و فلاح کا سبب نہیں بن سکتی، بدعت کو رسول اللہ ﷺ نے "ضلالت" یعنی گمراہی سے تعبیر فرمایا ہے۔

"میلاد و قیام" پر نکیر سیرت رسول ﷺ کے ذکر پر نکیر نہیں ہے، سیرت رسول ﷺ کا ذکر تو زیادہ سے زیادہ ہونا بلکہ ہوتے رہنا چاہیے۔ اس سے تو مسلمان کے ایمان و اسلام کا تعلق ہے۔ تنقید اس عمل پر کی جاتی ہے کہ اہل بدعت نے "ذکر میلاد" اور "قیام" کو واجب قرار دے لیا ہے۔ اس کے ترک کرنے کو وہ دین کا نقصان سمجھتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ نہیں ہے کہ اسی زمانے میں "مولود و قیام" پر نقد و احتساب کیا جا رہا ہے، جب سے بھی یہ رسمیں جاری ہوئی ہیں، ہر دور میں کتاب و سنت کے تقاضوں کو پہچاننے والے علماء نے ان رسموں کو بدعت قرار دیا ہے۔ اب سے چار سو سال پہلے مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مکتوبات میں "مولود" کی رسم پر نکیر فرمائی ہے!

بالکل سامنے کی بات ہے جو ہر شخص کی سمجھ میں آسکتی ہے، یہ کہ قرآن کریم میں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کا ذکر بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اگر انبیاء کرام علیہم السلام کے ذکر ولادت کے وقت تعظیم کے لیے اٹھنا واجب، مستحب یا کوئی ثواب کا کام ہوتا تو رسول اللہ ﷺ ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے قیام فرماتے یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قیام تعظیم کا حکم دیتے!

نہ تو کتاب و سنت میں اس کا حکم ہے نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ تعالیٰ نے ایسا عمل فرمایا، اور نہ حدیث کے اماموں کا یہ معمول رہا ہے کہ دینی اجتماع میں ولادت رسول ﷺ کا ذکر کر کے "صلوٰۃ و سلام" کے لیے کھڑے ہو جائیں۔ اس لیے یہ رسمیں دینی اعتبار سے بے سند ہیں اور ان کے کرنے پر کوئی ثواب نہیں مل سکتا۔

"قیام میلاد" کے سلسلہ میں ایک عجیب و غریب دلیل پیش کی جاتی ہے، یہ کہ کیا ہم ایک دوسرے کی تعظیم کے لیے کھڑے نہیں ہوتے؟ بے شک کھڑے ہوتے ہیں مگر ہم یہ تو نہیں کرتے کہ آپس میں ایک دوسرے کی ولادت کا یا اپنے بزرگوں کی پیدائش کا ذکر کر کے تعظیم کیلئے کھڑے ہو جائیں۔ پھر "ذکر ولادت" کے وقت محفل میں کون آتا ہے جس کی تعظیم کے لیے قیام کیا جائے! جو کوئی یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ ذکر ولادت کے وقت رسول اللہ ﷺ کی روح اس محفل میں آتی ہے تو وہ ایک نہایت غلط عقیدہ رکھتا ہے۔

وہ بدبخت سرے سے مسلمان ہی نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کی تنقیص کا معاذ اللہ! اپنے اندر ذرہ برابر بھی شائبہ رکھتا ہو۔ بدعات پر جو ٹوکا جاتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اطاعت میں ٹوکا جاتا ہے کہ آپ ﷺ نے ایسا کرنے کا حکم نہیں دیا، اس لیے ایسے کاموں کے کرنے میں کوئی دینی فلاح و خیر نہیں ہے۔ ہر عقیدہ اور ہر فعل وہی معتبر ہے جس پر کتاب و سنت کی چھاپ لگی ہوئی ہو!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اپنے دل سے نکال کر کسی رسم اور عقیدہ کو دین سمجھنا گمراہی ہے!

یہ ہم نے چند اشارے کر دیئے ہیں کہ ان خطوط پر اور اس انداز میں عوام کے سامنے اگر توحید خالص کو پیش کیا جائے اور بدعات کی خرابیاں ان پر واضح کی جائیں اور کلام و تقریر اور موعظت میں حکمت و نرمی اور رفق و ہمدردی کے تقاضوں کو بھی ملحوظ رکھا جائے تو ان شاء اللہ اس کے مفید نتائج بر آمد ہوں گے!

آخری گزارش یہ ہے کہ مشرکانہ عقائد و رسوم اور بدعات کی جب گرم بازاری ہو، تو توحید شناس علماء اور اہل فکر کا فرض ہے کہ وہ سکوت و درگزر اور مصلحت کی بجائے زبان و قلم سے ان گمراہیوں کی تردید فرمائیں! جزاکم اللہ خیرا!

www.KitaboSunnat.com

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

قبوری تصوف کے شیش محل

(مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کے نام ایک خط اور اس کا جواب)

"السلام علیکم! مزاج گرامی۔ دسمبر کا "فاران" موصول ہوا۔ اس ذرہ نوازی کا شکریہ۔ آپ نے جس انداز سے میری کتابوں پر تبصرہ فرمایا ہے اس کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتا ہوں۔

جناب رئیس احمد جعفری اور ملا واحدی صاحب جب آپ کی تنقید سے نہیں بچ سکے تو میں کیا چیز ہوں۔ میری حیثیت تو ان کے سامنے طفل مکتب کی سی بھی نہیں۔

تبصرہ پڑھتے ہی آپ کو خط لکھنے کا ارادہ کیا تھا مگر اپنے اس ارادہ کی تکمیل سے باز رہا۔ آج نہ معلوم کیوں آپ کو اپنے تأثرات سے آگاہ کرنے بیٹھ گیا۔

یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پیر صاحب نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی اور جب وہ "وحدت الوجود"، عالم الغیب" اور دیگر عنوانات پر خطاب فرماتے ہیں تو سننے والے ورطہ حیرت میں غرق ہو جاتے ہیں۔ میں نے سنا ہے کہ جب وہ پنڈی آئے تھے تو پہاڑی زبان بولتے تھے۔ وہ زبان پنجابی سے مختلف اور مشکل ہے اور اب تو وہ کافی ادق اردو بولتے ہیں۔

میں نے کسی کتاب غالباً "تذکرہ غوثیہ" میں پڑھا تھا کہ ہر پیغمبر کی کوئی نہ کوئی صفت کسی ولی کو تفویض کر دی جاتی ہے، اسی کتاب میں کسی بزرگ کے متعلق لکھا تھا کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صفت تفویض کر دی گئی تھی۔ چنانچہ وہ جس عورت کی طرف نگاہ اٹھا کر دیکھتے تھے وہ حاملہ ہو جاتی تھی۔

سرور کائنات ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر ایک لاکھ چوبیس ہزار کے مجمع سے خطاب کیا اور ہر شخص نے وہ خطبہ سنا۔ غور کرنے کی بات ہے کہ ہر شخص نے اپنے کانوں سے وہ خطبہ کیسے سن لیا، جب کہ اس زمانہ میں لاؤڈ اسپیکر (آلہ مکبر الصوت) نہیں تھا۔ غوث الاعظم کے مدرسے میں اسی اسی ہزار کا مجمع ہوتا تھا اور جو لوگ آخری صف میں ہوتے تھے وہ بھی اتنی ہی آسانی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے آپ کی آواز سن لیتے تھے جتنی پہلی صف کے لوگ۔ یہ کیا تھا؟ یہ سرورِ کائنات ﷺ کی سنت تھی جو صرف غوث الاعظم کو عطا کی گئی۔ ان کے بعد یہ صفت کسی کو آج تک تفویض نہیں کی گئی۔

معاف کیجئے گا، میرے اس جملہ "پیر صاحب حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت ہی سے بیعت فرماتے ہیں" آپ کو غلط فہمی ہو گئی۔ میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ ہر شخص کو بیعت کرتے وقت اجازت لی جاتی ہے، بلکہ مدعا یہ ہے کہ پیر صاحب نے بیعت کا سلسلہ غوث پاک کی اجازت سے شروع کیا ہے۔

خواجہ خضر علیہ السلام فرشتے تو یقینی نہیں ہیں، ان کی حیثیت اولیاء اللہ کی سی ہے۔ غوث پاک نے بھی خواجہ بزرگ سے استفادہ کیا۔ حیات خضر کے متعلق میں شجرہ عالیہ میں حوالہ دے چکا ہوں اور یہاں ان کا اعادہ ضروری نہیں سمجھتا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے فیض پہنچنے کے واقعات اکثر تذکروں میں ملتے ہیں۔ یہ تو خیر بڑی باتیں ہیں، غور طلب بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جو لوگ جا کر دعا مانگتے ہیں ان کی اکثر دعائیں قبول کیوں ہو جاتی ہیں!

صحابہ کرام کا نبی ﷺ سے وصال کے بعد تربیت حاصل کرنے کا سوال اس لیے نہیں پیدا ہوتا کہ آپ ﷺ اپنی حیات ہی میں ان کو تربیت دے چکے تھے۔ ہو سکتا ہے کہ اہل روح حضرات روضہ اطہر سے استفادہ کرتے رہے ہوں۔

باطنی نظام کے متعلق جو آپ نے طنز فرمایا ہے اس سلسلے میں عرض ہے کہ باطنی اور ظاہری نظام دونوں اللہ تعالیٰ خود ہی چلاتا ہے، اس کے سوا کون چلا سکتا ہے، مگر جس طرح ظاہری نظام میں اللہ کے مقرر کیے ہوئے مختلف سربراہ اور زعماء اس نظام کو چلا رہے ہیں اسی طرح باطنی نظام کو بھی اس کے منتخب بندے اس کے حکم کے مطابق چلاتے ہوں گے۔ غوث، قطب الاقطاب، قطب، ابدال، اوتاد اور رجال الغیب وغیرہ اصطلاحات لایعنی تو نہیں ہیں۔ یہ ہستیاں ضرور ہوتی ہوں گی، اور ان کے ذمہ کچھ فرائض بھی یقینی ہوتے ہوں گے۔

پیر صاحب کے خواب کے سلسلے میں عرض ہے کہ ہمیشہ یہ سننے میں آیا ہے کہ بادشاہ یا سربراہ پر سات ولیوں کا سایہ ہوتا ہے۔ بعض آدمی بظاہر نااہل ہوتے ہیں، مگر درحقیقت وہ اہل ہوتے ہیں، جب ہی تو اللہ تعالیٰ انہیں کسی خاص منصب پر فائز کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آپ نے حضرت عمر بن عبدالعزیز کا ذکر کیا تو مجھے یاد آیا کہ حکومت مغربی پاکستان کے چیف سکریٹری فدا حسین صاحب کے برادر بزرگ (جن کا نام اس وقت مجھے یاد نہیں آرہا) ایک دفعہ گلاس کے ذریعہ روحوں کو بلا رہے تھے تو حضرت عمر بن عبدالعزیز کی روح آگئی اور وہ انہیں مستقل ان کے دنیوی کاموں میں مشورے دیتی رہی، ان مشوروں پر عمل کر کے وہ ایک بہت بڑی مشکل سے عہدہ برآ ہوگئے۔ یہ واقعات انہوں نے تفصیل سے اپنی انگریزی کتاب "عمر بن عبدالعزیز" میں بیان کیے ہیں۔ کیا خیال ہے آپ کا اس قسم کے واقعات کے متعلق؟ "انا الحق" کے الفاظ بظاہر ضرور قابل اعتراض ہیں مگر قطع نظر اس کے ان کو کن کیفیات کے ماتحت ادا کیا گیا۔ کہنے والے کو اس کی سزا مل گئی۔ حضرت منصور کا کیا مقام تھا؟ یہ تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے یا اہل نظر۔

ہاں یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ ان کے خون کے قطروں سے کیوں "انا الحق" کی صدا بلند ہو رہی تھی اور ان کا چغہ دکھانے سے دریا کا تموج کیوں ختم ہو گیا۔

حضور سرور کائنات ﷺ کے متعلق حاضر و ناظر کے الفاظ ان معنوں میں نہیں استعمال کئے گئے جن معنوں میں وہ خدا کے متعلق کیے جاتے ہیں۔ لغوی اعتبار سے یہ الفاظ کسی بھی ذی حیات کے متعلق استعمال ہو سکتے ہیں۔ حضور ﷺ کے متعلق یہ الفاظ استعمال کرنے سے حیات النبی ﷺ کا مسئلہ ضرور پیدا ہوتا ہے۔

"ارشاد عالی" میں تلاوت کے لفظ پر آپ نے اعتراض کیا ہے۔ یہ درست ہے کہ عام طور سے یہ لفظ قرآن شریف کے لیے استعمال ہوتا ہے مگر لغات میں اس کے معانی یوں ہوتے ہیں:

(۱) المعجم الاعظم

تلاوۃ: پڑھنا، دوسرے کا کلام پڑھنا۔ خچر کا بچہ مول لینا۔

(۲) نور اللغات

تلاوۃ: پڑھنا۔ تلاوت کے اصل معانی ہیں، کسی چیز کا پیچھے پیچھے لگے آنا۔ کیونکہ کسی چیز کے پڑھنے میں بھی پڑھنے والا اصل کلام کی تقلید کرتا ہے، یعنی اس کے پیچھے پیچھے چلا جاتا ہے، اس لیے اس کا استعمال قرأت اور پڑھنے میں ہونے لگا۔ لہٰذا تلاوت پڑھنے کے معنوں میں استعمال ہو سکتا ہے۔

آپ نے لفظ "ہدیہ" پر بھی اعتراض کیا ہے۔ "ہدیہ" کے معانی لغات میں یوں ہیں:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

المعجم الاعظم

الھدیہ:۔ تحفہ، ہدیہ، نذر، نیاز، منت

ھدیہ:۔ عطیہ، تحفہ، نذرانہ، نذر، انعام، ہدیہ کرنا، کوئی متبرک چیز فروخت کرنا۔

میں نے "ہدیہ" کا لفظ اس اعتبار سے استعمال کیا ہے کہ میں خطبات کو یا سوانح مرشد یا وظائف واوراد کو بیچ نہیں رہا اور نہ بیچنے کی چیزیں ہی ہیں بلکہ پڑھنے والوں کی نذر ہیں اور طباعت کے اخراجات کے لئے ایک روپے یا دو روپے کی حقیر رقم چاہتا ہوں۔

بیعت کے بعد جو کیفیت پیر صاحب کی ہوئی جسے آپ نے نقل فرمایا ہے، اسی قسم کی کیفیت بیعت کے بعد حضرت خواجہ غریب نواز کی ہوئی تھی۔

یہ حقیقت ہے کہ ہر شخص ہر کام نہیں کر سکتا۔ اگر کوئی کوشش بھی کرے تو ضروری نہیں ہے کہ ہر کام اتنا ہی کامیاب ہو جتنا کہ وہ کسی ایک کام میں ہے۔ پیر صاحب شاعر نہیں ہیں۔ جس نظم کا میں نے حوالہ دیا ہے اس میں انہوں نے ان واقعات کو نظم کرنے کی کوشش کی ہے جن سے وہ دوچار ہوئے۔ تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ اکثر لوگ بلا تعلیم حاصل کیے شاعر ہوئے ہیں اور کافی کامیاب، مگر حضرت پیر صاحب ان لوگوں میں نہیں ہیں۔

آپ کو کم از کم یہ بتانے کی قطعی ضرورت نہیں سمجھتا کہ اولیاء اللہ کے وظیفوں اور دعاؤں سے کیسی کیسی مہمات سر ہوئی ہیں۔

جہلم کے مولوی صاحب کے واقعہ کے متعلق میں کچھ عرض نہیں کر سکتا۔ یہ واقعہ انہوں نے ایک مسجد میں اپنی تقریر کے دوران بیان کیا تھا۔ بعد میں، میں نے اس کی تصحیح ان سے چاہی تو انہوں نے کہا کہ پیر صاحب کا مقام معلوم کرنے کے لیے انہوں نے جنگل میں چلہ کیا تو ایک رات یہ واقعہ پیش آیا۔ ایک دفعہ انہیں مولوی صاحب نے کہا کہ پیر صاحب مقام قیومیت پر پہنچ گئے ہیں۔ کم از کم میں تو نہیں جانتا کہ یہ کون سا مقام ہے؟

حضرت پیر صاحب کا مقام جو کچھ بھی ہو مگر ان کی روحانیت سے قطع نظر وہ ایک مکمل با اخلاق اور پابند شرع ہیں۔ ان سے ایک دفعہ ملنے والے بھی ان کے تبحر علمی اور بلندی اخلاق کے معترف ہو جاتے ہیں!

اس قدر طویل خط لکھنے کی معذرت چاہتا ہوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نیاز کیش: مونس زبیری عفی عنہ

۲۶ دسمبر ۱۹۶۱ء گلی ناور۔ راولپنڈی

اس خط کو آئے ہوئے کئی مہینے ہو گئے مگر "فاران" کی ترتیب کے علاوہ باہر آنے جانے کی ایسی مصروفیات رہیں کہ جواب دینے کا موقع نہ مل سکا۔ ہر کام کے کرنے اور ہونے کا وقت مقرر کر دیا گیا ہے۔ کوئی لاکھ چاہے مگر مقررہ وقت سے پہلے کسی کام کو نہیں کر سکتا۔ اس مکتوب کے جواب کے لیے جو وقت مقرر اور مقدر تھا اسی وقت پر جواب دینے کی توفیق میسر آئی، والا مربیدہ۔

عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ لوگوں کے معتقدات پر گرفت کی جاتی ہے تو وہ بُرا مان جاتے ہیں۔ "اس بُرا ماننے کے" بھی مدارج ہیں:

جھنجھلاہٹ، برہمی، خفگی، یہاں تک کہ بات بڑھتے بڑھتے ذاتی عناد و مخالفت تک پہنچ جاتی ہے۔ جناب مونس زبیری نے ہماری تنقید واحتساب کے جواب میں جو نرم وشائستہ لہجہ اختیار کیا ہے اس کا ہم پوری قدر شناسی کے ساتھ اعتراف کرتے ہیں۔

جو حضرات باقاعدگی کے ساتھ "فاران" پڑھتے رہے ہیں، ان کو اس بات کا احساس ہو گا کہ "فاران" میں کتابوں اور رسالوں پر تنقید بڑی دقت نظر اور احساس ذمہ داری کے ساتھ کی جاتی ہے۔ جس کتاب میں جتنی بھی اچھائی ہوتی ہے اس کا اظہار کیا جاتا ہے، اور جو باتیں قابل گرفت واحتساب ہوتی ہیں ان پر دلائل کے ساتھ نقد و نظر کی ذمہ داری سے عہدہ بر آ ہونے کی کوشش کی جاتی ہے۔

پیر دیول شریف صاحب کے جن ملفوظات اور حالات پر "فاران" میں تبصرہ کیا گیا ہے یہ خط اسی سلسلہ میں ہمیں وصول ہوا ہے۔ دسمبر ۱۹۶۱ء کا "فاران" جن حضرات کے پاس ہو، وہ ہماری تنقید کو ایک بار اور پڑھنے کی زحمت گوارا فرمائیں۔ پیر صاحب موصوف کی جن باتوں میں کھٹک محسوس ہوئی ان پر نقد واحتساب کیا گیا ہے۔

دین ودنیا کے تمام مسائل اور حقائق کے جانچنے اور پرکھنے کا ایک اور صرف ایک ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پیمانہ کتاب وسنت ہے۔ کوئی کتنی ہی محترم شخصیت اور کتنا ہی بڑا آدمی کیوں نہ ہو اگر اس کا قول و فعل کتاب وسنت کی کسوٹی پر پورا نہیں اترتا تو دین کی خیر خواہی کا یہ تقاضا ہے کہ اس قول و فعل پر نکیر کی جائے۔ تمام شخصیتیں چاہے وہ کتنی ہی اونچی کیوں نہ ہوں اللہ اور رسول ﷺ سے نیچی اور ان کے تابع اور فرمانبردار ہی ہیں۔ اس حقیقت پر جس کی نظر رہے گی تو کتاب وسنت کے مقابلہ میں کسی بڑی سے بڑی شخصیت سے وہ مرعوب نہیں ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے حزم واحتیاط کے ان تقاضوں سے بھی ہم باخبر ہیں کہ اکابر دین کے افعال واقوال کو جانچنے کے لیے اور پرکھنے کے لیے ان کے تمام پہلوؤں پر نظر رکھنی چاہیے۔ کسی کے قول پر جھٹ سے اعتراض جڑ دینا، معترض کے لیے ندامت وذلت کا سبب بھی بن سکتا ہے! کسی کی مدح وستائش میں اتنی احتیاط کی ضرورت نہیں ہے جتنی احتیاط کی ضرورت "نقد واحتساب" میں پیش آتی ہے۔ اگر کسی "بزرگ" کے "قول و فعل" کی مناسب تاویل ہو سکتی ہے تو اس تاویل کے لیے فکر وتدبر کرنا چاہیے!

مگر اس تصویر کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ دوراز کار تاویلات اور شعر وافسانہ کے انداز کی نکتہ آفرینیاں اور لطائف وظرائف دینی مسائل کو مضحکہ بنا دیتے ہیں۔ کسی بڑی شخصیت کے قول و عمل کو شریعت کے مطابق ثابت کرنے کے لیے اس قسم کی تاویلیں کرنا کہ ان سے خود دین کے حقائق ومسلمات مبہم، غبار آلود اور مجروح ہو جائیں، دینی اعتبار سے سخت قابل اعتراض بات ہے۔

"تصوف" کی غایت تصفیہ قلب ودماغ اور تزکیہ نفس بتائی گئی ہے۔ اس غایت کی اہمیت، ضرورت اور افادیت سے کوئی ہوش مند انکار نہیں کر سکتا، عبادات کا اصل مقصود اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول اور تزکیہ نفس ہی ہے۔

تزکیہ نفس کے وہ طریقے جو کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم کے مطابق ہیں وہ ہر مسلمان کے سر آنکھوں پر۔ ان کی افادیت اور ضرورت ہر دور کے لیے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ان بزرگوں پر رحمتیں ہوں جنھوں نے تزکیہ نفس کے لیے کوششیں اور محنتیں کی ہیں، اور اپنے نفس کے ساتھ دوسروں کے "نفس و کردار" کو بھی سنوارا اور چمکایا ہے اور اس جدوجہد میں کتاب وسنت کے تقاضوں کو ملحوظ رکھا ہے! اس سلسلے میں جہاں ایسی باتیں ملتی ہیں جو راہبوں، جوگیوں اور سنیاسیوں کے معمولات اور طریقوں سے ملتی جلتی ہیں، ان میں بعض کی صورت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"مباح" کی ہے جیسے ہم جسمانی علاج کے لیے کسی غیر مسلم طبیب کا کوئی نسخہ استعمال کرتے ہیں، مگر "اباحت" سے نیچے کے درجہ کے بہت سے ایسے طریقے اور معمولات بھی ہیں جو کتاب وسنت کی صاف وسادہ تعلیمات سے میل نہیں کھاتے۔ ان باتوں کی تحسین اور تائید نہیں کی جاسکتی۔

حدیث اور فقہ:

تصوف صرف "تزکیہ نفس" تک محدود نہیں رہا، اس (تصوف) کی بدولت ایک مستقل لٹریچر وجود میں آیا ہے۔ اس لٹریچر کی خاص اصطلاحات، مخصوص لب ولہجہ اور منفرد رموز و اشارات ہیں۔ اس پر گفتگو کرنے سے پہلے ہم فقہ و حدیث کے بارے میں اجمالاً کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ علم فقہ نے مسائل شریعت کی تدوین کا فریضہ انجام دیا ہے۔ کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے مسائل مستخرج اور مستنبط کئے ہیں۔ جہاں کتاب و سنت خاموش ہیں، یا کسی مسئلہ میں چند پہلو مشابہ، مساوی یا راجح و مرجوح پائے گئے ہیں ان میں اجتہاد سے کام لیا ہے۔ فقہائے کرام کا امت پر بڑا احسان ہے کہ ان کے اندر اخلاص، اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے محبت اور دینی شغف کی یہ دولت ان کی بصیرت اور فراست نے امت کے لیے بڑی سہولتیں اور آسانیاں مہیا کر دی ہیں! فقہائے کرام کی ان مساعی کو امت نے ہمیشہ قدر واستحسان کی نگاہ سے دیکھا ہے مگر جہاں فقہی مسائل میں اتنی زیادہ باریک بینی سے کام لیا گیا ہے کہ ان میں فطری سادگی کی جگہ تکلف اور مبالغہ پیدا ہو گیا ہے یا جہاں بعض "مفروضہ مسائل" کی بنیاد پر استنباط واجتہاد کیا گیا ہے، ان پر کتاب و سنت کے جاننے والے اہل علم نے نقد واحتساب بھی کیا ہے۔ پھر امت کا ائمہ فقہ کے بارے میں یہ عقیدہ رہا ہے کہ مجتہدین خطا سے محفوظ اور پاک نہیں ہوتے، عصمت کا شرف صرف انبیاء کرام علیہم السلام کے لیے مخصوص ہے اور ایسی عصمت جہاں سہو و نسیان تک کا احتمال وامکان نہ ہو یہ خصوصیت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کی ہے!

احادیث نبوی ﷺ کے ضبط و تدوین کا آغاز عہد رسالت ﷺ ہی میں ہو چکا تھا اور ہونا چاہیے تھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو امت پر اپنی اطاعت کی طرح فرض و منصوص قرار دیا ہے! صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے احادیث رسول ﷺ کو نہ صرف یاد رکھا بلکہ انہیں حرز جاں اور ضابطہ حیات بنا دیا، دل و دماغ کے صفحات اور حافظہ کے اوراق کے علاوہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نبی ﷺ کے ارشادات بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے "نوشتوں" میں بھی محفوظ کر لئے تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے احادیث رسول ﷺ کی یہ امانت تابعین کو ملی، اس کے بعد تبع تابعین کو احادیث رسول ﷺ کی حفاظت، اشاعت، تدوین اور ساتھ ہی ان پر عمل پیرا ہونے کی سعادت میسر آئی، رحمہم اللہ تعالیٰ!

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے قول و عمل کی صحت کو جانچنے کے لیے فن حدیث وجود میں آیا۔ ایک روایت کے متعدد راوی ہیں، دوسری روایت کے راوی تعداد میں کم ہیں، کسی روایت کے راویوں کی تعداد صرف دو تک محدود ہے اور کسی روایت کو صرف ایک ہی راوی نے بیان کیا ہے، کوئی راوی عدل و ضبط کی قابل اعتماد صفات رکھتا ہے، دوسرے میں یہ صفات اس درجہ کی نہیں پائی جاتیں، وغیرہ۔ اسناد و طرق اور روایت کے اعتبار سے احادیث کے درجے متعین کیے گئے! آج تک دنیا میں کسی انسان کے قول و عمل کی حفاظت اور اس کے جانچنے اور پرکھنے کے لیے ہزارویں حصہ برابر بھی اتنی کوشش نہیں کی گئی، جتنی کوشش ختم المرسلین رحمۃ للعالمین محمد عربی ﷺ کے اقوال و اعمال کی حفاظت اور صحت کے لیے کی گئی! یہ وہ علمی شرف ہے جس میں امت مسلمہ دنیا کی تمام قوموں اور امتوں میں منفرد اور ممتاز نظر آتی ہے! یہ نہ تو اتفاق ہے اور نہ حسن اتفاق، بلکہ یہ جو کچھ ہوا فطرت کے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت بالغہ کے عین مطابق ہوا۔ پوری انسانی تاریخ میں سیدنا محمد عربی ﷺ ہی کی وہ ذات گرامی ہے جس کا اسوہ حسنہ رہتی دنیا تک انسانیت کے لیے آخری اور قطعی معیار قرار دیا گیا ہے۔ پس ضرورت تھی کہ اس اسوہ حسنہ (سنت رسول ﷺ) کو محفوظ رکھا جائے۔ محدثین پر اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ہوں کہ انہوں نے پرکھ کر بتا دیا کہ یہ سچے موتی ہیں، یہ جھوٹے نگ ہیں، یہ آب زلال ہے اور اس محلول میں صاف و ناصاف کی اتنی آمیزش ہے!

اس گزارش کا مقصد یہ ہے کہ فن حدیث و فقہ نے دین کی تفصیلات و جزئیات کو مشکل کیا ہے۔ یہ خالص دینی علوم ہیں۔ یہ علوم نہ ہوتے تو امت کو قدم قدم پر بڑی دشواریاں پیش آتیں، ان علوم (حدیث و فقہ) کی فطرت، ساخت، ہیئت، اور مزاج دین کے عین مطابق ہے! فن حدیث و فقہ نے کسی کو گمراہ نہیں کیا۔ کسی کو غیر ذمہ دار، غیر محتاط، مغلوب الحال اور "مست و مجذوب" نہیں بنایا، ان مسائل میں تاویل کی بہت ہی کم ضرورت پیش آتی ہے۔ ان علوم کی زبان سادہ اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بیان واضح ہے، ان میں پیچ پیچ رمز و اشارات اور فلسفیانہ نزاکتیں نہیں۔

تصوف:۔

جہاں تک عبادات و اعمال میں اخلاص اور صفت احسان کا تعلق ہے، اس موضوع پر علم "تصوف" کی کتابوں میں بعض بڑے کام کی باتیں بلکہ ایمان افروز حقائق بیان کیے گیے ہیں، جن کے مطالعہ سے تعلق مع اللہ پیدا ہوتا ہے اور جہاں یہ صفت پہلے سے پائی جاتی ہے اس صفت کا رنگ اور گہرا ہو جاتا ہے۔ یہ وہی باتیں ہیں جو کتاب و سنت سے ماخوذ ہیں۔

"تصوف" کے باب میں کھٹک اس نقطہ سے شروع ہوتی ہے جہاں قرآن و حدیث اور فقہ کے علماء اور "ارباب تصوف" کے درمیان "اہل ظاہر" اور "اہل باطن" کا امتیاز پیدا کیا گیا ہے۔ یہی وہ امتیاز ہے جو علماء دین اور "ارباب تصوف" کے حالات زندگی اور ملفوظات میں نظر آتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور حدیث و فقہ کے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے حالات زندگی میں ظروف و احوال کا فرق تو پایا جاتا ہے، مگر ان کا مزاج یکساں ہے۔ یہ سب ایک ہی سلسلۃ الذہب کی کڑیاں نظر آتی ہیں! مثلاً سیدنا عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کے حالات زندگی میں سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی مقدس سیرت کی خاصی جھلک دکھائی دیتی ہے اور کہیں کہیں تو یک روح دو قالب کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، اسی طرح امام ابو حنیفہ، امام مالک اور امام بخاری رحمہم اللہ کی زندگیوں پر صحابہ رضی اللہ عنہم کی سیرت و کردار اور ذوق و مزاج کی کافی چھاپ نظر آتی ہے۔ حالات زندگی اور مزاج و طبیعت سے لے کر زبان و بیان اور سوچنے کے انداز تک، اسلام کی سادگی کی نمود! سیدھی سادی باتیں، فطرت کے مطابق کھلے ہوئے روشن و واضح احوال! کوئی رمز اشارات و ابہام اور پیچیدگی نہیں۔

آہنگ میں یکتا صفت سورہ رحمٰن

مگر "ارباب تصوف" کے جو حالات ملتے ہیں، ان کا رنگ اور مزاج ہی کچھ اور دکھائی دیتا ہے، بطن مادر ہی سے "خرق عادت" اور "کرامات" کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے اور جب وہ دنیا سے رخصت ہوتے ہیں تو "کرامات" کا ایک دفتر وجود میں آچکا ہوتا ہے۔ کسی کے ہاتھوں میں زندہ سانپوں کا بنا ہوا کوڑا ہے اور وہ شیر کی پیٹھ پر سوار ہیں۔ دوسرے "بزرگ" اس "کرامت" کے جواب میں یہ "کرامت" دکھاتے ہیں کہ وہ جس دیوار پر بیٹھے ہوئے ہیں وہ دیوار ان کے حکم سے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دوڑنے لگی ہے۔ کوئی "صاحب" بارہ برس تک غذا نہیں کھاتے، دوسرے "صوفی" پر ان کے "پیر و مرشد" کی نگاہ پڑتے ہی ایسا "جذب" طاری ہو جاتا ہے کہ بستی کو چھوڑ کر جنگل کی راہ لیتے ہیں اور برسوں درختوں کے پتے کھا کر زندگی بسر کرتے ہیں۔ اس "خلوت گزینی" اور "مجاہدہ" سے ممکن ہے کہ ان پر کچھ امور "منکشف" ہو گیے ہوں، مگر نماز باجماعت کی محرومی کی تلافی تو نہیں ہو سکتی۔

ایک "بزرگ" ہیں کہ نزع کے وقت ملک الموت سے بحث فرما رہے ہیں، بلکہ دونوں کے درمیان خاصی جنگ ہو رہی ہے۔ دوسرے "صاحب" مر چکے ہیں، ان کا جنازہ لوگوں کے کاندھے پر ہے کہ ایکا ایکی اٹھ کر بیٹھ جاتے ہیں اور کچھ تلقین فرما کر پھر لیٹ جاتے ہیں۔ تیسرے "بزرگ" چوتھے آسمان پر جا کر ملک الموت کے ہاتھ سے وہ زنبیل چھین لیتے ہیں جس میں اس دن کے مردوں کی روحیں بھری ہوئی ہیں۔ اس چھین جھپٹ میں روحیں بکھر جاتی ہیں اور تمام مُردے پھر جی اٹھتے ہیں۔

ایک "شیخ وقت" کو جمعہ کی نماز میں لوگ آگے کی صفوں میں کھڑا نہیں ہونے دیتے تو اس پر وہ "بزرگ" خفا ہو کر مسجد کی چھت کو سجدہ کرنے کے لیے اشارہ فرماتے ہیں، چھت گر پڑتی ہے اور سینکڑوں نمازی دب کر مر جاتے ہیں۔ "شیوخ تصوف" کے اس قسم کے حالات نے اچھے خاصے متشرع لوگوں کے ذوق کا یہ حال کر دیا ہے کہ وہ اپنے "پیروں" کی معمولی معمولی باتوں سے "کرامت" منسوب کرتے ہیں، مثلاً کوئی "بزرگ" دو تین آدمیوں کی خوراک کے برابر کھانا کھا لیں تو یہ "کرامت" ہے اور کسی قصبہ میں ریلوے لائن نکل جائے تو اس واقعہ کو بھی ان "بزرگ" کی "کرامات" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

ہم انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات اور اولیاء اللہ کی کرامات کے منکر نہیں ہیں، مگر "شیوخ تصوف" کے حال میں جب پوری زندگی "کرامات" ہی بن کر رہ جائے، یہ بات خاصی کھٹک پیدا کرتی ہے، ایسی زندگیاں جو سراپا معجزہ و کرامت ہوں، عام لوگوں کے لیے نمونہ کہاں بن سکتی ہیں کیونکہ پیروی "عادت" کی ہو سکتی ہے "خرق عادت" کی نہیں ہو سکتی۔

اُمت میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے بڑھ کر اہل اللہ اور کون ہو سکتا ہے، مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتنی بڑی جماعت میں گنتی کے چند صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں میں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"کرامتوں اور خرق عادت" کے چند واقعات ملتے ہیں، اکثر و بیشتر صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگیوں کے ورق "کرامات" کے باب میں بالکل سادہ اور معریٰ ہیں۔ اسی طرح امام ابو حنیفہ، امام مالک، عبداللہ ابن مبارک، امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام بخاری اور امام مسلم رحمہم اللہ تعالیٰ وغیرہ بزرگوں کے حالات زندگی میں "کرامات" کا ذکر نہ ہونے کے برابر ہے۔

دریا پر چلنا اور ہوا میں اڑنا یقیناً "خرق عادت" ہے مگر ایک جادوگر بھی یہ کرتب دکھا سکتا ہے، لیکن زندگی کی سب سے بڑی "کرامت" کتاب و سنت کا اتباع ہے۔ دین کے حقیقی خدمت گزار اور انبیاء کے صحیح جانشین وہ نفوس صالح ہیں جنہوں نے علم دین کی حفاظت اور اشاعت کی ہے، جن کی زندگیوں میں کتاب و سنت کی زیادہ سے زیادہ جھلک ملتی ہے۔ جن کے اقوال و اعمال میں کوئی پیچیدگی، رمز و اشارت، ذو معنویت اور ابہام نہیں، یہی صالح زندگیاں اللہ تعالیٰ کو پسند ہیں۔

اہل تصوف کی "خرق عادت و کرامات" کے اس ذوق کا یہ نتیجہ نکلا کہ پابندی شریعت اور اتباع کتاب و سنت کے مقابلہ میں "خرق عادت" کے واقعات اور "قلندریت و مجذوبیت" کو ترجیح دی گئی۔ بعض ایسے لوگ جن کے ہوش و حواس ہی سرے سے درست نہ تھے، جو لا یعقل اور مرفوع القلم تھے، ننگ دھڑنگ اور فاترالعقل تھے اور نماز، روزے اور دین کے دوسرے ارکان کی پابندی سے ان کا دور کا بھی واسطہ نہیں، دیوانوں جیسے حالات! ان لوگوں سے "جذب و مستی" کا رشتہ و تعلق منسوب کیا گیا۔ خاصے متبحر علماء تک نے ان کو 'سلطان المجاذیب' کا لقب دے کر ان کے "جذب" کا سلسلہ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کے حالات سے ملا دیا (استغفر اللہ)!

احادیث و سیر میں ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کبھی کبھار بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کی ناپسندیدہ باتوں پر خفگی کا بھی اظہار فرمایا ہے۔ آپ ﷺ کا اس سے مقصود انتباہ اور صحابی کے احوال کی اصلاح تھی، مگر یہ کسی ضعیف سے ضعیف بلکہ موضوع حدیث میں بھی نہیں ملتا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس صحابی کی "ولایت اور روحانیت" سلب کر لی ہو۔ اسی طرح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور حدیث و فقہ کے ائمہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے یہاں بھی، "سلب علم و روحانیت" کا ذکر نہیں پایا جاتا۔ مگر بعض "صوفیاء" کے سوانح حیات میں ایسے واقعات کا ذکر ملتا ہے کہ فلاں "شیخ" نے اپنے "مرید یا معاصر ولی" کی "ولایت" "سلب" کر لی، اور وہ بیچارہ بالکل کورا رہ گیا۔ پھر اسی وقت دوسری نگاہ میں یا چند روز بعد "سلب" کی ہوئی "ولایت" "واپس" بھی فرما دی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"سلب ولایت وروحانیت" کے ساتھ ایسے واقعات بھی "صوفیاء" کے حالات میں نگاہ سے گزرے ہیں کہ کسی "بزرگ" نے کسی "مرید یا طالب" پر توجہ کی ایک نگاہ ڈالی اور اس (معمول) پر چودہ طبق روشن ہو گئے اور وہ آن کی آن میں علم لدنی سے باخبر ہو گیا، اور "قطبیت" کا وہ مقام جو دوسروں کو برسوں کے "مجاہدہ" کے بعد حاصل ہوتا ہے، اس شخص کو "شیخ وقت" کی توجہ سے ذرا سی دیر میں کسی "مجاہدہ" کے بغیر ہی مل گیا۔

اس قسم کے واقعات "بزرگان دین" کے حالات و ملفوظات میں پڑھ کر یا سن کر بعض لوگ اس جہالت اور غلط فہمی کا شکار ہو گیے ہیں کہ ہمیں اپنے خراب اور دینی نقطہ نگاہ سے ناپسندیدہ حالات کو سدھارنے کی کوشش کرنے کی بجائے، کسی ایسے "صاحب حال بزرگ" کی جستجو کرنی چاہیے جو ایک ہی نگاہ توجہ میں دل و دماغ اور اعمال و افکار کی کایا پلٹ دے، خاص طور سے صاحبان جاہ و دولت کا طبقہ اس غلط اندیشی میں مبتلا رہا ہے! اور کسی "بزرگ" کے "مزار" پر چڑھاوا چڑھا کر یا کسی "پیر" کی خدمت میں "نذرانہ" پیش کر کے وہ مطمئن ہو گئے ہیں کہ اس طرح ہماری بد اعمالیوں کا کفارہ ہو گیا اور قیامت کے دن کوئی جوکھم آن پڑی تو "حضرت شاہ صاحب قبلہ" جو اللہ کے "محبوب" ہیں، معاملہ کو سنبھال لیں گے۔ (معاذ اللہ)

رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے روکا ہے کہ خود آپ ﷺ کی شان میں ایسا مبالغہ کیا جائے، جیسا مبالغہ نصاریٰ نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں کیا تھا۔ اسی موحدانہ تعلیم کا یہ اثر تھا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے لیے کوئی ایسا لقب اور خطاب تجویز نہیں کیا، جو توحید خالص کی اسپرٹ کو ذرہ برابر غبار آلود بناتا ہو۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی ﷺ کے لیے فریاد رس (غوث) دستگیر، مشکل کشا، غریب نواز، داتا اس قسم کا کوئی لقب اور خطاب نہیں تراشا، مگر "شعر و تصوف" کی فضا میں ان القاب و خطابات کی گونج سنائی دیتی ہے۔

یہاں تک کہ "قیوم" جو اللہ تعالیٰ کا ایسا نام ہے جس کا مجاز و استعارہ میں بھی غیر اللہ پر اطلاق نہیں ہو سکتا، یہ نام بھی منصب و مقام کی صورت میں ایک "خانوادہ تصوف" میں ملتا ہے۔ وہاں کوئی "قیوم اول" ہے تو کوئی "قیوم ثانی" ہے (معاذ اللہ)۔

جن کی ضرورت نہ تھی:۔

"حقیقت محمدیہ ﷺ" کیا تھی؟ صحابہ رضی اللہ عنہم کے غور و فکر کا سرے سے یہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

موضوع ہی نہیں رہااور نہ رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کچھ فرمایا۔ نبی ﷺ اللہ کے بندے تھے، آخری نبی تھے، رحمۃ للعالمین تھے، خیر البشر تھے، راہ ہدایت کے سراج منیر تھے، امت کے حق میں رؤف ورحیم تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی اللہ تعالیٰ کی آیت کبریٰ تھی، قیامت کے دن آپ ﷺ گناہگاروں کی شفاعت فرمائیں گے۔ آپ ﷺ کی ان تمام صفات پر ہم ایمان لاتے ہیں، مگر اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی "حقیقت" معلوم کرنے کی ذمہ داری امت پر نہیں ڈالی، لیکن "ارباب تصوف" نے "حقیقت محمدی ﷺ" کو غور و فکر کا موضوع بنا کر انتہائی ژولیدہ، دقیق، نازک اور خطرناک مباحث کا دروازہ کھول دیا اور یہ خطرناکی اس حد تک پہنچ گئی کہ قرآن کریم کے مشہور مفسر علامہ آلوسی، جو "تصوف" کا "خاص ذوق" رکھتے ہیں، اپنی تفسیر میں یہ تک لکھ گئے کہ "سیدہ مریم علیہا السلام کے رحم میں "حقیقت محمدی ﷺ" پھونکی گئی تھی جس کے سبب آپ حاملہ ہو گئیں، اس لیے سیدنا عیسیٰ روح اللہ کی "ابنیت" کا تعلق اللہ تعالیٰ سے نہیں، حقیقت محمدی ﷺ سے ہے۔ (توبہ) !

بعض "صوفیاء" کے حالات و ملفوظات میں ان کی عبادات کا اس مبالغہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ایک رات میں دو دو ہزار نوافل کا پڑھنا ان سے منسوب ہے۔ یہ بات عقل، تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے بعید از قیاس اور خلاف واقعہ ہے۔ اگر کوئی دو منٹ میں دو رکعتیں بھی پوری کر لے، اور مسلسل بارہ گھنٹے نوافل پڑھتا رہے، تو سات سو یا ساڑھے سات سو رکعتوں سے زیادہ نہیں پڑھ سکتا۔ اسی طرح "ترک لذات" کے سلسلے میں ایسی روایات بھی نظر سے گزریں کہ ایک "بزرگ" نے کھانا کھایا اور ان کی زبان نے جو کھانے کی لذت اور ذائقہ محسوس کیا تو انہوں نے دانتوں سے اپنی زبان کو چبا کر لہولہان کر ڈالا۔

سب سے زیادہ خطرناک "علم تصوف" کی "اصطلاحات ہیں، خاص طور سے "وحدت الوجود" کا نظریہ انتہائی دقیق، غامض اور پیچیدہ ہے۔ اسلام جس کلمہ کی تعلیم دیتا ہے وہ لا الٰہ الا اللہ ہے یعنی یہ کہ "اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی اور الٰہ (یعنی رب، معبود، خالق نہیں ہے)"۔ اس کلمہ کے یہ معانی نہیں ہیں کہ کائنات میں اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا اور کوئی شئے سرے سے پائی ہی نہیں جاتی۔ "وحدت الوجود" ہی کائنات کی حقیقت ہے، تو سوچنے کی بات یہ ہے کہ اس کے بیان و اظہار اور تفصیلات میں جا کر فکر و عقیدہ میں کتنے پیچ پڑ جاتے ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

قرآن کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو بنایا، انسان کو پیدا کیا، تو اللہ تعالیٰ کا تعلق کائنات سے خلق ربوبیت کا ہے۔ یہ بات ایسی ہے جس میں کوئی پیچیدگی اور رمزیت و ابہام نہیں! کائنات عین ذات ہے یا غیر ذات ہے، اس قسم کے مباحث "مسئلہ تقدیر" کا مزاج رکھتے ہیں، جن میں بحث اور غور وفکر کرنے سے الجھنیں اور بڑھتی ہیں۔ جو کوئی محکمات کو چھوڑ کر "متشابہات" کے پیچھے پڑے گا، وہ ٹھوکر کھانے سے ہرگز بچ نہیں سکتا۔

یہی "وحدت الوجود" کا نظریہ ہے، جس نے "نعت" میں جا کر مبالغہ کی یہ صورت اختیار کی:

تو سلطان صاحب سریر آمدی　　علی کل شی قدیر آمدی

اور "منقبت" میں مشرکانہ تصورات کا یہ روپ دھار لیا:

اپنا اللہ میاں نے ہند میں نام　　رکھ لیا خواجہ غریب نواز

اور پھر "صوفی" شعراء کی شاعری کا عام رنگ یہ ہو گیا:

کافر عشقم مسلمانی مرا درکار نیست !
ہر رگ من تار گشتہ حاجت زنا رنیست

اور

پروانہ چراغ حرم ودیر نہ داند
ایں محفل وحدت است بہ تکرار آمدہ

یہاں تک کہ　　الفقر اذا تم ھو اللہ این ست

ایسی ہفوات اور لغویات و خرافات سے ہم اللہ تعالیٰ سے بار ہا بار توبہ و مغفرت طلب کرتے ہیں، اور یہ ہفوات بکنے والوں پر اللہ کی بار ہا لعنتیں ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان مرد وزن کو ایسے شر سے محفوظ و مامون فرمائے، آمین !

- علامہ شبلی نعمانی نے تصوف کی کتابوں کے مطالعہ کے بعد ہی یہ بات لکھی ہے:۔

"حضرات صوفیاء" کے نزدیک عالم اکبر، خود انسان ہے اور فرشتہ و شیطان خود اس کی قوت خیر وشر کا نام ہے"۔

در تو یک یک آرزو ابلیس تست　　(شعر العجم، حصہ پنجم، ص ۱۸۳)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"فرشتہ و شیطان" کو انسان کی قوت خیر و شر کہنا، قرآن کو چیلنج کرنا ہے!

منصور حلاج کے "انا الحق" کو بھی "وحدت الوجود اور عینیت و غیریت" کے مباحث نے "تصوف" کی علامت بنادیا۔ یہ نعرہ توحید خالص کی اسپرٹ سے کس قدر مغایر ہے! اس میں کتنے الجھاوے ہیں، اگر اس میں کوئی بہت ہی دقیق رمزیت ہے، تو فتنہ کے خوف سے اس پر سکوت کرنا چاہیے! اس کی اشاعت و تحسین یا تنقید آمیز تحسین کی ہرگز ضرورت نہ تھی، اس طرح :

تھا انا الحق، حق مگر اک لفظ گستاخانہ تھا

"انا الحق" ایک ایسے شخص کا قول ہے جو نہ قرآن، حدیث اور فقہ کا کوئی قابل ذکر عالم ہے اور نہ علم و اخلاق کی روایات اس سے وابستہ ہیں۔ تاریخ کے آئینہ میں منصور کی شخصیت بہت ہی دھندلی دکھائی دیتی ہے، مجہول اور متضاد بھی! مگر اس کو کیا کیجیے کہ بہت کم "ارباب تصوف" ایسے ہوں گے جن کو منصور اور "انا الحق" سے دلچسپی نہ رہی ہو۔ آخر یہ مزاج اور ذوق کیا ہے کہ ان نعروں، اصطلاحوں، اور نکتوں سے خاص ربط و شغف ہے جو متشابہات اور شطحیات کا مزاج رکھتے ہیں اور جن میں خطرات کے خاصے امکانات اور بڑی گنجائشیں پائی جاتی ہیں۔

یہی وہ "جذبہ منصوری" اور "ذوق انا الحق" ہے جس نے انتہائی "متشرع" اور "مدعی اتباع کتاب و سنت" علماء سے ایسے اشعار کی شرحیں لکھوائی ہیں، جن میں شراب نوشی اور رندی و ہوسناکی کی تبلیغ و تحسین کی گئی ہے اور اس قسم کے رندانہ بلکہ فاسقانہ اشعار سے "تصوف" کے استعارے اور رموز و نکات وابستہ کیے گئے ہیں! یہ عجیب کارگاہ ہے، جس میں شیخ و برہمن، پاکباز اور شراب خور، زنار اور تسبیح، دیر و حرم اور ایمان و کفران سب کی کھپت ہو جاتی ہے، اور ہر بات یہاں تک کہ "معشوق چاردہ سالہ" کے لیے بھی کوئی نہ کوئی استعارہ اور تاویل موجود ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین عظام اور ائمہ حدیث و فقہ رحمہم اللہ تعالیٰ کے یہاں روحانیت کے دعوے نہیں ملتے، مگر "تصوف" کی دنیا میں حضرت خضر سے ملاقاتیں ہیں۔ وفات پائے ہوئے "بزرگوں" کی روحوں سے ہم کلامی اور ان کی "شبیہوں" سے مصافحے ہیں۔ کسی "بزرگ" کو ساری کائنات ان کی ہتھیلی کی مانند نظر آتی ہے۔ کوئی "شیخ وقت" کہتے ہیں کہ "مقام فاروقیت و صدیقیت" سے بھی آگے کی سیر کر آیا ہوں۔ ان تذکروں میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں کہ ایک "صاحب حال بزرگ" نے کسی خوبصورت نوجوان چھوکرے کا منہ چوم لیا۔ اس پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

لوگوں نے لے دے کی، تو انہوں نے دہکتے ہوئے گرم لوہے پر اپنے ہونٹ رکھ دیے، اہل ظاہر کی غلط فہمی دور کرنے کے لیے کہ فقیر کسی امرد کے لبوں اور گرم لوہے میں کوئی فرق اور امتیاز محسوس نہیں کرتا۔

صحابہ رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے فیض یافتہ تھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے تابعین نے دینی تعلیم حاصل کی ہے اور ان سے تبع تابعین نے، اسی طرح ائمہ فقہ وحدیث کے شاگردوں کا سلسلہ ملتا ہے مگر دینی تعلیم و تربیت کی اس دنیا میں "شجرے مرتب کرنے" اور پھر انہیں "پڑھنے" کا کوئی رواج نہیں ہے بلکہ اس کی کوئی ضعیف مثال بھی نہیں ملتی! مگر "تصوف" میں "شجروں" کی رسم عام طور پر پائی جاتی ہے۔ مریدوں کو "پیر" "شجرے پڑھنے" کی باقاعدہ "اجازت" دیتا ہے، زبانی بھی اور بعض اوقات تحریری بھی! آخر اس رسم کی دینی اصل کیا ہے؟ "شجروں" کے ساتھ ساتھ اس رسم کی بھی سند کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے درکار ہے کہ جب کوئی شخص کسی "پیر" کے ہاتھ پر "بیعت" کرتا ہے تو مٹھائی، روپیہ اور عمامہ وغیرہ بطور "نذر" گزارتا ہے۔ ان رسموں نے آگے چل کر نہ جانے کتنی بدعات کے لیے زمین ہموار کی ہے! جو بات سب سے زیادہ کھٹکتی ہے، وہ یہ ہے کہ وہ ثقہ علماء کرام جو کتاب و سنت کے نہ صرف تقاضوں کو نظری طور پر پہچانتے ہیں بلکہ عملی طور پر ان تقاضوں کو پورا بھی کرتے ہیں، یہ حضرات بھی جب "تصوف کی زبان" بولتے ہیں، تو ان کا لہجہ اور انداز بدلا ہوا ہوتا ہے، اور وہ بدعات پر نکیر کرنے کی بجائے ان کی طرح طرح سے تاویلیں فرماتے ہیں!" جذب و مستی اور عرفان و عقیدت" کے اس شیش محل کے عجیب احوال ہیں!

فن حدیث میں راویوں اور روایتوں پر نقد و جرح کی گئی ہے۔ محدثین سے روایات کے جانچنے اور پرکھنے میں تسامح ہو گیا ہے تو اس تسامح کو ناقدین نے چھپایا نہیں ہے بلکہ ظاہر کر دیا ہے۔ یوں راویوں کے عیوب اور کمزوریوں کو نمایاں کیا گیا ہے۔ فن فقہ میں استادوں کے اجتہادات کی، ان کے شاگردوں نے مخالفت کی ہے۔ اس کا نتیجہ نکلا کہ حدیث وفقہ کے علوم نکھرتے اور مجلے ہوتے چلے گئے اور اگلوں کی غلطیاں پچھلوں کے لیے سند نہ بن سکیں۔

مگر "فن تصوف" میں عام طور پر عقیدت کا غلبہ رہا۔ "پیر" کا کوئی ایسا قول و فعل جس میں دینی نقطہ نگاہ سے اضطراب اور جھول پایا جاتا ہو، "مریدوں" نے "حسن عقیدت" کے سبب

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اسے "معرفت" کے کسی نکتہ، "تصوف" کے کسی رمز اور "علم لدنی" کے کسی لطیف اشارے پر محمول کیا۔ کسی "عقیدت مند" نے بہت زیادہ آزادی فکر کا ثبوت دیا، تو یہ کہہ کر سکوت اختیار کر لیا کہ ہم اس کی نہ تصدیق کرتے ہیں اور نہ تکذیب! علم فقہ کا یہ کلیہ کہ "مجتہد" سے خطا بھی سرزد ہو سکتی ہے اور "بزم تصوف" میں اس رجحان و عقیدت کی نمود کہ کوئی "شیخ" کسی خلاف شریعت بات میں مبتلا ہو تو بھی اس سے حسن ظن ہی رکھنا چاہیے، بدعقیدہ نہ ہونا چاہیے! اس ذوق و مزاج، تعلیم و تربیت اور حسن عقیدت کا یہ نتیجہ نکلا کہ تسامحات اور غلطیوں کی تہ پرتہ جمتی چلی گئی! یہاں تک کہ منصور حلاج اور سرمد جیسے غیر ذمہ دار اور مجہول الحال لوگ اس فن کے مشاہیر اور اکابر قرار پائے۔

رسول اللہ ﷺ کی تعلیم سب کے لیے عام تھی۔ یہ تو ضرور ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اپنے اپنے ظرف و استعداد کے مطابق آپ ﷺ سے کسب فیض کیا، مگر یہ بات سو فیصد غلط ہے کہ نبی ﷺ نے کسی ایک یا بعض صحابہ کو تو باطن کی تعلیم دی تھی اور باقی صحابہ کو علم ظاہر سکھایا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں صرف سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ ایک ایسے صحابی ہیں، جن کا لقب "صاحب السر" ہے، مگر اس لقب کا "اسرار باطن" سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ بعض منافقین کے حالات نبی ﷺ نے ان صحابی کو بتا دیے تھے، اس لیے وہ "صاحب السر" کہلائے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ، سیدنا حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے منافقین کے بارے میں دریافت کیا کرتے تھے۔

یہ بات کسی ثبوت اور مزید تحقیق کی محتاج نہیں ہے کہ سبائیوں نے جو مجوسی فکر و مزاج رکھتے تھے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں بڑا غلو کیا اور ان سے الوہی صفات منسوب کیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس قسم کے غالی بلکہ گمراہ معتقدین کو سزائیں دی ہیں۔ خوارج کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی عداوت نے اور اہل رفض کو آپ رضی اللہ عنہ کی محبت نے ہلاک کیا، یہ دونوں انتہائیں ضلالت ہیں۔ بعض ایسے سبائیوں کے حالات تاریخ میں ملتے ہیں کہ وہ چادر اوڑھ کر "مراقبے" میں بیٹھ جاتے ہیں اور اس طرح کے نعرے لگاتے ہیں کہ یہ بجلی نہیں چمک رہی بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ تجلی فرما رہے ہیں، اور یہ بادل نہیں ہیں بلکہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی سواری جا رہی ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسا کہا اور نہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کا اعلان کیا کہ میں "روحانیت اور ولایت" کا امام ہوں، اگر "روحانیت اور ولایت" اور ان کی امامت کوئی دینی حیثیت رکھتی ہیں، تو تمام اجل صحابہ رضی اللہ عنہم روحانیت و ولایت کے امام تھے۔ تمام صحابہ رضی اللہ عنہم میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو "ولایت و روحانیت" کا امام اور "اسرار باطن" اور "علم لدنی" کا "عالم و عارف" سمجھنا، اس اختصاص اور امتیاز کے بارے میں یہ کہا جائے کہ عجمیوں اور سبائیوں نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی شان میں جو غلو کیا تھا، اس کی جھلک یہاں بھی دکھائی دیتی ہے تو یہ کوئی غلط بات اور تہمت نہ ہو گی۔

یہ امتیاز جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے "ارباب تصوف" ہی کا پیدا کیا ہوا ہے۔ پھر "ولایت" کے بارے میں ایک یہ شوشہ بھی چھوڑا گیا کہ وہ نبوت سے افضل ہوتی ہے، اور "اولیاء اللہ" گناہوں سے "محفوظ" ہوتے ہیں، (معاذ اللہ) حالانکہ انبیاء کرام علیہم السلام کی عصمت کی طرح "اولیاء اللہ" کی گناہوں سے حفاظت کوئی دینی عقیدہ نہیں ہے۔

"ملفوظات خضری" اور "شجرہ عالیہ" جن پر دسمبر ۱۹۶۱ء کے "فاران" میں تبصرہ کیا گیا تھا، ان میں بعض وہ تسامحات، غلو اور فرط عقیدت نظر آئی، جس کا ذکر اس مضمون کی تمہید میں کیا گیا ہے۔ "فاران" کی اس تنقید کے جواب میں جو خط آیا ہے اس کے بارے میں اب ہمیں کچھ عرض کرنا ہے۔

خط کے جواب میں:۔

معجزات اور کرامات کے ہم منکر نہیں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ ارشاد فرمایا تھا، اسے اگر پورے مجمع نے یعنی ایک لاکھ سے زائد صحابہ رضی اللہ عنہم نے سن لیا ہو اور ہر فرد تک اللہ نے آپ ﷺ کی آواز پہنچادی ہو تو یہ درست ہے، ہم اس میں شک نہیں کرتے۔ مگر اس معجزانہ قدرت کے ساتھ انسانی زندگی کا ایک رخ یہ بھی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں جہر کے ساتھ نماز میں قرأت فرماتے تھے تو مدینہ کے ہر فرد تک آپ ﷺ کی آواز نہیں پہنچ سکتی تھی۔ محدثین کرام بھی اولیاء اللہ تھے۔ ان کے حالات میں ملتا ہے کہ سامعین کے کثیر مجمع میں جب وہ احادیث بیان کرتے تھے تو ان کی آواز دور تک نہ پہنچ سکتی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

تھی۔ اس لیے دوسرے بلند آواز لوگ ان کے الفاظ کو زور سے دوہراتے تھے تاکہ پچھلی صفوں کے لوگوں تک احادیث کے الفاظ پہنچ جائیں!

جناب مونس زبیری اپنے خط میں لکھتے ہیں:۔

"معاف کیجیے گا، میرے اس جملہ سے "حضرت پیر صاحب حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے ہی بیعت فرماتے ہیں، آپ کو غلط فہمی ہو گئی۔ میرا مدعا یہ نہیں ہے کہ ہر شخص کو بیعت کرتے وقت اجازت لی جاتی ہے، بلکہ مدعا یہ ہے کہ پیر صاحب نے بیعت کا سلسلہ حضور غوث پاک کی اجازت سے شروع کیا ہے"۔

جس تحریر پر ہم نے تنقید کی تھی وہ یہ ہے کہ:

"بعد ازاں حضرت خواجہ خضر علیہ السلام اور حضور غوث الصمدانی قطب ربانی غوث الاعظم سیدنا حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز نے آپ کو بیعت اور خلافت سے سرفراز فرمایا ہے اور حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے آپ بیعت فرماتے ہیں۔"

قارئین "فاران" اس کا فیصلہ فرما سکتے ہیں کہ مونس زبیری صاحب کی تحریر کو کیا ہم نے غلط سمجھا ہے؟ اور یہ غلط فہمی ہم سے ہوئی ہے یا جناب مصنف اپنے مفہوم اور مافی الضمیر کا اظہار ٹھیک طرح نہیں کر سکتے؟ ہم ضمیروں اور دلوں کا حال نہیں جانتے، اس لیے جس کی جو تحریر سامنے آتی ہے اس سے وہی مفہوم اخذ کرتے ہیں، جو ان لفظوں سے نکلتا اور ظاہر ہوتا ہے۔

اب رہا خواجہ خضر اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے استفادہ اور اجازت کا مسئلہ، سو اس بات میں بڑا خلجان نظر آتا ہے۔ اس بارے میں جو بات ہم پہلے لکھ چکے ہیں اس کو یہاں دوہراتے ہیں۔ اگر قبر و برزخ سے اس قسم کی اجازت و رہنمائی مل سکتی تھی تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ یہ معاملات ضرور پیش آتے، مثلاً سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا باغ فدک کے بارے میں نبی ﷺ سے اس مسئلہ کی حقیقت دریافت کر لیتیں اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے قاتلوں کا نام پوچھ لیتے، اور اس طرح امت کو جمل و صفین کی جنگوں کے زخم نہ اٹھانے پڑتے۔

قبر سے لے کر یوم حشر و نشر تک کا عالم "برزخ" کہلاتا ہے۔ یہ عالم دراصل عالم آب و گل اور عالم آخرت کے درمیان ایک پردہ ہے۔ اس عالم میں کیا ہوتا ہے؟ اس کے جاننے کے لیے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہمیں مکلف نہیں بنایا گیا، اور اس کے بارے میں جو تھوڑا بہت علم صحیح احادیث کے ذریعہ سے ہمیں ملتا ہے اس پر اجمالاً یقین رکھنا چاہیے۔ اس سے زیادہ علم کی تلاش و جستجو، اس کی کرید اور اس میں عقل لڑانا، خواہ مخواہ الجھنوں کو دعوت دینا ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی کوئی ایسی حدیث ہماری نظر سے نہیں گزری، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا ہو کہ میں وفات پا جانے کے بعد عالم برزخ سے امت کی تربیت اور رہنمائی کیا کروں گا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے حالات میں بھی یہ نہیں ملتا کہ کسی سخت سے سخت مشکل اور نازک موقع پر انہوں نے عالم برزخ سے نبی ﷺ سے رہنمائی کی تمنا کی ہو۔ ہاں اللہ تعالیٰ یہ کر سکتا ہے اور ایسے واقعات مشاہدے میں بھی آئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ وفات پائے ہوئے کسی شخص کے ذریعہ سے خواب میں کوئی خوشخبری، انتباہ یا نصیحت و موعظت کی بات کہلوا دے! یہ اللہ کی مشیئت پر منحصر ہے۔ وہ چاہے تو ایسا ہو سکتا ہے اور یہ سب کچھ اسی کے علم اور قدرت میں ہوتا ہے۔ ایسے واقعات سے یہ نتیجہ نکالنا درست نہیں ہے کہ وفات پائے ہوئے جس شخص سے خواب میں ہم کلامی یا بشارت اور عبرت حاصل ہوئی تھی، اس شخص کی روح عالم کے تمام احوال کی خبر رکھتی ہے اور عالم برزخ سے لوگوں کو تربیت دینے اور مخلوق کو "فیض" پہنچانے کی قدرت اسے حاصل ہے۔ اس قسم کے واقعات سے زیادہ شغف و انہماک رکھنے سے عقیدے کی یہ خرابی پیدا ہو جاتی ہے کہ وفات پائے ہوئے "بزرگوں" کی "روحوں" سے استغاثہ کیا جاتا ہے، اور ان کی "دہائی" دی جاتی ہے۔

اس ضمن میں ایک بات ہمیں (بلا تشبیہ) یہ کہنی ہے کہ غیر مسلم بھی اس کا دعویٰ کرتے ہیں کہ سپنے (خواب) میں فلاں دیوی جی نے درشن (جلوہ) دکھایا، اور یہ یہ خوشخبریاں دیں اور فلاں مردے کی "روح" نے خواب میں آکر باتیں اور نصیحتیں کیں، نیز یہ تک بتایا کہ مکان کے فلاں کونے میں زیور اور روپیہ گڑا ہوا ہے۔ تو کیا دیویوں، دیوتاؤں اور کافر روحوں کو بھی عالم برزخ سے "فیض" پہنچانے اور لوگوں کو تربیت کرنے کا منصب ملا ہوا ہے!

سیدھی، صاف اور سچی بات یہ ہے کہ وفات پائے ہوئے بزرگوں کی نیک روحوں سے ہمارا تعلق "فیض و تربیت" کا نہیں ہے بلکہ ان کی کتاب و سنت کے مطابق بسر کی ہوئی زندگیوں میں ہمارے لیئے اچھا نمونہ ہے۔ ہمیں ان کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ آخرت میں ان کے درجات بلند فرمائے اور ہمارا حشر ان نفوس صالحہ کے ساتھ ہو! ہمیں ایک موحد خالص

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور مومن مخلص و قانت کی طرح اللہ تعالیٰ ہی کی ذات سے امید اور طمع خالص رکھنی چاہیے، کہ وہی ہمارا مربی، فریادرس اور مالک و مولا ہے!

رسول اللہ ﷺ اپنا "اسوہ حسنہ" ہمارے درمیان چھوڑ گئے ہیں۔ فیض، استفادہ اور تربیت و تزکیہ کے لیے آپ ﷺ کا یہی اسوہ حسنہ ہمارے لیے سب کچھ ہے اور کتاب و سنت ہی کا اتباع دین کا مقصود اور حاصل ہے۔

خواجہ خضر اگر انسان تھے، تو وہ وفات پا چکے ہوں گے کیونکہ اتنی طویل عمریں انسانوں کی نہیں ہوا کرتیں، اور وفات پائے ہوئے بزرگوں سے فیض اور استفادہ کتاب و سنت کی رو سے ثابت نہیں ہے۔ اگر وہ انسان ہیں اور زندہ ہیں تو جس طرح انبیاء کرام علیہم السلام سب کو نظر آتے تھے اور عام انسانوں کے ساتھ رہتے سہتے تھے، یہی صورت خواجہ خضر کے ساتھ بھی پیش آنی چاہیے۔ اسی قسم کے "ملفوظات" نے ان کی زندگی کو ایک عجیب معمہ بنا دیا ہے۔

صاحب مکتوب لکھتے ہیں:۔

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور امام حسین علیہ السلام سے فیض پہنچنے کے واقعات اکثر تذکروں میں ملتے ہیں"۔

"تذکروں" کے یہ "واقعات" دینی اعتبار سے سند نہیں مانے جا سکتے! دینی عقائد و نظریات کا دارومدار کتاب و سنت پر ہے، واقعات و کیفیات پر نہیں ہے! سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت، تقدیر کے سامنے انسان کی مجبوری، بیکسی، عجز و بے دست و پائی کی روشن دلیل ہے۔ اس واضح دلیل کے ہوتے ہوئے سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے اعانت و دستگیری کی تمنا رکھنا کھلی ہوئی بے دانشی ہے! خود سیدنا حسین رضی اللہ عنہ نے کربلا کے میدان میں اپنے رب اور معبود کے سوا، اور کسی کو نہیں پکارا۔ انہوں نے اپنا دکھ درد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بیان کیا اور شہادت حق کی روشن مثال قائم کر دی۔

سطور بالا میں اس کا اظہار کیا جا چکا ہے کہ سبائیت نے سب سے پہلے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں غلو کیا۔ اس غلو کی جھلک جناب زبیری صاحب کے اس اقتباس میں دکھائی دیتی ہے کہ "آخر سیدنا علی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ ہی سے "فیض" پہنچنے کے واقعات "تذکروں" میں کیوں ملتے ہیں!" کیا سیدنا ابو بکر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا حمزہ، سیدنا عثمان غنی، سیدنا بلال، سیدنا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن مسعود، سیدنا معاذ بن جبل، اور سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم جیسے اجل صحابہ کو برزخ میں بے اختیار بنادیا گیا ہے !

مونس زبیری صاحب کا یہ لکھنا کہ "غور طلب بات یہ ہے کہ اولیاءاللہ کے مزارات پر جو لوگ جاکر دُعا مانگتے ہیں، ان کی اکثر دعائیں قبول کیوں ہو جاتی ہیں"۔

اس کے جواب میں عرض ہے کہ "زیارت قبور" کے بارے میں حدیث رسول ﷺ یہ بتاتی ہے کہ پہلے قبروں کی زیارت سے روک دیا گیا تھا، پھر اجازت دی گئی اور اس کی غایت یہ بتائی گئی کہ:

فانها تزهد فی الدنیا و تذکرة الاخرة

"اس سے (یعنی قبروں کی زیارت سے) دنیا کی رغبت کم ہوتی ہے اور آخرت کی یاد آتی ہے"۔

قبروں پر کوئی جائے تو یہ مسنون دعا کرے :

السلام علیکم اهل دیار قوم مومنین و انا ان شاء الله بکم للاحقون ویرحم الله المستقدمین منا و المستاخرین) اسال الله لنا ولکم العافیة

اس کے علاوہ قبروں پر جاکر دعائیں مانگنے کا چونکہ کتاب و سنت میں حکم نہیں ملتا اس لیے دعائیں مانگنے کی مروجہ رسوم عقیدے کی اس خرابی کی حد تک پہنچ گئیں کہ اللہ تعالیٰ کی بجائے خود صاحب قبر سے فریاد والتجا کی جانے لگی۔

یہ تصور و عقیدہ کہ "غوث، قطب، ابدال اور اوتاد" "باطنی نظام" کو چلاتے ہیں، اس کے لیے مکتوب نگار کو کتاب و سنت سے کوئی دلیل پیش کرنی چاہیے تھی۔ دین کے معاملات میں جب کوئی کتاب و سنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم سے دلیل لائے بغیر کسی دوسرے کا قول سند میں پیش کرتا ہے تو وہ اپنے مؤقف کے کمزور اور بے اساس ہونے کا خود اعتراف کر لیتا ہے۔

یہ تصورات "باطنیت" سے ماخوذ و مستعار ہیں کہ "باطنی امام وقت" دنیا کے کارخانے کو چلایا کرتا ہے۔

یہ قول کہ "مملکت کے بادشاہ یا سربراہ پر سات ولیوں کا سایہ ہوتا ہے" کسی ابن الوقت شخص اور کسی بادشاہ کے خوشامدی کا گھڑا ہوا قول ہے، جس کی کوئی اصل نہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جس طرح "امام ضامن" باندھنے کی رسم مشرکانہ رسم ہے اسی طرح یہ عقیدہ کہ بادشاہ اور فرمانروا "اولیاء اللہ" کی حمایت اور حفاظت میں ہوتے ہیں، توحید کے نقطہ نگاہ سے سخت گمراہ کن عقیدہ ہے۔

"بعض آدمی بظاہر نااہل معلوم ہوتے ہیں مگر در حقیقت وہ اہل ہوتے ہیں، جب ہی تو اللہ تعالیٰ انہیں کسی خاص منصب پر فائز کرتا ہے"۔

مکتوب نگار نے جو یہ بات "کلیہ" کے طور پر بیان کی ہے کہ "جو شخص بھی کسی منصب پر فائز ہوتا ہے وہ اس منصب کی اہلیت ضرور رکھتا ہے، چاہے اس کی اہلیت ظاہری طور پر نظر نہ آئے"، بداہۃً غلط ہے! کیا تاریخ ایسے بادشاہوں، فرماں رواؤں، وزیروں اور سپہ سالاروں اور صاحبان جاہ و منصب کی نشاندہی نہیں کرتی کہ جو ان مناصب کے اہل نہیں تھے مگر طاقت کے زور سے ان مناصب پر قابض و متمکن رہے۔ منصب و عہدہ اور اہلیت لازم ملزوم نہیں ہیں کہ جو صاحب منصب ہوگا، وہ لازمی طور پر اس کا اہل بھی ہوگا۔ خود پاکستان کی گزشتہ تاریخ اس کی شہادت دیتی ہے کہ کتنے اعلیٰ مناصب تھے جو غلط اور نااہل لوگوں کے قبضہ و تصرف میں آگئے تھے۔ دنیا میں علامہ اقبال کے بقول ایسا بھی ہوتا ہے کہ عقابوں کے نشیمن زاغ و زغن کے قبضہ میں آگئے ہیں۔

مغربی پاکستان کے چیف سکریٹری صاحب کے بھائی صاحب کی جو مثال پیش کی گئی ہے کہ "وہ گلاسوں کے ذریعہ سے روحوں کو بلایا کرتے تھے، اور ایک دفعہ حضرت عمر بن عبدالعزیز کی روح آگئی اور وہ روح دنیوی کاموں میں مستقل طور پر انہیں مشورے دیتی رہی" اس قسم کے واقعات دینی نقطہ نگاہ سے ناقابل اعتناء بلکہ ناپسندیدہ ہیں! اسی قسم کے عجیب و غریب تجربے اور مشاہدے ہیں، جنہوں نے "ارباب تصوف" کے بعض "ملفوظات" کو "روحانیت" کی "بدر چاچ" اور "طلسم ہوش ربا" بنادیا ہے۔

پھر صاحب مکتوب کا یہ لکھنا کہ "ہاں یہ بات ضرور قابل غور ہے کہ ان (یعنی منصور حلاج) کے خون کے قطروں سے "اناالحق" کی صدا کیوں بلند ہو رہی تھی، اور ان کا چغہ دکھانے سے دریا کا تموج کیوں ختم ہوگیا"۔

صاحب مکتوب چونکہ "تصوف" کا ذوق رکھتے ہیں، اس لیے اس قسم کی مبالغہ آمیز اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یار لوگوں کی اڑائی ہوئی باتوں کو نقد و احتساب کے بغیر قبول کر لیتے ہیں۔ اگر اظہار حق کے لیے کسی کشتہ ظلم و ستم کے خون سے صدا بلند ہونی ہوتی، تو سیدنا حسین، سیدنا حمزہ، سیدنا خبیب رضی اللہ عنہم وغیرہ کے خون سے بلند ہونی چاہیے تھی !

یہ شاعروں کی کارستانی ہے کہ "انا الحق" کی تحسین کر کے اسے بہت کچھ "چمکا" دیا ہے ،ورنہ حقیقت یہ ہے کہ غیرت توحید اس نعرے کو کسی عنوان سے بھی برداشت نہیں کر سکتی! "تصوف" کا یہ "ہیرو"، دین و شریعت کی دنیا کا مجرم ہے، اور مجرموں سے اس قسم کی "کرامات "منسوب کرنا کہ ان کے چھٹوں اور کپڑوں کے دکھانے سے طوفان رک جایا کرتے تھے یا ان کا خون بولتا اور نعرے لگاتا تھا، اس طرح خلاف شریعت افعال پر لوگوں کو دلیر بناتا ہے۔

لغوی یا معنوی کسی نہج اور عنوان سے بھی "حاضر و ناظر" غیر اللہ کی صفت نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی حاضر و ناظر نہیں ہے۔ کوئی شخصیت چاہے وہ کتنی ہی محترم کیوں نہ ہو، ہر جگہ نہ تو موجود ہے، نہ اس کی معیت ثابت ہے، اور نہ تمام کائنات پر اس کا نظر رکھنا اور دیکھنا درست ہے۔ پیر دیول شریف صاحب کے بارے میں جو یہ کہا گیا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے پر دلائل پیش کیے تھے، اس بات پر "فاران" میں تنقید کی گئی تھی۔

"شجرہ عالیہ قادریہ" کے پڑھنے کو "تلاوت" اور اس کی قیمت کے لیے جو "ہدیہ" کا لفظ استعمال کیا گیا تھا اس پر جناب مونس زبیری نے لغات کے حوالوں سے جو باتیں کہی ہیں وہ درست ہیں مگر انہوں نے کتاب عربی زبان میں نہیں، اردو میں لکھی ہے اور اردو میں "تلاوت" صرف قرآن شریف کے لیے بولا اور لکھا جاتا ہے۔ پاکستان اور ہندوستان میں قرآن کریم کے مصاحف پر قیمت کی بجائے ہدیہ لکھا ہوتا ہے اور اسی طرح بولتے بھی ہیں۔ "شجروں" اور "ملفوظات" کی کتابوں سے تلاوت اور ہدیہ کی تعظیمی اصطلاحات منسوب کرنا، غلو عقیدت کی ناپسندیدہ مثال ہے۔

پیر دیول شریف صاحب کے بارے میں جو یہ کہا جاتا ہے کہ انہوں نے کسی کے آگے زانوئے تلمذ تہ نہیں کیا، وہ بطن مادر ہی سے تعلیم یافتہ پیدا ہوئے ہیں، تو اتنا وقت اور روپیہ کس کے پاس ہے کہ کوئی پیر صاحب کے گاؤں اور قرب و جوار کے علاقہ میں جا کر اس کی تحقیق کرتا پھرے۔ ہم تو اس ضمن میں صرف اتنا عرض کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ امی تھے، یعنی اللہ تعالیٰ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے پڑھائے ہوئے تھے۔ مگر آپ ﷺ لکھنا پڑھنا نہیں جانتے تھے لیکن پیر صاحب دیول شریف ایسے "امی" ہیں جو لکھنا پڑھنا بھی جانتے ہیں، اعاذنا اللہ منہ

پیر صاحب دیول شریف سے ہم ذاتی طور پر واقف نہیں ہیں، ان کے کچھ حالات بعض لوگوں کی زبانی سنے ہیں، ہمارے سامنے ان کے "ملفوظات" آئے ہیں اور یہی کتاب ان سے غائبانہ تعارف کا ذریعہ بنی ہے! "ملفوظات خضری" اور "شجرہ عالیہ قادریہ" کو پڑھ کر ہم نے یہ تاثر قبول کیا ہے کہ پیر صاحب موصوف "خانقاہی تصوف" کے "شیخ اور داعی" ہیں۔ جو "خوابوں کی دنیا، مکاشفوں اور رموزواسرار" کا "تصوف" ہے !

پیر صاحب موصوف کی زندگی کا آغاز ہی "کرامات" سے ہوتا ہے۔ وہ تعلیم یافتہ پیدا ہوئے ہیں اور کسی سے کچھ سیکھے بغیر لکھنا پڑھنا جان گیے۔ ان کو خواجہ خضر اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ نے "بیعت" کیا اور "خلافت" سے سرفراز فرمایا۔ انہوں نے "حالت وجد" میں اللہ کا نور دیکھا، تمام انبیاء علیہم السلام اور کامل اولیاء کا دیدار کیا، فرشتوں کے لشکر دیکھے، تمام زمین وزمن اور تمام خشک وتر کو دیکھا۔ پاکستان میں جو مارشل لاء آیا ہے وہ پیر صاحب کے "خاص وظیفہ" کی "برکت" سے آیا۔ یہ پیر صاحب کے دعوے اور احوال وکیفیات ہیں! ان کے "مریدین اور معتقدین" پیر صاحب موصوف کو "مقام قیومیت" پر فائز سمجھتے ہیں اور وہ آسمانوں سے "تختیاں" اترتی ہوئی دیکھتے ہیں، جن میں سے ایک تختی پر پیر صاحب کا نام ان لفظوں میں لکھا ملتا ہے:

"محمد عبدالمجید امام رب العالمین" (استغفر اللہ)

پیر صاحب قبلہ کے ان مکاشفات اور دعووں سے "مریدین اور معتقدین" کا اسی قسم کا ذہن اور مزاج بنتا ہے، جس کی ایک جھلک ابھی ابھی دکھائی جا چکی ہے۔

پیر صاحب دیول شریف کو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی ہے اور خصوصاً پیر صاحب کے بارے میں توصیفی کلمات ارشاد فرمائے ہیں۔ اور......

"پھر میں (یعنی پیر صاحب دیول شریف) ڈاکٹر زاہد حسین قریشی، ملک عطا محمد نون، ملک لقا محمد نون، سلطان صاحب، صدر مملکت جنرل محمد ایوب خاں اور میجر امیر حمزہ کو پیش کرتا ہوں کہ یہ صالحین میں سے ہیں، حضورؐ ارشاد فرماتے ہیں کہ ان لوگوں کو حوض کی سیر کراؤ"۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ھائے! چودھویں صدی ہجری میں "صالحیت و تقویٰ" کا معیار ہی بدل گیا۔ یہ کیا ہوا؟ کیوں ہوا؟

امت کو ایسے شیوخ اور درویشوں کی ضرورت ہے جو کسی دعوے کے بغیر کتاب و سنت کے تقاضوں کے مطابق، مسلمانوں کے تزکیہ نفس کی خدمت انجام دیں۔ جن کی زبانوں، بیان، ملفوظات اور سیرت و کردار میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگیوں سے مطابقت پائی جاتی ہو، جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی طرح اپنے غالی معتقدین سے بیزاری کا اظہار کریں۔ جن کی تعلیمات کتاب و سنت کا مزاج رکھتی ہوں اور ان تمام صفات کے ساتھ ساتھ ان میں اتنی جرأت بھی ہو کہ صاحبانِ جاہ واقتدار کو ان کی غلطیوں پر ٹوک سکیں، اور ان کو "صالحیت" اور "تقویٰ" کے سارٹیفکٹ عطا کرنے کی ذمہ داری اپنے سر نہ لیں۔

زمین وزمان اور خشکی وتر کی سیر کرنے کے واقعات ایک مسلمان کے لیے جاذب توجہ نہیں ہو سکتے، وہ تو یہ دیکھنے کی تمنا رکھتا ہے کہ کس کے ذریعہ سے کون سی برائی مٹی، اور کون سی نیکی قائم ہوئی۔ کس نے دین کو قائم کرنے کے لیے کیا قربانی دی۔ بدعت کا مٹانا اور سنت کا زندہ اور قائم کرنا ہی کسی مسلمان کے لئے سب سے بڑی کرامت ہے!

اس وقت ضرورت اس کی ہے کہ ان تمام "مکاشفات اور ملفوظات" کو لپیٹ کر رکھ دیا جائے جو طرح طرح کی الجھنیں پیدا کرتے ہیں، اور جہاں دعووں اور کرامتوں سے سارا کام چلتا ہے، ان کی جگہ کتاب و سنت سے زیادہ سے زیادہ اشاعت و تبلیغ کی جائے، کہ یہی اصل دین ہے۔

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)
کتاب نمبر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل خانہ گھر کی تاریکی پہ ہیں ماتم کناں
جل رہے ہیں "مقبروں" پر اعتقادوں کے چراغ

✪ ✪ ✪

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

توضیحات مزید

﴿خطبۃ الحاجۃ﴾

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ، نَحْمَدُہٗ وَنَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ، وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَسَیِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَامُضِلَّ لَہٗ، وَمَنْ یُّضْلِلْ فَلَاھَادِیَ لَہٗ، وَاَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَاَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ حَقَّ تُقَاتِہٖ وَلَاتَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ﴾ [آل عمران : ۱۰۲] ﴿یٰٓاَیُّھَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّکُمُ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَۃٍ وَّ خَلَقَ مِنْھَا زَوْجَھَا وَبَثَّ مِنْھُمَا رِجَالًا کَثِیْرًا وَّنِسَآءً، وَاتَّقُوْا اللّٰہَ الَّذِیْ تَسَآءَ لُوْنَ بِہٖ وَالْاَرْحَامَ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ عَلَیْکُمْ رَقِیْبًا﴾ [النساء : ۱] ﴿یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا اتَّقُوْا اللّٰہَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ○ یُصْلِحْ لَکُمْ اَعْمَالَکُمْ وَیَغْفِرْلَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ، وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا﴾ [الاحزاب : ۷۰، ۷۱]

أَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَصْدَقَ الْحَدِیْثِ کِتَابُ اللّٰہِ، وَاَحْسَنَ الْھَدْیِ ھَدْیُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُھَا، وَکُلَّ مُحْدَثَۃٍ بِدْعَۃٌ، وَکُلَّ بِدْعَۃٍ ضَلَالَۃٌ، وَکُلَّ ضَلَالَۃٍ فِی النَّارِ

[ماخوذ من مسلم والنسائی وابی داؤد وابن ماجہ وابن خزیمہ وغیرھا]

(ترجمہ) "یقیناً تمام تعریفوں (حمد و ثنا کے لائق) اللہ تعالیٰ ہے۔ ہم اسی کی تعریف کرتے ہیں، اسی سے مدد اور معافی طلب کرتے ہیں، اور ہم اللہ تعالیٰ سے اپنے نفوس کی شرارتوں اور اپنے اعمال کی برائیوں سے پناہ پکڑتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا' اور جسے وہ گمراہ کر دے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے' اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندے اور رسول ہیں۔

➡ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اس طرح ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے' اور (یاد رکھو کہ) تمہاری موت اسلام پر آئے۔"

➡ "اے لوگو! اپنے رب سے ڈر جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اس سے اس کا جوڑا بنا دیا' پھر ان دونوں سے بہت سارے مرد اور عورتیں پھیلا دیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے (ہی) ڈرو جس کا نام لے کر تم مانگتے ہو' اور رشتوں (کو توڑنے) سے ڈرو (اور بچو)۔ بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری نگرانی کر رہا ہے۔"

➡ "اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈر جاؤ اور سیدھی (اور سچی) بات کیا کرو' وہ تمہارے کام درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا (ان شاء اللہ)۔ اور (تم میں سے) جس نے (بھی) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت و فرمانبرداری کی' یقیناً اس نے (اللہ کے ہاں) بڑی کامیابی پالی۔"

حمد و ثناء کے بعد! بے شک سب سے زیادہ سچی بات اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) ہے اور سب سے اچھا راستہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کا راستہ ہے اور تمام کاموں میں سے بدترین کام وہ ہیں جو (اللہ کے دین میں) اپنی طرف سے گھڑے جائیں اور دین میں ہر نیا کام بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔"

اللہ رب العالمین کا ہم پر احسان عظیم ہے کہ اس نے ہمیں امت محمدیہ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں پیدا فرمایا اور ہمیں اسلام جیسی نعمت عظمیٰ سے نوازا' اللہ کے اس احسان عظیم کا ہم جتنا بھی اعتراف اور شکر کریں کم ہے' اور کروڑوں درود و سلام ہوں سیدالانبیاء' نبی آخرالزماں محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے اللہ کا دین ہم تک پہنچانے کے لئے بے شمار مصائب و مشکلات برداشت کیں اور دین کو ہم تک پہنچانے کا حق ادا کر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

دیا' صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

دین نام ہے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ لاکھوں رحمتیں ہوں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پر جنہوں نے یہ دونوں اجزاء اور ماخذ دین بلاکم وکاست ہم تک پہنچا دیئے' رضی اللہ عنہم ورضواعنہ!

پھر امت پر محدثین' ائمہ حدیث اور علمائے ربانیین کا بھی بہت بڑا احسان ہے' جنہوں نے مجموعی طور پر لاکھوں میل کا سفر کرکے اور کثیر سرمایہ خرچ کرکے احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو جمع ومدون کیا اور پھر زبردست تحقیق وتخریج کے ذریعے سے صحیح وضعیف اور موضوع وغیرہ احادیث چھانٹ کر ہمارے لئے آسانی پیدا کر دی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے کام میں برکت ڈالی اور دین کرہ ارض پر پھیلتا چلا گیا۔ اب کسی بھی تھوڑے یا زیادہ پڑھے لکھے مسلمان کے لئے صحیح احادیث کی پہچان وشناخت اور ان کے ذریعہ سے دین پر عمل کرنا بہت آسان ہو گیا ہے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا مانگتے ہیں کہ وہ قرآن وسنت کی روشنی میں دین کی خدمت کرنے والے ان تمام بزرگوں کو اجر عظیم سے نوازے' ان کی بشری لغزشیں معاف فرمائے' ان کے درجات بلند فرمائے اور ان کی حسنات قبول فرمائے' آمین!

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ پر فدا وجانثار تھے ہی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا یہ انداز اطاعت ومحبت برقرار رہا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بعد تابعین اور تبع تابعین کے ادوار میں بھی معاشرہ میں مجموعی طور پر دینی رنگ غالب رہا۔ تب لوگوں میں کافی دینی غیرت موجود تھی اور وہ کسی بھی خلاف شریعت فعل پر سخت نکیر کرتے تھے۔ دعوت دین اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر ان کی زندگی کا جزو لازم تھا۔

یہ جو امت مسلمہ میں شرکیہ اعمال اور بدعات وخرافات کا آغاز اور پھر ان کی بھرمار ہوئی ہے' یہ بہت بعد کی پیداوار ہے۔ ان غلط امور کا امت کے باطل فرقوں اور عیاش سلاطین سے کافی تعلق رہا ہے اور اب بھی ہے۔ تقلیدی مذاہب اور مقلد علماء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

سے بھی کلمہ گو اہل شرک اور بدعات اختیار کرنے والوں نے اپنے مطلب کی باتیں لی ہیں۔

جب اور جہاں بھی شرک وبدعات کی گرم بازاری ہوئی ہے' توحید پرست علماء وداعیان دین نے شرک و بدعات کی نکیر کی ہے اور اہل بدعت کا تعاقب کرکے خوب خوب احتساب کیا ہے۔ انہوں نے قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں اہل بدعت کے شرکیہ اعمال اور بدعات کو رد کرتے ہوئے صحیح راہ عمل بھی واضح کی ہے۔

برصغیر پاک وہند میں بھی شرکیہ اعمال اور بدعات وخرافات جا بہ جا پھیلی ہوئی ہیں' جن سے مجموعی طور پر عامتہ المسلمین کے عقائد سخت خراب ہو چکے ہیں اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ وہ واضح طور پر شرک میں مبتلا ہیں۔ دین سے دوری اور لاتعلقی کے باعث وہ بے شمار گمراہ عقیدوں' نظریوں اور افکار میں گھر چکے ہیں۔ یہ بات مُسلّم ہے کہ جب لوگ دین کے بنیادی عقائد وافکار سے ہٹ جائیں تو وہ ہر قسم کی گمراہیوں اور برائیوں اور باطل افکار میں بڑی آسانی کے ساتھ مبتلا ہو جاتے ہیں' تب شیطان کے لئے بڑا کھلا راستہ اور آسان مواقع موجود ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کو آسانی سے بہکا کر اپنے نرغے میں لے لیتا ہے۔

ان حالات میں جہاں اور توحید پرست علمائے دین اور بزرگوں نے شرکیہ اعمال' بدعات اور دیگر قبیح برائیوں کے خلاف تحریر وتقریر کے ذریعے سے کتاب وسنت کی روشنی میں تنقید ومحاسبہ کیا ہے' ان میں ایک مولانا ماہرالقادری رحمہ اللہ ہیں۔ ان کا تعارف کتاب کے آغاز میں "نقش اول" کے تحت گزر چکا ہے۔ یہ موقر کتاب مولانا ماہرالقادری رحمہ اللہ کے ان مضامین ومباحث سے مرتب کی گئی ہے جو ان کے جریدے "فاران" (کراچی) کے مختلف شماروں بالخصوص "توحید نمبر" میں شائع ہوئے تھے۔ تاہم ہم نے محسوس کیا کہ کچھ امور پر مزید توضیحات وتشریحات کی ضرورت ابھی باقی ہے' بناء بریں ہم ذیل میں اپنی کچھ توضیحی معروضات ونکات درج کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مولانا ماہرالقادری رحمہ اللہ کی دینی خدمات کو قبول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور ان کی بشری غلطیوں سے درگزر فرمائے' اس کتاب کو بے پناہ پذیرائی بخشے اور اسے مولف و مرتب اور ناشر کے لئے ذخیرہ آخرت بنائے' آمین!

اب قارئین کرام ذیل میں ہماری توضیحات ملاحظہ فرمائیں' جزاکم اللہ خیراً!

"تصوف و طریقت" کی حقیقت جو لوگ جاننا چاہیں' انہیں شعوری طور پر یہ بات سمجھ لینی چاہئے کہ "تصوف و طریقت" رہبانیت کا دوسرا نام ہے۔ یہی رہبانیت ہے جس نے نصاریٰ کو دین سے دور بلکہ اللہ کے باغی بنا ڈالا۔ رہبانیت کی قبیح رسموں اور رذائل ومفاسد سے مسلمانوں کو بچانے کے لئے ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا رَهْبَانِيَّةَ فِي الْإِسْلَامِ

(ترجمہ) "اسلام میں رہبانیت یعنی ترک دنیا کا کوئی تصور نہیں۔"

اس ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے متصوفین اور ان علماء کے اس فکر وذہن کی جڑ کٹ جاتی ہے' جو یہ کہتے ہیں کہ "اسلام میں اسلامی تصوف جائز ہے اور غیر اسلامی تصوف ممنوع!" لیکن اس کے لئے وہ کوئی دلیل وسند نہیں لاتے' کسی قرآنی آیت یا حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ نہیں دیتے۔ یہ تو بالکل وہی بات ہے جیسے اگر کوئی یہ کہے کہ "اسلامی شراب جائز ہے اور غیراسلامی شراب حرام ہے۔" کیونکہ یہ بات دلیل وبرھان سے بالکل عاری اور کوری ہے' اس لئے یہ ناقابل تسلیم ہے۔ جو لوگ شعور کی نگاہ رکھتے ہیں وہ بہرحال تصوف کی اس تقسیم کو ہرگز ہرگز نہیں مان سکتے۔

یہ امر حقیقت کا درجہ رکھتا ہے کہ "تصوف" دین کے متوازی ایک فکر' نظام اور نظریئے کا نام ہے' جس کی اپنی مخصوص اصطلاحات' نکات' رموز واشارات اور طریقہ کار ہے۔ "تصوف" دین میں ظاہر وباطن کی مخصوص تقسیم کا دوسرا نام ہے جبکہ اسلام نے ظاہر وباطن کی اس تقسیم کو کسی طرح بھی درجہ جواز نہیں بخشا بلکہ وہ ظاہر وباطن میں یکسوئی اور یک رنگی کا علمبردار ہے' یعنی وہ اپنے پیروکاروں کو یہ ہدایت کرتا ہے کہ تم جو کچھ اپنی زبان سے کہتے ہو تمہارے باطن یعنی دل ودماغ میں بھی وہی کچھ ہونا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

چاہیئے۔ تمہارا دل بھی اسی کی تصدیق کرے اور تمہارا عمل بھی ویسا ہی ہونا چاہیئے۔ یہ ہے قول و فعل میں یک رنگی کی اسلامی سوچ!

یہاں ایک اور بات سامنے آتی ہے کہ جب دین کی تکمیل ہو چکی ہے اور اس میں کسی نقطے کا اضافہ یا کمی نہیں ہو سکتی' تو پھر اس میں "تصوف" کی معیبت کی گنجائش آخر کہاں سے نکل سکتی ہے! ایک طرف آپ دین کی تعلیمات پر نظر ڈالئے اور دوسری طرف "تصوف" کے نظام کو پرکھئے! المیہ یہ ہے کہ آپ کو ان دونوں میں جگہ جگہ پر ٹکراؤ اور تضاد نظر آئے گا۔ اس حوالے سے صرف ایک مثال سمجھنے کے لئے کافی ہوگی:

"تصوف" میں "بیعت" کا چکر بھی چلایا گیا ہے جبکہ اسلام ہر مسلمان کو داعی کی ذمہ داری دیتے ہوئے اسے دعوت الی اللہ کی تلقین کرتا ہے اور اس باب میں "بیعت" نامی کسی مخصوص رسم کا تصور تک نہیں دیتا۔ اسلام میں بیعت کی اجازت ہے تو صرف اس حد تک کہ یا تو بیعت نبی صلی اللہ علیہ وسلم لیا کرتے تھے' یا پھر خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ہاں ایسی نظائر ملتی ہیں۔ بالترتیب سیدنا ابوبکر صدیق' سیدنا عمر فاروق' سیدنا عثمان غنی اور سیدنا علی رضی اللہ عنہم کی خلافت کے آغاز پر ان کے ہاتھوں پر مسلمانوں نے بیعت کی ہے۔ یہی بیعت جائز اور مستحسن ہے' یا پھر وہ بیعت جو امیرالمجاہدین نے کفار سے جہاد کے لئے مسلمانوں سے لی ہے۔ یہ بیعت صرف اللہ کے لئے ہوتی تھی۔ رہی "صوفیاء" کی "بیعت"' تو وہ کوئی اور ہی چیز ہے۔ یہ امر بھی قابل غور ہے کہ اسلامی تصور بیعت میں ایک خلیفتہ المسلمین یا امیرالمجاہدین ہے اور "تصوف" کے میدان میں بیک وقت ہزاروں اور لاکھوں " خلیفے " ہیں جو اپنے "مریدوں" سے "بیعت" لیتے ہیں' صرف "بیعت" ہی نہیں لیتے بلکہ نذر اور نیاز کے نام پر روپیہ' اجناس اور پھل مٹھائی وغیرہ بھی۔ وہ فعل یعنی نذر و نیاز جو صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخصوص ہے' یہ" خلیفے " اور "پیر" دھڑلے سے اسے اپنے لئے جائز رکھتے ہیں' اللہ تعالیٰ ہدایت دے' آمین! یوں یہ " خلیفے " اپنے ساتھ ساتھ "مریدوں" کے ایمان کا بیڑا غرق تو کرتے ہی ہیں' ان کی "جیب" کو بھی "ہلکا" اور "صاف" کرتے ہوئے ان کے مالوں پر ڈاکہ بھی ڈالتے ہیں۔ یہ نرالے اور ذرا "وکھری ٹائپ" کے مگر خطرناک

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ترین ڈاکو ہیں۔

اگر ہم یہ مانتے ہیں کہ دین مکمل ہے تو یقیناً وہ اپنی اصطلاحات' ارکان اور احکام وغیرہ کے ساتھ مکمل ہے۔ یہ مان لینے کے بعد "تصوف و طریقت" اور "ظاہری و باطنی نظام" کے تحت نئی نئی اصطلاحات وضع کرنے اور رموزو اشارات کی گنجائش آخر کیوں اور کیسے نکل سکتی ہے؟ اور یہ کہ دین کے حوالے سے کسی ایک حلقے یا گروہ کی نئی نئی باتوں (جو فی الواقع بدعات ہیں) کو قبول کر لیا جائے تو پھر آخر یہ سلسلہ کہاں جا کر رکے گا؟ یہی قابل غور بات ہے! پھر یہ ہو گا کہ ایک کے بعد دوسرا گروہ اور ایک "شیخ اور صوفی" کے بعد دوسرا بدعتی پیدا ہو جائے گا اور دین میں نئی نئی اختراعات اور اضافے کرتا چلا جائے گا۔ یوں دین ایک لاینحل چیز اور گورکھ دھندہ بن کر رہ جائے گا۔ نتیجتہً گمراہ کن خیالات وافکار کی ایسی بھرمار ہو جائے گی کہ ایک حساس آدمی کے لئے شاہراہ ہدایت اور ایمان کو تلاش کرنا اگر ناممکن نہیں تو سخت مشکل ضرور ہو جائے گا' اور اس وقت ایسا ہو بھی چکا ہے۔

دین میں میزان اور کسوٹی صرف قرآن وسنت ہیں۔ یہی کھوٹے اور کھرے اور اصلی اور نقلی وجعلی خیالات و افکار کو پرکھنے کی Authority ہے۔ جب اور جہاں بھی کتاب وسنت کے ساتھ خالصتاً للہ رشتہ جوڑا گیا ہے' وہیں یہ امر فلاح وسعادت اور سکون کا باعث بنا ہے۔ کتاب وسنت میں ایک موحد و مخلص مسلمان کے لئے مسلم' مومن وغیرہ کے نام ملتے ہیں لیکن "تصوف و طریقت" میں جاکر ہمیں عجیب وغریب اور مضحکہ خیز اصطلاحات اور ناموں سے واسطہ پڑتا ہے۔ مثلاً یہ کہ وہ فلاں "شیخ" اور پیر کا "خلیفہ" ہے اور وہ فلاں کا' یہ اس "پیر" کا "مرید" ہے اور وہ فلاں "بابے" کا "مرید" یا "مریدنی" ہے' استغفراللہ! یہ "صوفی اور پیر" اور ان کے "مرید" ایسے ظالم اور جاہل ہیں کہ قرآن وسنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے بھی ان کو اپنی "پیری اور مریدی" کا سلسلہ قائم کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں انہیں قرآن کریم و سنت پر اعتماد نہیں ہے' اپنے "پیروں" پر اعتماد ہے۔ حقیقت یہ ہے' ان کا عمل یہی ظاہر کرتا ہے۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حقیقت روایات میں کھو گئی
یہ امت خرافات میں کھو گئی

اسلام میں قبرستان میں جانا اور قبور پر جا کر دعا مانگنا جائز اور مسنون عمل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی ترغیب دی ہے۔ یہ ایک سادہ اور سلیس پہلو ہے مگر متصوفین نے یہاں پہنچ کر بھی وہ ٹھوکر کھائی ہے کہ پھر گرتے ہی چلے گئے ہیں۔ انہوں نے قبرستان میں جانے اور دعا مانگنے کو الٹے معانی پہناتے ہوئے "مزاروں" کی تعمیر اور پھر وہاں شرک وبدعات کی حامل رسمیں شروع کر دیں۔ جو دین انسان کا رشتہ عبودیت محض ایک اکیلے معبود یعنی اللہ تعالیٰ سے جوڑنے کے لئے آیا تھا' صوفیوں نے اسی دین کے بارے میں خرافات پر مبنی ایسی ایسی من گھڑت تشریحات و تعبیرات کی ہیں کہ اپنے ایمان کے ساتھ ساتھ اپنے "مریدوں" کے ایمان کو بھی گمراہی کے سمندر میں ڈبو دیا۔ اسے ایک بہت بڑا المیہ کہا جائے گا کہ "صوفیوں" نے قبرستان کے حوالے سے جس انداز اور نوعیت کی دعاؤں کا سلسلہ شروع کرایا ہے' امر واقعہ یہ ہے کہ وہ صریحاً شرک وبدعات کے زمرہ میں آتی ہیں۔ ان کی سند کا ضعیف اور موضوع ہونا الگ ہے۔

چنانچہ مسنون اعمال واذکار کی جگہ خود ساختہ اور شرکیہ دعاؤں اور طریقوں نے لے لی۔ اس طرح سے اللہ سے اس کے بندوں کا وہ رشتہ عبودیت ختم کرنے کی دانستہ یا نادانستہ کوشش کی گئی' جس کی تعلیم قرآن اور صحیح احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں دی گئی تھی۔

کیسی عجیب بات ہے کہ نبی علیہ السلام تو قبرستان میں جانے کی غرض وغایت یہ بتائیں کہ اس سے آخرت کی یاد آتی ہے اور دل میں اللہ کا خوف پیدا ہوتا ہے لیکن "صوفیاء" اور اہل بدعت لوگوں کو "مزاروں" کی تعمیر اور ان سے وابستگی' ان پر جشن منانے' میلے اور عرس منعقد کرنے' "مزاروں" پر اعتکاف کرنے اور "چلے" کھینچنے اور مقابر پر پھول چڑھانے کی تلقین کریں۔ حالانکہ حدیث میں قبرستان میں جانے کا کہا گیا ہے نہ کہ "مزاروں" پر۔ دین میں "مزاروں" کا تو تصور ہی نہیں ہے۔ اسلام مسلمانوں کو

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صرف کچی قبر بنانے کا حکم دیتا ہے' پختہ قبر کی اجازت نہیں دیتا۔ رہی "مزاروں" کی تعمیر تو وہ پختہ قبر بنانے سے بھی کئی گنا زیادہ برا فعل ہے۔ پھر یہ بھی عجیب طرفہ تماشہ ہے کہ اللہ کے مخلص اور نیک بندے اگر ان شرکیہ اعمال' خرافات اور بدعات پر تنقید کریں اور انہیں غیراسلامی ٹھہرائیں' انہیں فرقہ باز کہا جائے!

حالانکہ فرقہ واریت وہ خود پھیلا رہے ہوتے ہیں۔ کس قدر ظلم کی بات ہے کہ فرقہ واریت پھیلانے والے افراد کو اگر معقول اور مدلل انداز سے فرقہ بازی اور غیرشرعی اعمال سے روکا اور سمجھایا جائے تو وہ اللہ کے ان نیک بندوں کو ہی مطعون کرتے ہیں جو فرقہ بازی سے روکتے ہیں۔ ان فرقہ بازوں کے بارے میں یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

الزام اوروں کو دیتے تھے' قصور اپنا نکل آیا

غلو فی الدین جب اور جہاں بھی اختیار کیا جائے گا' اس کا نتیجہ نقصان' انتشار اور فساد کی صورت میں ہی نکلے گا۔ یہی وجہ ہے کہ ہر مسلمان کو میانہ روی (اعتدال) اختیار کرنے کی تعلیم دی گئی ہے' جبکہ غلو یعنی انتہا پسندی' میانہ روی کی ضد ہے۔ "تصوف و طریقت" کے میدان میں "صوفیوں" نے بےحساب انداز میں غلو اختیار کیا ہے اور اس کا نتیجہ راہ اعتدال سے ہٹنے اور گمراہی کو اخذ کرنے کے سوا اور کوئی نہیں نکلا۔ ہم ایک مثال سے اس کی وضاحت کرتے ہیں:

اسلام نے اس بات سے منع کیا ہے کہ انسان اپنے جسم کو ازخود کوئی ایسا نقصان پہنچائے' جس سے اس کی زندگی کا خاتمہ ہو یا جسم کو کوئی نقصان از قسم زخم یا معذوری وغیرہ لاحق ہو جائے۔ لیکن "صوفیا" کی روایات میں ایک جگہ یہ لکھا ہوا ملتا ہے کہ "ایک بزرگ کو کھانا کھانے میں لذت محسوس ہوتی ہے تو وہ دانتوں سے اپنی زبان کو چبا ڈالتے ہیں!"

یہ یقیناً ایک خلاف شریعت کام ہے' لیکن مصیبت یہ ہے کہ "صوفی" اس فعل کو تقویٰ پر محمول کرتے ہیں۔ سبحان اللہ! یہ تقویٰ کا کیسا فعل ہے جس سے سراسر شریعت

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کی مخالفت ہو رہی ہے۔
دیکھا آپ نے! اہل تصوف کا تقویٰ کے حوالے سے معیار۔ یہ صرف ایک مثال ہے جو بیان کی گئی ہے ورنہ "صوفیاء اور ان کے مرید" ایسی ہزاروں روایات میں سراپا ڈوبے ہوئے ہیں۔
حقیقت یہ ہے کہ یہ "صوفی لوگ" دین کے حوالے سے اس طرح ہی "نکتے" تراشتے اور فلسفے بگھارتے ہیں۔ یہ ایک معمولی مثال اور پہلو ہے ورنہ کتابوں کی کتابیں ان کے غلو فی الدین سے بھری پڑی ہیں۔

ہمارے معاشرے میں "مسلمانوں" کی بہت بڑی اکثریت کا المیہ اور بدقسمتی یہ رہی ہے کہ وہ اپنے تئیں ان لوگوں کو "بزرگوں" کے گستاخ اور توہین کرنے والے گردانتے ہیں جو توحید کے علمبردار ہیں' دین جن کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا ہے اور جو "تصوف وطریقت" سے متعلقہ من گھڑت اور گمراہ کن عقائد و روایات کو علیٰ وجہ البصیرت نہ صرف تسلیم کرنے سے انکار کرتے ہیں بلکہ قرآن وسنت کی روشنی میں ان کا رد کرتے ہوئے اصلاح معاشرہ کی شاندار خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ اگر کتاب وسنت کی روشنی میں تحقیق اور تجزیہ کیا جائے تو نام نہاد "بزرگوں" کی توہین اور گستاخی والی یہ بات بالکل غلط ثابت ہو جاتی ہے۔ عوام الناس نے جن کو "بزرگ" مشہور کر رکھا ہے ان کی غالب ترین اکثریت کی زندگیاں کسی طرح بھی کتاب وسنت سے میل نہیں کھاتیں' نہ ان کی زندگیاں مسلمانی کی شہادت دیتی ہیں۔
ہم تو ایک عرصہ سے یہ دیکھ رہے ہیں کہ اکثر زندہ "صوفی" نہ نماز پڑھتے ہیں' نہ ان کو روزہ اور زکوٰۃ اور دیگر امور دین وغیرہ کی پرواہ ہے۔ شرک' بدعات و خرافات اور فسق وفجور میں وہ مبتلا ہیں۔
ہم نے خود اپنی آنکھوں سے بے شمار "اللہ لوگ" دیکھے ہیں جو الف ننگے سڑکوں' بازاروں اور گلیوں میں پھر رہے ہوتے ہیں۔ ان میں کچھ بے چارے پاگل ہوتے ہیں جبکہ اکثر نشہ کے مارے ہوتے ہیں۔ نشہ ان "صوفیوں" کی زندگی کا لازمہ اور خاصہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ جب یہی افراد مر جاتے ہیں تو پھر ان کو (معاذ اللہ) "بزرگ" پہنچے ہوئے اور اولیاء اللہ" کے درجے اور خطاب دے دیئے جاتے ہیں۔

ایسے افراد ہرگز ہرگز اللہ کے دوست نہیں ہو سکتے۔ اس کے باوجود جو لوگ ان کو "اولیاء اللہ" اور دین کے پاسدار سمجھتے ہیں تو سمجھا کریں! بہرحال دین کے نزدیک وہ اولیاء اللہ اور دین کے خادم بالکل نہیں ہیں۔ آخر یہ کیسے ممکن ہے کہ جن لوگوں کی وجہ سے لوگوں کے عقائد خراب ہوں اور وہ دین سے بے بہرہ ہو جائیں وہی اللہ کے دوست' دین کے شارح اور خادم قرار پائیں!

یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہئے کہ دین کے نزدیک ان لوگوں کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ جہاں تک بزرگ کے لفظی و معنوی مفہوم کا تعلق ہے تو بزرگ کا مطلب ہے بڑی عمر والا۔ باشعور لوگ جانتے ہیں کہ عام طور پر لوگ کسی بڑی عمر والے یعنی بوڑھے آدمی کو بزرگ کہہ کر پکارتے ہیں۔ اس لحاظ سے "بزرگ" کوئی دینی اصطلاح یا نام نہیں ہے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ اولیاء اللہ کی تقدیس' خوشنودی اور رضامندی کی بات کرتے ہیں وہ کھلی ہوئی گمراہی میں مبتلا ہیں۔ قرآن وحدیث میں کہیں بھی یہ لکھا ہوا موجود نہیں ہے کہ تمہیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رضا وخوشنودی کے ساتھ اولیاء اللہ کو بھی خوش کرنا چاہئے۔

اس دور میں "اولیاء اللہ" کی اصطلاح بھی عجیب طرح سے استعمال ہو رہی ہے۔ یونانی فلسفوں' عیسائیت کے لبادے میں لپٹی ہوئی رہبانیت' ایرانی مجوسیت اور ہندوؤں کی شرک وخرافات پر مبنی تہذیب کے زیراثر عامتہ المسلمین کی ایک بڑی تعداد کو "مذہب تصوف" کے علمبرداروں نے نبی' رسول اور صحابی کے بعد دوسرے صاحب ایمان افراد میں "ولی" کے درجے کی شناخت کروا رکھی ہے۔ بزعم خود جن کو انہوں نے "ولی" بنا رکھا ہے' ان کی تو فکر' عقیدہ اور عمل ہی قرآن کریم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وسلم کے مطابق نہیں ہے کہا کہ وہ اللہ کے ولی یعنی دوست ہوں۔

اصطلاحی معنوں میں ہر وہ شخص ولی اللہ ہے جو صاحب ایمان ہے اور اس کا عقیدہ و فکر اور ممکن حد تک کردار و عمل قرآن وسنت کے مطابق ہے۔ اور یہ کہ صرف اللہ تعالیٰ کو ہی یہ معلوم ہے کہ کون اس کا ولی ہے! کیونکہ وہی علام الغیوب اور نیتوں کا حال جاننے والا ہے۔ قرآن وحدیث کے مطابق اس کے علاوہ اور کوئی ذات مافوق الاسباب علم نہیں رکھتی کہ کون اللہ کا دوست یعنی ولی ہے؟

ہم کسی ایسے مسلمان کے بارے میں جس کی فکر وعقیدہ' کردار و عمل اور منہج ہمیں درست نظر آئے اور اس کی ظاہری زندگی مجموعی طور پر قرآن وسنت کے مطابق ہو یقیناً یہ گمان کر سکتے ہیں کہ وہ نیک آدمی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس کی نیت کا معاملہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ آخر اس کے سوا اور کون ہے جو نیتوں کا حال جانتا ہو اور غیب کے معاملات کا رازداں ہو!

جس مفہوم میں "اہل تصوف" نے "ولی اللہ/اولیاء اللہ" کی اصطلاح کو استعمال کیا ہے' خیرالقرون سے لے کر آج تک راسخ العقیدہ اہل علم نے ان معنوں میں کبھی بھی یہ اصطلاح استعمال نہیں کی۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' تابعین' تبع تابعین' جمہور محدثین ومفسرین اور اہل علم کی کتب وتفاسیر اور دروس وتقاریر اس باب میں بالکل خاموش ہیں۔ اس کے باوجود "اہل تصوف" کو اپنے غلط موقف پر اصرار ہے۔ لیکن یہ بات یاد رہنی چاہئے کہ دین نے ہمیں ہرگز ہرگز یہ اختیار نہیں دیا کہ ہم دین کو اپنی مرضی کے مطابق استعمال کرتے پھریں۔

وجد وحال' سکر وصحو' وحدت الوجود' وحدت الشہود' حلول' خوارق وغیرہ خالصتاً "تصوف وطریقت" کی اصطلاحات' نام اور طریقے ہیں' جن کا اسلامی تعلیمات سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسی طرح قطب' ابدال' اوتاد نامی "شخصیات" کے حوالے سے قرآن وحدیث میں کوئی صراحت وارد نہیں ہوئی' حتیٰ کہ کوئی اشارہ تک نہیں ملتا۔ یہ "صوفیوں" کی وضع کی ہوئی اصطلاحیں اور نام ہیں' جو رد کرنے کے قابل ہیں' نہ کہ ان

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

پر یقین رکھا جائے۔

برصغیر پاک وہند میں لوگوں میں مشہور ہے کہ یہاں اسلام "صوفیاء" نے پھیلایا ہے۔ "... کے اولیاء" ٹائپ کتابوں میں عموماً یہی ملتا ہے۔ حالانکہ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ برصغیر پاک وہند میں اسلام عرب تاجروں کے ذریعہ سے پھیلا ہے' جو تجارت کی غرض سے یہاں آئے تھے۔ مسلم تاریخ کی کتب یہی ظاہر کرتی ہیں۔

پھر محمد بن قاسم رحمہ اللہ کے ساتھ آنے والے عرب تاجروں نے بھی دعوت و تبلیغ کی کوششیں کیں' نیز محمد بن قاسم رحمہ اللہ کا شاندار کردار دیکھ کر بھی سندھ اور ہندوستان کے ہزاروں لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ یہ وہ ناقابل تردید حقیقت ہے جسے کسی طرح بھی جھٹلایا نہیں جا سکتا۔

رہی "صوفیاء" کی بات' تو ان کی فکر اور تعلیمات میں ہندومت کا زبردست اثر موجود ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے ساتھ رہتے رہتے انہوں نے ہندو تہذیب کا اثر قبول کر لیا اور عامۃ المسلمین کے سامنے انہوں نے دین کی جو صورت پیش کی' اس میں شرکیہ رسوم' بدعات اور خرافات کی کافی آمیزش موجود تھی۔ یوں ان کی "تعلیمات" "تصوف" کے نام سے عوام الناس میں پھیلیں' جن میں رہبانیت کی پوری پوری روح اور اثر موجود تھا' العیاذ باللہ!

کسی کو ہدایت دینا صرف اللہ رب العالمین ہی کا اختیار ہے' وہی اس پر قدرت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی بھی حتیٰ کہ نبی کی بھی یہ حیثیت نہیں ہے کہ وہ کفار ومشرکین اور فساق وفجار کے دلوں کو نور ہدایت سے منور کر سکے۔ یہاں ہم محض ایک مثال کا حوالہ دیں گے' ورنہ دیگر بہت سی مثالیں اور واقعات بھی موجود ہیں:-

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا سگا چچا ابوطالب حالت نزع میں ہے' آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت وہیں موجود تھے۔ تب نبی صلی اللہ علیہ وسلم اسے کلمہ پڑھ کر ایمان لے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

آنے کی دعوت و تلقین کرتے ہیں لیکن ادھر سے انکار ہی ہوتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام تر کوششوں کے باوجود ابوطالب نے آمادگی کا اظہار نہ کیا اور بالآخر حالت کفر میں ہی وفات پائی۔

لیکن متصوفین کی "پہنچی ہوئی دنیا" کی وارداتیں بڑی عجیب ہیں۔ یہاں "بزرگوں اور اولیاء" سے ایسی ایسی "کرامات" وابستہ ہیں کہ باشعور آدمی حیران و پریشان ہو جاتا ہے۔ کوئی "بزرگ" ایک نگاہ میں ہی سینکڑوں اور ہزاروں آدمیوں کو مسلمان بنا دیتے ہیں، کئی "بزرگوں" کے بارے میں یہ روایتیں منسوب کی جاتی ہے کہ ان کی ایک نگاہ کی تاثیر میں ہی بیسیوں بے عمل، باعمل بن گئے، وغیرہ! جھوٹ اور ضلالت آمیز غلو عقیدت کی یہ مثالیں اور واقعات دو چار نہیں ہیں، بلکہ کتابوں کی کتابیں ہیں جو ایسی لغو داستانوں سے بھری پڑی ہیں۔ برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں میں شرک و بدعات وغیرہ پھیلی ہیں تو ان کتابوں کا بھی اس میں بڑا حصہ ہے۔

توحید ہر دور میں اللہ تعالیٰ کے دین کا اولین بنیادی عقیدہ رہی ہے۔ توحید کی ضد شرک ہے، اور شرک سے اللہ تعالیٰ کو کس قدر سخت نفرت ہے! اس کا اندازہ قرآن کریم کی اس آیت سے لگایا جاسکتا ہے:۔

فرمایا: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَادُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَآءُ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرٰى اِثْمًا عَظِيْمًا○

(ترجمہ) "یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے ساتھ شریک کئے جانے (یعنی شرک) کو ہرگز نہیں بخشتا، اور اس کے سوا جسے چاہے بخش دے۔ اور جو اللہ کے ساتھ شرک کرے، اس نے بہت بڑا گناہ کیا اور بہتان باندھا۔"

اسی طرح قرآن کریم میں ایک جگہ ۱۸ جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کا ذکر کرنے کے بعد فرمایا کہ:۔

"اگر ان (انبیاء) سے بھی ذرہ برابر شرک کا ارتکاب ہوجاتا تو ہم ان کے تمام کے تمام اعمال کو برباد کردیتے اور یہ آخرت میں خسارہ اٹھانے والے ہوجاتے۔"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ کوئی معمولی مثال نہیں ہے! یہاں ذکر انبیاء علیہم السلام کا ہو رہا ہے' اور نبی کی ذات کوئی معمولی ذات نہیں ہوتی۔ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ کسی نبی سے شرک کا ارتکاب ممکن ہی نہیں ہوا۔ وہ تو اللہ تعالیٰ کے مخصوص بندے تھے — اپنے اپنے معاشرے کے صالح ترین اور معصوم عن الخطا بندے' جن کو اللہ تعالیٰ نے نبوت کے لئے چن لیا۔ یہاں ان کے حوالے سے مثال دینے کا مقصد صرف یہ ہے کہ مسلمین و مومنین کو شرک کی کراہت کا اندازہ ہو جائے۔

شرک اس کائنات کا سب سے بڑا اور ناقابل معافی جرم ہے' اور مشرک کا کوئی بھی عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول نہیں ہوگا۔ مشرک چاہے کلمہ گو ہو یا غیر کلمہ گو' اس کا کوئی بھی اچھا عمل چاہے اس پر مذہبی چھاپ لگی ہو یا وہ کوئی دنیاوی عمل ہو اللہ تعالیٰ کی میزان عدل میں ذرہ برابر وزن بھی نہیں پائے گا۔ کوئی مسلمان نماز و روزہ اور حج و زکوٰۃ اور دیگر ارکان و شعائر دین کا بظاہر پابند ہے لیکن اگر وہ بھی شرک کرتا ہے یا واضح شرکیہ عقیدہ رکھتا ہے تو وہ بھی غیر کلمہ گو مشرک کی طرح اللہ تعالیٰ کی لعنت کا مستحق بن جائے گا اور آخرت میں خسارہ پانے والوں میں اس کا شمار ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح العقیدہ مسلمان بنائے' آمین!

"صلوٰۃ غوثیہ' صلوٰۃ محبت' "بغداد شریف" کی طرف گیارہ قدم کا چلنا' میت کی تدفین کے بعد چالیس قدم یا ستر قدم واپس آکر دعا کرنا' اذان سے قبل صلوٰۃ و سلام' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کو سن کو انگوٹھے چومنا' "بزرگوں" کے نام پر دھمال ڈالنا' "مزاروں" پر چراغ جلانا' شہدائے کربلا کا ماتم کرنا' "اماموں" کے علم نصب کرنا' "مزاروں" پر حاضری' "اماموں" کی شبیہیں بنانا' عرس' فاتحہ خوانی' عزاداری' ختم گیارھویں شریف' نام نہاد عید میلادالنبی' ایصال ثواب کے مروجہ طریقے' محافل میلاد' غیراللہ کی نذر و نیاز دینا' ماہ رجب میں کونڈے بھرنا--- وغیرہ' یہ مشرکانہ اور بدعی رسوم اور باطل و گندے طریقے ہیں' جو بہت بعد کے خبیث لوگوں کے نکالے ہوئے ہیں۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم' عہد خلفائے راشدین اور عہد صحابہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رضی اللہ عنہم میں ان کا وجود تک نہ تھا۔ وجود تو کیا کوئی اشارہ تک نہیں ملتا۔ اگر یہ کوئی دینی کام ہوتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جو امت میں سب سے بہترین مسلمان اور جن کا دور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باقی ادوار میں سے بہترین دور تھا' وہ ضرور ان کو بجالاتے۔ دین ہم تک صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے پہنچایا ہے۔ اگر یہ رسمیں دین کا حصہ ہوتیں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ضرور ان کی نشاندہی کرتے' لیکن ایسا نہیں ہوا اور نہ ہی یہ ممکن تھا۔

اوپر ہم نے جن بدعات کا ذکر کیا ہے' یہ شریعت سازی کے ضمن میں بھی آتی ہیں' اور شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں مکمل ہو گئی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو مکمل شریعت دے کر اللہ تعالیٰ کے پاس تشریف لے جاچکے۔ اب رہتی دنیا تک مسلمان شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کرنے کے مکلف ہیں۔

آپ دیکھئے کہ احادیث میں مسواک کرنے کی بڑی فضیلت بیان ہوئی ہے اور اس عمل پر بہت زیادہ ثواب ملنے کی بشارت دی گئی ہے۔ اسی طرح ماہ رمضان المبارک میں نماز تراویح پڑھنے پر مسلمان کو قرآن وحدیث میں زبردست اجروثواب بتایا گیا ہے اور تمام گناہوں سے معافی اور جہنم سے نجات ملنے کی خوش خبری دی گئی ہے۔ اس قدر فضیلت اور اجروثواب کے باوجود ان دونوں اعمال کو مسلمانوں پر فرض نہیں ٹھہرایا گیا۔ لیکن اہل بدعت کے ذہن کو دیکھئے! انہوں نے لوگوں کو بدعات کے پیچھے لگا رکھا ہے اور وہ ان بدعات کو فرض کی حد تک لے گئے ہیں (یہ الگ بات ہے کہ یہ بدعات نہ فرض ہیں' نہ ان کی حیثیت سنت اور نفل کی ہے بلکہ یہ بدعات ہیں جو اللہ کے ہاں مردود و ناقابل قبول ہیں اور عذاب وسزا کا باعث بھی) چنانچہ جو شخص ان بدعات سے الگ رہتا ہے اسے اہل بدعت بڑی عجیب نظروں سے دیکھتے ہیں بلکہ اسے گستاخ' منکر تک کہتے ہیں۔ حالانکہ یہ خود اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے گستاخ اور ان کے منکر ہیں۔ کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف وہ باتیں منسوب کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں جو دین سے ثابت ہی نہیں ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اہل بدعت کے ہاں علم و تحقیق کی از حد کمی واقع ہوئی ہے' یہی وجہ ہے کہ وہ کسی بھی معاملے میں تحقیق و جستجو کی زحمت گوارا نہیں کرتے۔ مکھی پر مکھی مارتے چلے جانا اور سنی سنائی باتوں کو چاہے وہ دین سے ذرا سا تعلق بھی نہ رکھتی ہوں' فوراً قبول کرلینا ان کی فطرت اور مزاج کا حصہ وخاصہ بن چکا ہے۔ "سید الشہداء" کے خطاب ہی کو لیجئے! جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدالشہداء کا خطاب اپنے چچا سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ کو دیا' لیکن اہل بدعت کے علم و عقل کو دیکھئے! انہوں نے یہ خطاب سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کو دے رکھا ہے' گویا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سراسر مخالفت' اناللہ واناالیہ راجعون! ہمیں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ سے قطعاً کوئی عداوت نہیں ہے بلکہ ہمارے نزدیک ان کے بارے میں ایسی سوچ رکھنے والے کی مسلمانی ہی مشکوک ہوجاتی ہے' لیکن سوال یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو مانیں یا اہل بدعت کی بات کو درست سمجھیں؟ کوئی بھی باشعور اور سمجھ دار مسلمان جب ان دونوں نقطہ ہائے نظر پر غور کرے گا تو وہ یقیناً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کی ہی پیروی کرے گا اور اس کے مقابلہ میں جو بات بھی ہوگی اسے بلاچون وچراء رد کردے گا' مسلمانی کا تقاضہ بھی یہی ہے۔ دین قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہے نہ کہ سنی سنائی غلط باتوں کا۔ ہم یہ بات اللہ کے فضل سے دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ اہل بدعت کی پھیلائی ہوئی ۹۹% سے زیادہ روایات خود ساختہ اور جھوٹی ہیں۔

اہل "تصوف وبدعت" کی "صوفیانہ نسبتیں" بھی بڑی عجیب ہیں۔ کوئی قادری ہے تو کوئی چشتی' کسی کو مجددی ہونے پر فخر ہے اور کوئی سہروردی بنا پھرتا ہے۔ اسی طرح زیدی' جعفری---- وغیرہ ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ ان نسبتوں کی تقلید محض کرکے کنویں کے مینڈک بنے پھرتے ہیں اور اصل کو چھوڑ کر نقل کو اپنا رہے ہیں۔ حالانکہ قرآن نے ہمیں مسلم قرار دیا ہے یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اللہ کے رسول

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور احکام و فرامین کو سن اور پڑھ کر فوراً اپنے سر اطاعت کے لئے جھکا دینے والے ہوں۔ اب کون ہے جو مسلم حنیف بنے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ سے بے شمار انعامات کا مستحق ہو!

"صوفیاء" اور اہل بدعت کی نکالی ہوئی رسموں (جن کا دین سے کسی طرح کا تعلق نہیں ہے) میں سے بعض رسمیں تو ایسی ہیں کہ اچھی خاصی مضحکہ خیز ہیں۔ ان کے بارے میں پڑھ اور سن کر نہ چاہتے ہوئے بھی ہنسی آتی ہے' مثلاً حیدر آباد دکن میں ماہ محرم میں بعض لوگ لنگوروں اور بندروں کی شکلیں اور شبیہیں بنا کر بازاروں سے گزرتے ہیں' اور اسے وہ دینی شعار سمجھ کر ایسا کرتے ہیں۔ اسی طرح وہاں طوائفیں کیلا کاٹنے کی رسم پوری کرتی ہیں' استغفراللہ!

گناہ در گناہ میں لتھڑی ہوئی اور حرام مال کو اپنے جسم کا حصہ بنانے والی طوائفوں سے اور امید ہی کیا کی جاسکتی ہے! اس کے باوجود وہ مسلمان ہیں ؎

یہ مسلماں ہیں جنہیں دیکھ کے شرمائیں یہود

یہ بات یاد رہنی چاہیئے کہ اسلام رسوم کا دین نہیں ہے بلکہ یہ فطری دین اور ایک مکمل نظام وضابطہ حیات ہے۔ جس کی تعلیمات نہایت پاکیزہ' اعلیٰ وارفع' نکھری ہوئی اور دین ودنیا میں کامیابی کی ضمانت ہیں' جبکہ اہل شرک وبدعت کی نکالی ہوئی تمام رسمیں انسان کے لئے سراسر خسارے اور گھاٹے کا سودا ہیں' ان کی رسموں کو اپنا کر بہرحال دنیا اور آخرت میں کامیابی نہیں مل سکتی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو تمام شرکیہ افعال ورسوم اور افکار ونظریات سے محفوظ ومامون فرمائے' اور ہمیں صحیح معنوں میں سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند بننے کی بیش از بیش توفیق عنائت فرمائے' آمین!

ہر مسلمان قرآن اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پابند ہے۔ کتاب وسنت میں اس کے ہر مسئلے کا حل موجود ہے۔ کسی بھی مسلمان کو جب بھی کوئی مشکل درپیش ہوگی' کتاب وسنت اس کے لئے شافی وکافی ہیں۔ یہی راہ ہدایت اور سبیل اللہ ہے۔ مگر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

افسوس' ایسے مواقع پر تقلیدی فرقے کتاب و سنت کی بجائے اپنے مذاہب و مسالک اور اماموں کی طرف رجوع کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔

ائمہ دین' فقہاء اور علماء کبار نے قرآن و سنت کی جو تشریحات و توضیحات بیان کی ہیں' اس پر وہ اللہ تعالٰی کے ہاں اجر کے مستحق ہیں۔ اللہ تعالٰی یقیناً ان کی نیت اور جذبے کے مطابق ان سے معاملہ فرمائے گا' مگر ان کی تمام تشریحات اور تعبیرات کو من و عن قبول نہیں کیا جاسکتا۔ ان سے غلطیاں بھی سرزد ہوئی ہیں اور انہوں نے اس معاملہ میں ٹھوکریں بھی کھائی ہیں۔ ظاہر ہے کہ وہ بھی غیر نبی بشر تھے' نبی نہ تھے۔ اس لئے کتاب و سنت کے مطابق ان کی تشریحات کو قبول کیا جائے گا اور اس پر ان کی تحسین کی جائے گی لیکن جہاں وہ ٹھوکر کھا گئے ہیں' وہاں ان کی بات قطعاً نہیں مانی جائے گی بلکہ اسے رد کردیا جائے گا۔ مگر تقلید کو لازم پکڑنے والوں کو اس کے باوجود اصرار ہے کہ ان کے اماموں نے جو کچھ لکھ اور کہہ دیا ہے اسے من و عن قبول کیا جائے اور اس سے سرمو انحراف نہ کیا جائے۔ یہ ایک ایسا موقف ہے جو واضح طور پر قرآن و سنت کے خلاف ہے اور گمراہی کا بہت کچھ سامان لئے ہوئے ہے۔ دین جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا تھا' ان اماموں اور فقہاء پر تو نازل نہیں ہوا تھا۔ خود اماموں کا درجہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتیوں کا ہے' وہ اس سے بالاتر کوئی مخلوق نہیں ہیں۔ ان ائمہ سے بدرجہا بہتر ہستیاں یعنی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین ان سے پہلے گزر چکی ہیں' وہ بھی امتی ہی تھے (یہ الگ بات ہے کہ ان میں سے بعض اصحاب رضی اللہ عنہم کو مواقع اور درجات کے اعتبار سے نسبتاً زیادہ فضیلت حاصل تھی' جیسے خلفائے راشدین' عشرہ مبشرہ' بدری صحابہ رضی اللہ عنہم وغیرہ' یا جیسے تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا درجہ سب سے بلند ہے)۔ ان سب بزرگوں نے خود کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبع ہی سمجھا۔ جب وہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کو اپنے لئے حجت اور پیروی کا مدار سمجھتے تھے' تو ائمہ بھی اسی لائق ہیں۔ خود امت کے ان دینی رہنماؤں نے اس کی تعلیم نہیں دی تھی کہ تم ہماری ہر بات کو اپنے لئے حجت بنانا' بلکہ وہ سختی سے ایسا کرنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سے منع فرماتے رہے ہیں۔ اس کے باوجود ان کے مقلد علماء کو اپنے اپنے اماموں کی تقلید پر اصرار ہے۔ لیکن وہ یہ بات تسلیم کریں یا نہ کریں' حقیقت یہی ہے کہ اتباع' تقلید اور رجوع کرنے کے لائق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہے۔ قرآن یہی بتاتا ہے:-

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِی شَیْئٍ فَرُدُّوْہُ اِلَی اللّٰہِ وَالرَّسُوْلِ

(ترجمہ) "مسلمانو! اگر تمہارا کسی معاملے میں (اختلاف اور) جھگڑا ہو جائے تو پھر (اپنے معاملے کو) اللہ اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف لوٹا دو۔"

بنا بریں ہر مسلمان کے امام اعظم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ پھر بھی کوئی اماموں کا مقلد بن کر اپنا راستہ کھوٹا کرتا ہے تو کرتا پھرے۔ یہ اس کا اپنا نقصان ہے' دین کا نقصان نہیں ہے۔ قیامت کو اللہ تعالیٰ کے سامنے جواب وہ خود وہی ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین کی صحیح سمجھ بوجھ عطا فرمائے۔ آمین!

"تصوف" کی غائت اور مقصد یہ بتایا گیا ہے کہ اس سے تزکیہ نفس پیدا ہوتا ہے اور اصلاح ذات ہوتی ہے۔ تزکیہ نفس اور اصلاح احوال سے ہمیں انکار نہیں ہے بلکہ یہ بہت ضروری ہے' مگر ہمیں اختلاف ہے اور برحق اختلاف ہے (اس اختلاف کے باقاعدہ قوی دلائل موجود ہیں) کہ "صوفیاء" کو کیا اختیار تھا کہ "تصوف و طریقت" کے نام سے ایک الگ اور باقاعدہ نظام وضع کیا گیا اور اس کی مخصوص اصطلاحات' نام اور رسوم جاری کی گئیں۔ جب دین مکمل ہے اور اس کے تمام اعمال تزکیہ نفس اور اصلاح ذات کے لئے کافی وشافی ہیں تو پھر اس کی موجودگی میں یہ نئی نئی اصطلاحات نکالنے اور رسوم جاری کرنے کا اختیار تو کسی کو نہ تھا۔ کیا وہ ایسا کرکے نادانستہ طور پر لوگوں کے ذہن میں یہ بات ڈالنا چاہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم امت کو جو دین دے گئے ہیں' وہ مکمل نہیں تھا اور یہ کہ اس میں کچھ ترامیم اور اضافے کرنے کی ضرورت موجود تھی (معاذاللہ)! ہر باشعور مسلمان کا ایمان ہے کہ دین کے تمام اعمال واحکام تزکیہ نفس اور اصلاح ذات کے لئے بہت کافی ہیں اور حرف آخر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ مثلاً نماز کے بارے میں قرآن میں آتا ہے کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ
(ترجمہ) "نماز برائی اور بے حیائی کی باتوں سے بچاتی ہے۔"

اسی طرح روزہ کے بارے میں حدیث میں آتا ہے کہ "روزہ (مسلمان کو) برائیوں سے بچانے کے لئے ایک ڈھال ہے۔" زکوٰۃ کے بارے میں یہ پتہ چلتا ہے کہ زکوٰۃ سے مال پاک ہوجاتا ہے' حج مبرور مسلمان کو سابقہ گناہوں سے اس طرح پاک کر دیتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے پیدا ہونے والا یعنی نومولود بچہ گناہوں سے پاک ہوتا ہے۔

اسی طرح اسلام کے دیگر احکام واعمال ہیں' جن میں مختلف انداز میں مختلف مواقع پر ثواب کے ان گنت خزانے بیان کئے گئے ہیں یا گناہوں کی معافی کا ذکر کیا گیا ہے' وغیرہ! اللہ کے فضل سے دین کے ان احکام کی موجودگی میں "مزید" کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اب جو کوئی "مزید" کی گنجائش پیدا کرتا ہے وہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر تہمت باندھتا ہے' اور اس جرم کی سزا اسے آخرت کے دردناک عذاب کی صورت میں ملے گی' اعاذنا اللہ منہ!

ہمیں ان لوگوں سے اختلاف یہی نہیں ہے بلکہ یہ بھی ہے کہ انہوں نے "تصوف وطریقت" کے نام سے جو نظام وضع کیا' اس میں رطب ویابس بہت کچھ موجود تھا۔ اگر انہوں نے ہلکا پھلکا دینی نام بھی لیا ہے تو وہ شرک وبدعات کے لئے بھی بہت کچھ راستہ ہموار کر گئے ہیں' جو بعد میں مسلسل وسعت وطوالت اختیار کرتا چلا گیا۔ مسلمانوں میں دین پر عمل کے اعتبار سے کمزوریاں' کوتاہیاں اور گمراہی تو پہلے بھی موجود تھی' لیکن "تصوف وطریقت" نے ان کے ایمان کمزور کر کے ان کی گمراہیوں کو مزید "تڑکا" لگا دیا۔

یہ بے خبر مسلمانوں کے لئے ایک ہولناک اور ہوش ربا انکشاف ہوگا کہ "تصوف وطریقت" کے اس نظام اور سلسلہ میں یہودیت' عیسائیت' ہندو اور سکھ مذاہب حتیٰ کہ دیگر کئی کفریہ وشرکیہ مذاہب کے آثار و مشاہدات اور روایات تک موجود ہیں۔ درحقیقت یہ بدیہی نتیجہ تھا "تصوف وطریقت" کے نام سے ایک الگ دنیا بسانے اور الگ دکان سجانے کا۔ ظاہر ہے کہ جب دین سے ٹکراؤ ہوگا تو نتیجہ دنیا اور آخرت میں خسارے کے سوا اور کوئی نکل ہی نہیں سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ

ہمارے معاشرے میں جو بدعی رسوم جاری ہیں ان میں ایصال ثواب کی رسمیں بھی ہیں۔ ایصال ثواب کا مسئلہ برحق ہے' مردے کو ثواب پہنچتا ہے اور دین میں ایصال ثواب کا تصور موجود ہے۔ لیکن جس طریقے سے اہل بدعت نے اسے بیان کیا ہے وہ درست نہیں ہے بلکہ بہت کچھ گمراہ کن فکر اپنے اندر سموئے ہوئے ہے۔ اہل بدعت کی من گھڑت تاویلوں اور غلط نقطہ نظر کو تسلیم کرنے سے بہت سی خرابیاں لازم آتی ہیں۔ اس کے نتیجہ میں اسلام کی حقیقی صورت تک مسخ ہو جائے گی۔ مروجہ ایصال ثواب کا تصور ماننے سے نہ چاہتے ہوئے بھی (معاذاللہ) قرآن کریم کی کئی ایک آیات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بہت سی احادیث کا انکار اور رد کرنا پڑے گا۔ ظاہر ہے کہ ایسا ممکن ہی نہیں! مسلمان غلط ہو سکتے ہیں' قرآن وسنت ہرگز ہرگز غلط نہیں ہو سکتے۔ ان کے بارے میں ایسا سوچنے والا تو مسلمان ہی نہیں رہتا۔

قرآن کہتا ہے کہ:۔

لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى

(ترجمہ) "انسان کے لئے (قیامت / آخرت میں) وہی کچھ ہے جو اس نے (اس دنیا میں مرنے سے پہلے پہلے) کیا۔"

لیکن "صوفی" کہتا ہے کہ "نہیں' انسان کے مرنے کے بعد ختم' قل' تیجے' ساتے' دسواں' چالیسواں' برسی اور دیگر رسوم کی صورت میں مرنے والے انسان کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔" معمولی سوجھ بوجھ' عقل سلیم اور شعور رکھنے والا سنجیدہ مزاج کا فرد بھی آسانی کے ساتھ ان دونوں نظریوں اور نقطہ ہائے نظر میں واضح فرق محسوس کر سکتا ہے' اور یہ بھی کہ ان میں سے کون سا نظریہ درست ہے اور کون سا غلط؟ ظاہر ہے کہ قرآن کریم کی آیات اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں ذرہ برابر شک' شبہ اور غلطی کی گنجائش نہیں ہے۔ یہ منزل من اللہ ہیں' اور جو چیز منزل من اللہ ہو اس میں غلطی' کمی اور کسی شک کی گنجائش تو ممکن ہی نہیں۔ غلط اور گمراہ کن فکر تو یقیناً بدعتیوں

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور "صوفیوں" کی من مرضی کی تاویلات ہیں' جو وہ اپنے تئیں کرتے رہتے ہیں اور گمراہ اور باطل فلسفے جھاڑتے رہتے ہیں۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اسلام میں کس حد تک ایصال ثواب کا جواز ہے؟ اس کا جواب بالکل سادہ' عام فہم اور ہر سلیم العقل اور سنجیدہ مزاج کے حامل شخص کی سمجھ میں آجانے والا ہے۔

اسلامی تعلیمات کی رو سے کوئی نیک مسلمان (جو موحد ہو) اپنی زندگی میں بعض ایسے اچھے کام کرجاتا ہے جو صدقہ جاریہ کی صورت رکھتے ہیں' تو ان سے اسے اس کے مرنے کے بعد ایصال ثواب ہوتا رہے گا' ان شاء اللہ! مثلاً: کسی موحد عالم دین / عالمہ دین کا اپنے طالب علموں / طالبات کو دینی علوم پڑھانا اور سکھانا' علماء اور داعیان دین کا دعوت و تبلیغ کا کام کرنا' کسی نیک مسلمان کا رفاہ عامہ کا کوئی کام (از قسم پانی کا کنواں یا نلکا' سڑک' سکول کی تعمیر' راستوں کے کناروں پر درخت لگانا وغیرہ) کروا دینا' والدین کا اپنی اولاد کو علم دین سکھانے کا اہتمام کرنا وغیرہ۔

یہ سب امور ایصال ثواب کے ضمن میں آتے ہیں۔

حدیث میں آتا ہے کہ "نیک اولاد بھی مومن کے لئے صدقہ جاریہ ہے۔"

گویا اولاد جب تک خیر اور نیکی پر قائم رہے گی اور صالح اعمال بجالاتی رہے گی' ان اعمال کے بدلے میں والدین کو جو ثواب اللہ تعالیٰ نے مقدر کرنا ہے وہ تو انہیں مل کر رہے گا' ساتھ ساتھ ان کی اولاد کو بھی مسلسل ثواب ملتا رہے گا' ان شاء اللہ! لیکن بنیادی شرط یہ ہے کہ والدین اور ان کی اولاد صحیح العقیدہ مسلمان ہوں اور ان کے اعمال بھی قرآن و سنت کے مطابق ہوں' یعنی وہ اعمال بغیر کسی رسم کے ادا ہوں۔ لیکن اگر اولاد اہل بدعت کی طرح ایصال ثواب کی مروجہ رسموں کے ذریعہ سے ایصال ثواب کرنے لگیں تو یہ بدعت کا درجہ پائیں گے اور ثواب کی جگہ عذاب اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کا سبب بنیں گے' العیاذ باللہ!

یہ ہے ایصال ثواب کا اسلامی نظریہ اور تصور!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ایک معمولی پڑھا لکھا شخص بھی اگر سنجیدگی سے قرآن کریم اور صحیح احادیث کا باترجمہ مطالعہ کرے گا' تو اس پر یہ حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ یہ جو "مزاروں" پر "متولی' مجاور' سجادہ نشین اور خلیفے" وغیرہ "مسیجتیں" پائی جاتی ہیں' دین میں ان کا کوئی ذکر تک نہیں ہے۔ یہ لوگوں کو گمراہ کرنے' ان کے عقائد کا بیڑہ غرق کرنے کے ساتھ ساتھ اپنے پیٹ بھرنے اور کھانے پینے کے بہانے سے "ٹھیکیداریاں" بنائی گئی ہیں' اور ایسی حرکات سراسر دین سازی اور شریعت سازی کے ضمن میں آتی ہیں۔ حالانکہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد اب کسی کی یہ اتھارٹی Authority اور اختیار نہیں ہے کہ وہ دین میں کوئی اضافہ یا کمی کر سکے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ اختیار بھی ذاتی نہیں تھا بلکہ اللہ کی طرف سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا ہوا تھا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو اسی کی تعلیم دیتے تھے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کیا جاتا تھا۔ اب نبوت اور وحی کا سلسلہ ختم ہو چکا' دین قرآن کریم اور صحیح احادیث کی صورت میں ہمارے پاس مکمل صورت میں موجود ہے۔ اس لئے اب کوئی بڑے سے بڑا عالم' محدث' فقیہ--- وغیرہ سمیت تمام مسلمان انہی تعلیمات کی پیروی کے پابند ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں دے گئے ہیں۔ کسی کا بھی اختیار نہیں ہے کہ وہ اپنی مرضی سے دین میں کچھ داخل کرے' یا کمی کرے یا من مرضی کی تاویلات کر سکے۔ جو کوئی بھی ایسا کام کرے گا' باعمل مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ ان کو رد کر دیں اور عامتہ المسلمین کے سامنے کتاب وسنت کی روشنی میں صحیح راہ عمل واضح کریں' جزاکم اللہ خیراً!

پیروں اور صوفیوں کی "کرامات" کا باب خاصا مضحکہ خیز اور جھوٹی روایات پر مبنی ہے۔ صرف اسی پر بس نہیں' سب سے المناک پہلو یہ ہے کہ یہ روایات شرک وبدعات کا بہت کچھ حصہ اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں۔ ہمارا ایک محتاط دعویٰ اور اندازہ ہے کہ "ارباب تصوف" کی وضع کردہ داستانوں اور قصے کہانیوں کی ۹۹% سے زیادہ تعداد جھوٹی اور من گھڑت ہے' جو زبان در زبان معاشرے میں عام ہوتی چلی گئی ہیں اور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حقیقت سے ان کا ذرا سا بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ محض سنی سنائی باتیں ہیں جو تجزیہ اور تحقیق سے آخرکار کھوٹی ثابت ہوتی ہیں۔

زیادہ نہیں صرف دو تین مثالیں ہی ملاحظہ کیجئے:

"تصوف" کی کتب میں آتا ہے کہ "فلاں بزرگ" نے نزع کے وقت ملک الموت سے بحث شروع کر دی' بحث کیا اچھی خاصی جنگ شروع ہو گئی" — کسی دوسرے "بزرگ" کے بارے میں یہ تک ملتا ہے کہ "وہ چوتھے آسمان پر جا کر ملک الموت کے ہاتھ سے وہ زنبیل چھین لیتے ہیں جس میں اس دن کے مردوں کی روحیں بھری ہوئی ہیں۔ اس چھین جھپٹ میں روحیں بکھر جاتی ہیں اور تمام مردے پھر زندہ ہو جاتے ہیں۔" — کسی "شیخ وقت" کا یہ حال ہے کہ "ان کو لوگ جمعہ کی نماز میں آگے کی صفوں میں کھڑا نہیں ہونے دیتے تو اس پر وہ "بزرگ" خفا ہو کر مسجد کی چھت کو سجدہ کرنے کے لئے اشارہ فرماتے ہیں تو چھت گر پڑتی ہے اور سینکڑوں نمازی دب کر مر جاتے ہیں۔"

کوئی بھی باشعور اور سلیم القلب انسان ایسے واقعات کی ہرگز ہرگز تصدیق اور تائید نہیں کر سکتا۔ انسانی عقل کسی طرح بھی ایسے واقعات کو سچا نہیں مان سکتی۔ کیا یہ "بزرگ" اللہ تعالیٰ کو انبیاء علیہم السلام جیسی مسلمہ ہستیوں سے زیادہ پیارے ہیں جو اپنی مخاطب منکر قوموں پر ازخود عذاب نہیں لا سکتے تھے' بلکہ وہ اپنا استغاثہ اللہ تعالیٰ کے سامنے ہی پیش کرتے تھے اور پھر اللہ تعالیٰ جب اور جس طرح چاہتا تھا ان کافر قوموں کے ساتھ معاملہ کرتا تھا۔ "بزرگوں" کے حوالے سے مشہور ان واقعات کو پیش کرنے والوں اور ان واقعات پر یقین کر کے انہیں آگے پھیلانے والوں کو یہ بات جان لینی چاہئے کہ وہ ایسا کر کے اللہ تعالیٰ کے سچے دین یعنی اسلام کی تعلیمات سے دور ہو رہے ہیں۔

"ارباب تصوف" کا جھوٹ اس طرح بھی سامنے آتا ہے کہ وہ مختلف "شیوخ" اور "بزرگوں" کو خطاب دیتے ہیں تو بیک وقت کئی "بزرگ" "سلطان العارفین'

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

سلطان الاولیاء' سلطان المجاذیب" جیسے خطاب پاتے ہیں۔ پھر یہ خطاب بھی ایسے ہیں جو خالصتاً "تصوف و طریقت" کا "تڑکا" لئے ہوئے ہیں' کتاب وسنت اور آثار خلفائے راشدین وصحابہ رضی اللہ عنہم میں ایسا کوئی ذکر تک نہیں ملتا۔

ایک بہت افسوسناک پہلو یہ بھی ہے کہ پاکستان میں کھلا شرک تک ہو رہا ہے' بدعات اور خرافات پھیل رہی ہیں لیکن نہ حکومت اس کا نوٹس لیتی ہے اور نہ ہی سیاسی ومذہبی جماعتیں۔ اکثر دینی ومذہبی جماعتوں کا یہی حال ہے۔ رہ گئیں سیاسی جماعتیں' تو وہ جاگیرداروں اور صنعت کاروں کے کلب بن چکی ہیں۔ مغربی جمہوریت کے اس میدان میں ان سب کو نظر آئے گا تو یہی کہ کرپشن' لوٹ مار' رشوت' عریانی وفحاشی--- وغیرہ لیکن شرک وبدعات اور خرافات کی طرف ان کی نظر نہیں جاتی۔ یہ ان کے نزدیک فرقہ واریت اور بنائے فساد وانتشار ہے' انا للہ وانا الیہ راجعون!

ہمارا ایمان ہے کہ جب تک قرآن و سنت کے مطابق دین کی دعوت وجماعت کا کام نہیں ہوگا' کوئی بھی گروہ یا جماعت دعوت و اصلاح کے عمل کو آگے نہیں بڑھا سکتی' بلکہ وہ اپنا راستہ کھوتا ہی کرے گی۔ اسلام کا آغاز دعوت توحید اور اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ہوتا ہے۔ یہ دین کے دو اہم ترین اور بنیادی اصول ہیں۔ اگر اس لئے کسی فرد یا گروہ نے دعوت دین کا کام کرنا ہے تو توحید وسنت کی بنیاد پر کرنا ہوگا۔ اس کے بغیر ہمیں دنیا وآخرت میں ہرگز ہرگز کامیابی نہیں مل سکتی۔ کتنی بری بات ہے کہ چوری' لوٹ مار اور کرپشن وغیرہ تو برائیاں سمجھی جائیں اور شرک جو سب سے بڑی اور ناقابل معافی گناہ اور برائی ہے' اس کی پرواہ ہی نہ کی جائے۔ حقیقت یہ ہے کہ لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں کی۔ قرآن بھی یہی کہتا ہے کہ:

مَا قَدَرُوْا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖ

(ترجمہ) "لوگوں نے اللہ تعالیٰ کی قدر ہی نہیں کی' جس طرح (اس کی) قدر کرنے کا حق ہے۔"

اسی طرح فرمایا کہ:

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مَا لَكُمْ لَا تَرْجُوْنَ لِلّٰهِ وَقَارًا

(ترجمہ) "(لوگو) تمہیں اللہ کے وقار کا خیال کیوں نہیں آتا۔"

محدثین کرام رحمہم اللہ تعالیٰ کا امت پر بہت بڑا احسان ہے کہ انہوں نے تحقیق اور چھان پھٹک کے ذریعے سے احادیث کا علم صاف شفاف بنا دیا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہودیوں' مجوسیوں اور روافض نے بے شمار جھوٹی اور من گھڑت "احادیث" پھیلا دی تھیں۔ ان کے وضع کردہ یہ "ملفوظات" اگر امت میں قبولیت کا درجہ پا لیتے تو آسانی سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ امت مسلمہ کو دین ملتا تو کس قسم کا ملتا! اس صورت میں اسلام کی شکل ایک ملغوبے کے سوا اور کوئی نہیں ہو سکتی تھی! دین دشمنوں نے یہ خطرناک کام کس تیزی کے ساتھ کیا! اس کا اندازہ اس مثال سے لگایا جا سکتا ہے کہ عباسی بادشاہ ہارون الرشید کے سامنے ایک آدمی کو پکڑ کر لایا گیا اور ہارون الرشید کو بتایا گیا کہ یہ "حدیثیں" گھڑتا ہے اور آگے پھیلاتا ہے۔ اس نے حکم دیا کہ اس کی گردن مار دی جائے۔ اس پر وہ آدمی ہنس پڑا۔ ہارون الرشید نے اسے پوچھا کہ میں نے تو تمہاری گردن مارنے کا حکم دیا ہے اور تم ہنس رہے ہو۔ وجہ کیا ہے؟

اس آدمی نے کہا کہ بات یہ ہے کہ میں اب تک کم وبیش سولہ ہزار من گھڑت "حدیثیں" لوگوں میں پھیلا چکا ہوں۔ میری گردن تو مار دی جائے گی لیکن ان "حدیثوں" کا آپ کیا کریں گے؟

تاریخ میں آتا ہے کہ اس آدمی کا یہ جواب سن کر ہارون الرشید سر پکڑ کر بیٹھ گیا!

یہ صرف ایک آدمی کا کام تھا۔ پتہ نہیں علاوہ ازیں کتنے افراد نے یہ کام کیا ہے؟

محدثین پر اللہ تعالیٰ کی ہزار ہا رحمتیں نازل ہوں! انہوں نے خدمت دین کے جذبے سے علم حدیث پر کام کیا اور تحقیق کر کے لاکھوں روایات میں سے چند ہزار روایات ہی کو قبول کیا اور انہیں کتب احادیث میں جمع و درج کیا۔ اس کام کے لئے انہوں نے محنت شاقہ سے کام لیا' روایات کے حصول کے لئے انہیں ہزاروں میل کا سفر کرنا پڑا۔ یہ دینی محنت تھی جو پورے خلوص کے ساتھ کی گئی تھی۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اس کے مقابلے میں "تصوف و طریقت" کے میدان میں "تقدیس" اور "عقیدت" کا غلبہ رہا ہے۔ "جوش عقیدت" سے کفر و شرک' بدعات' جھوٹی روایات اور ہر قسم کی خرافات کو قبول کر لیا گیا اور یہ دیکھنے کی زحمت گوارا نہیں کی گئی کہ اس کی زد آخر کہاں جا کر پڑے گی؟ مسلمانوں میں بے دینی اور گمراہی کا آغاز ہو جائے' یہ بات ہر حساس اور باشعور مسلمان کے لئے ناقابل تصور و برداشت ہے۔ لیکن جاہل "صوفیوں" اور "پیروں" کے لئے یہ معمولی اور نظرانداز کر دینے والی بات ہے۔ چنانچہ انہیں کوئی پرواہ نہیں رہی کہ ان کے "ملفوظات" سے لوگوں کے عقائد خراب ہو رہے ہیں' "مراقبوں اور چلہ کشیوں کے سلسلوں" سے مسلمانوں کا دینی مزاج اور رنگ کچھ سے کچھ بن رہا ہے' "عرس و نیاز" اور دیگر باطل رسوم و مظاہر سے وہ اپنے ساتھ اپنے "مریدوں اور عقیدت مندوں" کو بھی خسارے کی طرف لے جا رہے ہیں! جب کوئی انسان صحیح راستے سے بھٹک جائے اور کسی دوسرے فرد کی طرف سے صحیح راستے کی نشان دہی و رہنمائی کے باوجود صحیح راستے کی طرف نہ آنا چاہے تو اسے گمراہ (راستہ گم کر دینے والا) اور جاہل ہی کہا جائے گا۔ "تصوف" کی دنیا میں پہلے بھی جہالت کا بڑا عمل دخل تھا اور اب بھی ہے۔

عربی زبان کا مقولہ ہے کہ "تقدیر الرجال' لاتقدیس الرجال" یعنی نیک لوگوں (چاہے وہ کتنی ہی صالحیت کیوں نہ رکھتے ہوں) کی قدر تو کی جائے گی لیکن ان کو درجہ تقدیس نہیں دیا جا سکتا۔ مطلقاً تقدیس صرف اللہ تعالیٰ کو لائق ہے۔ وہی تمام قسم کے عیوب' کمزوریوں' غلطیوں' خطاؤں اور نقائص وغیرہ سے پاک ہے۔ جبکہ یہ کمزوریاں بشریت یعنی انسانوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنی مشیت و حکمت کے تحت جس انسان کے بارے میں اور جس حد تک چاہتا ہے' اسے ان سے پاک کر دیتا ہے۔ چنانچہ اس نے انسانوں میں سب سے بہترین انسانوں یعنی انبیاء علیہم السلام کو معصوم عن الخطاء ہونے کی فضیلت بخشی۔ ان کے معصوم عن الخطاء ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان سے نہ ہونے کے برابر خطاؤں کا صدور ہوا ہے۔ اور اگر کبھی ان سے کوئی معمولی سا گناہ یا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

غلطی سرزد ہوئی بھی ہے تو اللہ تعالیٰ کا قانون اور دستور ان کے لئے یہ ہے کہ انہیں ان غلطیوں پر قائم نہیں رہنے دیا گیا بلکہ فوراً وحی الٰہی کے ذریعہ سے ان کی اصلاح کر دی گئی۔ یہ عصمت انسانوں میں سے صرف انبیاء علیہم السلام ہی کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن اس کے باوجود انہیں اللہ تعالیٰ نے درجہ تقدیس نہیں دیا۔

مگر برا ہو "متصوفین" اور اہل بدعت کا کہ ان میں سے بعض نے اپنے "شیوخ" کو بھی انبیاء علیہم السلام کی طرح معصوم کا درجہ دے رکھا ہے' بلکہ بعض نے تو ان کو درجہ تقدیس تک دے دیا' معاذ اللہ!

ہمارے پاکستانی معاشرہ میں عوام الناس پر "پیرمافیا" کا جادو زور وشور سے چل رہا ہے۔ "پیرمافیا" کیا ہے؟ اس کے لئے دور جانے اور زیادہ تردد کرنے کی ضرورت نہیں' روزانہ کے اخبارات کا مطالعہ کافی رہے گا۔ آئے روز ان کے حوالے سے کوئی نہ کوئی خبر یا رپورٹ شائع ہوئی ہوتی ہے۔ ان خبروں اور رپورٹوں سے ان "پیروں" کے کردار پر روشنی پڑتی رہتی ہے۔ لوگوں کے عقائد میں بگاڑ' خواتین کی عزتوں کی بے حرمتی' نذرانوں کے نام پر ایمان اور مال وجائیداد پر ڈاکے' فرقہ واریت کے فروغ کی کوششیں' عصبیتوں کو ہوا دینا اور دیگر کئی قسم کے مفاسد کو بڑھانے کے لئے ان کی سازشیں اب کافی حد تک بے نقاب ہو چکی ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ عوام الناس اس کے باوجود "پیروں" سے رجوع کرنے اور ان سے اپنے مسائل ومشکلات حل کروانے (جو وہ کر نہیں سکتے' بلکہ ان کی بہت بڑی اکثریت ڈرامہ باز ہے اور وہ ناٹک رچاتے رہتے ہیں) کے لئے ان کے پاس جاتے رہتے ہیں۔

"پیری اور مریدی" کا یہ چکر اور کھیل ازحد خطرناک ہے۔ اس کے بدیہی مضر اثرات اور نقصانات تو بہت زیادہ ہیں' ہم یہاں صرف دو پہلو بیان کرنا چاہتے ہیں:

"پیری اور مریدی" میں عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ "پیر" اپنے "مرید" کو جو کچھ حکم دیتا ہے' "مرید" کے لئے وہی حرف آخر ہوتا ہے۔ وہ چون وچرا تک نہیں کر سکتا۔

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

یہ جاہلیت ہی کا تو نتیجہ ہے' "پیر" بھی جاہل اور "مرید" بھی جاہل۔ "پیر" اس لئے جاہل ہے کہ وہ "مرید" کو اپنا مقلد بنا رہا ہے' جو کچھ وہ "مرید" کو کہتا ہے وہ اس پر آمَنَّا وَ صَدَّقْنَا کہہ دیتا ہے' اور "مرید" اس لئے جاہل ہے کہ وہ "پیر" کے "فرمانوں" پر آنکھیں بند کر کے عمل کرتا ہے' چاہے "پیر" اسے کیسی ہی غلط تعلیم دے رہا ہو۔ حالانکہ "پیر اور مرید" دونوں پر اللہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی لازم ہے۔ لیکن کیا کیجئے! اگر لوگوں کی مت ہی ماری گئی ہو تو ان سے اللہ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی امید کیسے کی جاسکتی ہے! ہم نے آج تک نہ دیکھا' نہ پڑھا اور نہ سنا کہ کوئی "پیر" صحیح معنوں میں دین کی سوجھ بوجھ رکھنے والا اور دین کا مبلغ ہے' ان کی ۱۰۰ % تعداد دین کے اصلی فہم سے کوری اور بے بہرہ ہے' انہیں پتہ ہی نہیں کہ دین ہے کیا؟ بلکہ وہ شرک وبدعات اور خرافات وخفوات میں سراپا ڈوبے ہوتے ہیں۔

اب دوسرا پہلو بھی دیکھئے:۔

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر ہیں' امام الانبیاء ہیں' خاتم النبیین ہیں' شفیع الموحدین ہیں' دیگر کئی فضائل ومراتب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے وابستہ ہیں۔ لیکن اس کے باوجود قرآن میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کر کے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:۔

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا اِلَّا مَا شَاءَ اللّٰهُ

(ترجمہ) "(اے نبی! لوگوں کو) کہہ دیجئے کہ میں اپنی ذات کے لئے کسی نفع ونقصان کا مالک نہیں ہوں' مگر جو اللہ چاہے۔"

ایک طرف یہ خوبصورت اور مصفّٰی قرآنی مثال ہے اور دوسری طرف "تصوف وطریقت" کے میدان کی خرافات اور گندگی دیکھئے کہ "مرید" اپنے "پیروں" کے بارے میں یہ یقین رکھتے ہیں کہ وہ ان کو قیامت والے دن بچالیں گے' اناللہ وانا الیہ راجعون! حالانکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات مبارکہ میں اپنی سب سے چھوٹی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کر کے فرمایا تھا:"بیٹی! تم اپنے لئے ابھی سے عمل کا ذخیرہ کرلو۔ میں قیامت والے دن تمہیں نہیں بچاسکوں گا۔" لیکن شرک وبدعات کی نحوست

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کے مارے ہوئے اور عقل کے اندھے یہ "پیر" ایسی روایات کو دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ انہیں یہ خدشہ لاحق ہے کہ ہم نے ضعیف اور من گھڑت روایات والے جو ریت کے محل کھڑے کئے ہیں کہیں وہ تباہ و برباد نہ ہو جائیں۔ پھر بھی انہیں دعویٰ ہے "عشق رسول" کا! ویسے "عشق" کے لفظ کا استعمال بھی عجیب ہے۔ وہ لفظ جس کا استعمال کوئی بھی آدمی اپنی ماں' بہن اور دیگر عزیز خواتین کے لئے پسند اور برداشت نہیں کرتا' اس لفظ "عشق" کا استعمال یہ "عاشق" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے لئے بڑے "شوق" سے کرتے ہیں' انا للہ وانا الیہ راجعون! شاعر نے صحیح کہا ہے کہ

کہتے ہیں جس کو عشق
خلل ہے دماغ کا

پاک و ہند کے بہت سے لوگوں میں "مزاروں" پر جا کر صاحب "مزار" سے یا اس کے ذریعے سے مرادیں اور دعائیں مانگنے کی رسم یا غلط عقیدہ بھی پھیلا ہوا ہے۔ مسلمانوں کو انسانوں میں سے اگر کسی سے یا کسی کے ذریعے سے مرادیں اور دعائیں مانگنی جائز ہوتیں تو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی ہو سکتی ہے' لیکن ایسا نہیں ہوا۔ اسلام نے اس کی بھی اجازت نہیں دی چہ جائیکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی امتی کے ساتھ دعاؤں اور مرادوں کا سلسلہ قائم کیا جائے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ میں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین (جنہوں نے دین ہم تک پہنچایا ہے) نے کبھی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جا کر مرادیں اور دعائیں نہیں مانگیں' نہ ان کے بعد تابعین' تبع تابعین' ائمہ حدیث' محدثین اور فقہاء نے ایسا کیا۔ آج تک علمائے ربانیین نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی سے "مرادیں" مانگنے کا وسیلہ نہیں پکڑا۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ زندگی کا یہ واقعہ ہوش اور عقل و شعور رکھنے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

والوں کی نصیحت و عبرت کے لئے ان شاء اللہ بہت کافی ہے' اگر وہ سمجھنا چاہیں:۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کسی جگہ پر (غالباً مسجد نبوی میں) کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کچھ ارشاد فرمارہے تھے۔ ایک صحابی کہتے ہیں:۔

"جس طرح اللہ چاہے اور اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) چاہیں۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو فوراً ٹوک دیا اور فرمایا:۔

"صرف یہی کہو کہ جس طرح اللہ چاہے۔"

بنابریں حاجتیں اور مرادیں مانگنے' مصائب و مشکلات اور دعاؤں میں پکارنے کے لئے صرف اللہ رب العالمین ہی کی ذات ہے جسے پکارا جاسکتا ہے۔ نفع و نقصان صرف اسی کے اختیار میں ہے' مصیبتوں کو وہی ٹالتا ہے اور مشکلات میں سے لوگوں کو وہی نکالتا ہے۔ حاجت روا' مشکل کشا' فریادرس' دستگیر' گنج بخش و رنج بخش صرف وہی ہے۔ کائنات میں اس کے سوا اور کوئی بھی ہستی ایسی نہیں ہے جس میں یہ صفات ہوں یا جو ان صفات میں اللہ تعالیٰ کی شریک ہو۔ وہ اس کائنات کا اکیلا اور بلا شرکت غیرے مالک ہے' وہی اس کائنات کا خالق' حاکم اور مدبر ہے۔ رب العالمین اسی کی ذات ہے۔ تمام جہانوں کی ہر قسم کی مخلوق کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے اور ان سب کا رزق صرف اسی کے ذمہ ہے۔ اس کائنات کی تمام مخلوق (فرشتے' جن' انسان وغیرہ) اسی کی تابع اور محتاج ہے' وہ ہر قسم کی احتیاج سے بے نیاز ہے۔ وہ سب سے بلند اور بزرگ و برتر ہے' کوئی اس کی برابری نہیں کرسکتا۔

قرآن و صحیح احادیث میں ہر مسلمان کے لئے یہ عقیدہ جتایا گیا ہے لیکن بہت سے لوگوں نے اپنے اوپر خود ظلم کیا کہ ان صفات میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بندوں کو بھی شریک کرلیا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں کفار و مشرکین بھی یہی کہتے تھے کہ "اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہمارے (ہاتھ کے بنائے ہوئے) یہ بت بھی شریک ہیں۔ یہ ہمیں اللہ سے رزق دلاتے ہیں' ہماری دعائیں اللہ کے سامنے پیش کرکے ان کو قبول کرواتے ہیں۔ اللہ نے انہی میں سے کسی کو بارش برسانے کا اختیار دے رکھا ہے تو کسی کو اولاد عطا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

کرنے کا۔۔۔ وغیرہ" (معاذ اللہ) اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جگہ جگہ کفار و مشرکین کے ان عقیدوں کو رد کرتے ہوئے فرمایا کہ "یہ شرک ہے اور شرک کے مرتکب کے لئے قطعاً کوئی معافی نہیں ہے۔" چاہے اس کا ارتکاب کلمہ طیبہ کا اقرار نہ کرنے والا کافر و مشرک کرے یا کلمہ پڑھنے والا کوئی "مسلمان"۔

ویسے یہ عجیب اتفاق ہے کہ مرادیں اور دعائیں مانگنے کے حوالے سے اہل بدعت اور ہندوؤں کا طریقہ کار بہت حد تک ایک دوسرے سے مماثل ہے۔ صرف یہی نہیں بلکہ ہندوؤں کی اکثر رسوم اور اہل بدعت کے اکثر بدعی طریقے باہم ملتے جلتے ہیں۔ صحیح تر بات یہ ہے کہ ہمارے ہاں جو بدعات اور دین کے نام پر بہت سی رسمیں جو جاری ہیں' یہ ہندوؤں سے متاثر ہو کر لی گئی ہیں۔

قرآنی و نبوی تعلیمات سے شرک و بدعات کی جڑ کٹ جاتی ہے۔ اسی لئے اہل بدعت کا شیوہ ہے کہ وہ اپنے متعلقین کو ان سے دور رکھنے کی کوشش کرتے ہیں' اور اگر کبھی انہیں اپنے "مریدوں" یا مخالفین کے سامنے ان میں سے کچھ بیان کرنا بھی پڑے تو وہ آیات و احادیث کو بیان کرتے ہوئے انہیں اپنے مطلب کے مطابق ڈھالتے ہیں اور ان کے مفہوم کو توڑ مروڑ کر عوام الناس کے سامنے پیش کرتے ہیں' استغفراللہ! یہ اتنی بڑی جسارت ہے کہ اس سے یقیناً اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھتا ہوگا اور غیرت الٰہی جوش میں آتی ہوگی' لیکن چونکہ ان ظالموں کے ساتھ معاشرہ میں اہل توحید بھی موجود ہیں' اس لئے اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کے مطابق کوئی بڑا عذاب نہیں لاتا۔ لیکن یہ مجرم قیامت کے دن ہرگز ہرگز اللہ تعالیٰ کی سزا اور عذاب سے نہیں بچ سکیں گے' ان شاء اللہ!

"ظاہر و باطن" کی خصوصی تقسیم "مذہب تصوف" کی پیدا کردہ ہے' قرآن و سنت نے ہرگز ہرگز ایسی کوئی خصوصی تقسیم اور نظام وضع نہیں کیا۔ لیکن "صوفیوں" نے "ظاہر و باطن" کی تقسیم کرتے ہوئے مسلمانوں میں باقاعدہ دو الگ الگ گروہ اور مکاتب فکر بنا دیئے۔ اور تو اور' انہوں نے اپنے من گھڑت' جھوٹے اور گمراہی سے بھرپور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"علم باطن" کو علم ظاہر یعنی قرآن وحدیث پر فوقیت اور برتری دلانے میں وہ گھسے پٹے اور خود ساختہ "دلائل" دیئے جو دین کی روح سے خالی اور عاری ہیں۔ ان کے ان "دلائل" کو پڑھ اور سن کر ایک طرف ہنسی آتی ہے تو دوسری طرف ان کے بودے دلائل' مبلغ علم اور جاہلیت پر افسوس بھی ہوتا ہے۔۔

تاریخ المسلمین سے ہمیں یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ خیرالقرون کے کچھ عرصہ بعد باقاعدہ ایک باطنی فرقہ وجود میں آیا' جس کے پیروکار اس دور کے مسلم حکام' مبلغین اسلام' داعیان وعلمائے دین اور اہل توحید کو قتل کردیا کرتے تھے تاکہ اسلام کا آفاقی نور اس کرہ ارض پر نہ پھیل سکے۔ اس باطنی فرقہ نے دین کی تبلیغ و اشاعت کو روکنے میں سردھڑ کی بازی لگادی اور طرح طرح کی سازشوں سے کام لیا۔ انھیں "حشیشین" بھی کہا جاتا تھا۔ نوجوان لڑکیاں اور حشیش (ایک نشہ آور چیز) ان کے "خصوصی" ہتھیار تھے۔ صحیح روایات تاریخ میں آتا ہے کہ اس باطنی فرقہ کے پس پردہ یہود ونصاریٰ کام کررہے تھے' خصوصاً یہود۔ اس فرقہ کا بانی بھی عبداللہ بن سبا نامی ایک یہودی تھا۔

بہرحال' عرض کیا جارہا تھا کہ اسلام نے علم ظاہر اور علم باطن کی خصوصی تقسیم نہیں کی' نہ الگ الگ ایسی کوئی تعلیم دی ہے۔ اسلام تو یہ کہتا ہے کہ اگر تم زبان سے کوئی دعویٰ اور اقرار کرتے ہو تو پھر اس کے ساتھ ساتھ تمہارا عمل اس کی تصدیق کرے۔ تمہارے قول وفعل میں یکسانیت پائی جائے۔ ایسا نہ ہو کہ تم دورنگی کا شکار ہوجاؤ' تمہارا زبانی اقرار کچھ ہو اور تمہارے عمل سے کچھ اور ہی جھلک نظر آتی ہو!

"غوث" عربی زبان کا لفظ ہے' جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ ذات جس سے استغاثہ کیا جائے' مصائب مشکلات میں مدد مانگی جائے' دعائیں مانگی جائیں اور جس سے فریاد کی جائے۔ یہ صفات تو صرف اللہ وحدہ لاشریک کی ہیں' اور کسی کی نہیں ہیں چاہے وہ کسی نبی کی ذات ہو یا کوئی "ولی" ہو۔ لیکن کلمہ گو مشرکوں نے "غوث" بلکہ "غوث اعظم" کا خطاب شیخ عبدالقادر جیلانی کی طرف منسوب کررکھا ہے۔ سوچنے کی بات تو یہ ہے کہ اگر یہ خطاب کسی انسان کو لائق ہوتا تو یہ صرف نبی آخرالزماں' سردار انبیاء محمد رسول اللہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کو ملتا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ نہ قرآن نے اس کی اجازت دی' نہ صحیح احادیث رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں اس کا تذکرہ ہوا اور نہ ہی آثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں اس بارے میں کوئی اشارہ تک ملتا ہے۔ حتیٰ کہ شیخ عبدالقادر جیلانی نے بھی ہرگز ہرگز یہ نہیں کہا کہ میں تمہارا "غوث اعظم/غوث" ہوں' تم مجھی سے فریادیں کرنا۔ ہمارے وہ بھائی جو شیخ عبدالقادر جیلانی کو "غوث اعظم" مانتے ہیں' ہم ان کو شعوری دعوت دیتے ہیں کہ وہ سنجیدگی کے ساتھ دین سمجھنے کی نیت اور ارادے سے قرآن کریم اور صحیح احادیث کا مطالعہ کریں (بازار سے قرآن کریم اور کتب حدیث کے اردو تراجم دستیاب ہیں)! اللہ کے فضل سے انہیں قرآن وحدیث میں یہی ملے گا کہ غوث/غوث اعظم یعنی حاجت روا' مشکل کشا' فریادرس' نفع ونقصان کا مالک' کرنی والا اور دستگیر صرف اللہ تعالیٰ کی ذات والا صفات ہے اور یہ کہ اللہ تعالیٰ کے سوا اور کوئی نہیں ہے جو غوث/غوث اعظم ہو۔ اللہ تعالیٰ سمجھ کی توفیق دے' آمین!

اللہ تعالیٰ پوری کائنات پر ہر وقت نگاہ رکھے ہوئے ہے' کائنات کی چھوٹی یا بڑی ایک ایک چیز اس کی نگاہ' علم اور قدرت میں ہے۔ کائنات میں ایک پتہ بھی ایسا نہیں جو گرے اور اللہ تعالیٰ کو اس کی خبر نہ ہو۔ پوری کائنات پر صرف اللہ تعالیٰ کی حکمرانی ہے۔ صرف اللہ ہی کو یہ معلوم ہے کہ کائنات میں ہر جگہ پر کیا کیا ہو رہا ہے۔ زمین کا ایک ایک ذرہ اور درختوں اور پودوں کا ایک ایک پتہ تک اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کر سکتا' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ہی مدبر وحاکم حقیقی' رب العالمین اور عالم الغیب ہے۔ اور کوئی ذات ایسی نہیں جو ایسی صفات اور مطلق اختیار رکھتی ہو۔ یہ وہ عقیدہ ہے جو قرآن و حدیث میں مسلمان کو بتایا گیا ہے۔ اس سے ہٹ کر جو لوگ بھی ذہن رکھتے ہیں اور بعض "بزرگوں اور پہنچے ہوؤں" کے بارے میں بھی ایسا عقیدہ رکھتے ہیں وہ شدید ترین گمراہی میں مبتلا ہیں۔

دنیا میں عذاب آتے ہیں تو لوگ ان کی مختلف وجوہات بیان کرتے ہیں' اور اصل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

بات کی طرف توجہ ہی نہیں دیتے۔ کوئی جغرافیائی تبدیلیوں کو ان کا سبب قرار دیتا ہے' کوئی ادارہ موسمیاتی تغیرو تبدل کو ان کا باعث بتاتا ہے۔ سمندری طوفان آجائے تو ہواؤں اور چاند کے گھٹنے بڑھنے سے اس کا تعلق جوڑا جاتا ہے۔ زلزلے کا عذاب آئے تو لاوے (ایک زمینی سیال مادہ جو بعض پہاڑوں کے نیچے موجود ہوتا ہے۔ ان پہاڑوں کو آتش فشاں پہاڑ کہا جاتا ہے) کو اس کی وجہ بتایا جاتا ہے۔ اسی طرح آتش فشاں پہاڑ پھٹ کر انسانوں کی ہلاکت وبربادی ہوجائے تو لاوے کو اس کا باعث بتایا جاتا ہے۔ زمین پر کہیں خشک سالی کا عذاب آجائے تو بھی عجیب وغریب نکتے تراشے جاتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ عذابوں کے آنے کی اصل وجہ اللہ تعالیٰ کی کھلی نافرمانی اور اس سے بغاوت کا رویہ ہوتا ہے۔ کفرو شرک کے باعث ہی عذاب مسلط ہوتے ہیں۔ قرآن کریم میں مختلف مغضوب اقوام کا جہاں کہیں بھی ذکر آیا ہے' اس سے یہی مترشح ہے کہ وہ لوگ سرعام اور اجتماعی طور پر کفرو شرک کرنے والے تھے اور ان کا رویہ اللہ کے باغیوں' نافرمانوں اور سرکشوں والا تھا۔ چنانچہ پھر ان پر اللہ کے مختلف عذاب ٹوٹ پڑے اور وہ اقوام صفحہ ہستی سے خس وخاشاک کی طرح مٹ گئیں۔ آج بھی زلزلوں' سیلابوں وغیرہ کی صورت میں عذاب آنے کی وجوہات وہی ہیں' جو اوپر بیان ہوئی ہیں۔ اس لئے جب تک دنیا کے کافرو مشرک (کلمہ گو وغیر کلمہ گو مشرک دونوں) اور بے عمل مسلمان سمیت سب لوگ اپنے گناہوں سے توبہ اور اللہ کی طرف رجوع کرکے دین کا نفاذو قیام عمل میں نہیں لاتے' یہ عذاب آتے رہیں گے۔ یہ تو چھوٹے چھوٹے دنیاوی عذاب ہیں' (اللہ تعالیٰ بچائے) آخرت کا بڑا' دردناک اور ہمیشہ کا عذاب تو ابھی باقی ہے' اعاذنا اللہ منہ!

اب ہمیں مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ کے نام مونس زبیری صاحب کے خط (جو اس کتاب کا حصہ ہے) کے حوالے سے کچھ معروضات اور توضیحات لکھنی ہیں:۔

مونس زبیری صاحب نے اپنے خط کے آغاز میں لکھا ہے کہ:۔

"یہ ایک ناقابل تردید حقیقت ہے کہ پیر صاحب (ذکر ہو رہا ہے پیر صاحب دیول شریف کا ـــــ) کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی۔ اور جب وہ "وحدت الوجود"

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

عالم الغیب" اور دیگر عنوانات پر خطاب فرماتے ہیں تو سننے والے ورطہ حیرت میں غرق ہو جاتے ہیں۔"

ہمیں مونس زبیری کی اس بات سے قطعاً کوئی اختلاف نہیں ہے کہ "پیر صاحب نے کسی مدرسہ میں تعلیم نہیں پائی۔" ہم تو خود یہ بات کہتے ہیں اور یہ ہمارا ہی مشاہدہ نہیں ہے یقیناً اہل علم بھی اس کی تصدیق و تائید کریں گے کہ "پیروں" اور "سجادہ نشینوں" کی ۹۹ فیصد سے زیادہ تعداد مدارس دینیہ سے پڑھی ہوئی نہیں ہوتی۔ وہ تو "تصوف وطریقت" کے "علم" کے الکل پچو چلاتے ہیں' اور شعبدہ بازیوں سے کام لیتے ہوئے "خانقاہی" اور "پیری و مریدی" کا اپنا نظام قائم رکھے ہوئے ہیں۔

جہاں تک "وحدت الوجود" اور "عالم الغیب" جیسے موضوعات پر "پیر صاحب" کی دسترس کا تعلق ہے تو یہ کوئی قابلیت اور علم کی بات نہیں ہے۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ موضوعات ومضامین' "تصوف وطریقت" کے خانقاہی نظام کا خاص حصہ ہیں' جو شرک وبدعات اور خرافات سے بھرا پڑا ہے' اور یہ کہ ان مباحث پر وہی لوگ فخر کرسکتے ہیں جو "صوفیانہ ذوق" رکھتے ہیں' ورنہ کوئی باشعور اور باعمل مسلمان' "وحدت الوجود" جیسے مشرکانہ تصور وفکر کی ہرگز ہرگز تحسین نہیں کرسکتا۔

آگے لکھتے ہیں:۔

"میں نے کسی کتاب غالباً "تذکرہ غوثیہ" میں پڑھا تھا کہ ہر پیغمبر کی کوئی نہ کوئی صفت کسی نہ کسی ولی کو تفویض کردی جاتی ہے۔ اسی کتاب میں کسی بزرگ کے متعلق لکھا تھا کہ انہیں حضرت آدم علیہ السلام کی صفت تفویض کردی گئی تھی۔ چنانچہ وہ جس عورت کی طرف نگاہ اٹھاکر دیکھتے تھے' وہ حاملہ ہو جاتی تھی۔"

ان کی اس بات پر ہم کیا تبصرہ کریں! ایسی بے شرمی کی باتیں اور جھوٹی روایات ان صوفیوں کے ذوق کا ہی حصہ ہے۔ جہاں "تذکرہ غوثیہ" جیسی جھوٹی اور خرافات سے بھری ہوئی کتب کے حوالہ جات دیئے جائیں' وہاں پھر گپوں اور جھوٹی باتوں کا چلن عام ہو تو اور کیا ہو! اگر پیغمبروں کی صفات "ولیوں" کو تفویض ہوئی ہوتیں تو ان کا ذکر قرآن میں آتا یا صحیح احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں ان کا ذکر موجود ہوتا۔ مگر ایسا

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

نہیں ہوا۔ کسی بھی دینی معاملے اور مسئلے کو جانچنے اور پرکھنے کے لئے ہم قرآن و سنت کے مکلف اور پابند ہیں۔ "تذکرہ غوثیہ" جیسی کتب کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ "تذکرہ غوثیہ" ایسی کتب تو رد کردینے اور اٹھاکر دیوار پر دے مارنے کے قابل ہیں۔ ظاہر ہے کہ اللہ کے نازل کردہ قرآن اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے ساتھ جو کتابیں ٹکرائیں' ان کے ساتھ ہر مسلمان کو ایسا رویہ ہی اپنانا چاہیئے۔

آگے جاکر ایک جگہ لکھتے ہیں:۔

"غور طلب بات یہ ہے کہ اولیاء اللہ کے مزارات پر جو لوگ جاکر دعا مانگتے ہیں' ان کی اکثر دعائیں قبول کیوں ہو جاتی ہیں!؟"

یہ خاصا عجیب وغریب اور مضحکہ خیز استدلال ہے۔ مونس زبیریؔ نے ایک ناممکن تسلیم بات کہہ دی ہے' جو کسی بھی سلیم العقل فرد کے دماغ کو اپیل ہی نہیں کرسکتی۔ کیا وہ ہروقت سروے کرتے رہتے ہیں کہ کن کن مزارات پر کون کون لوگ دعائیں مانگ رہے ہیں اور کن کن لوگوں کی دعائیں قبول ہورہی ہیں؟ ویسے بھی یہ قطعی طور پر ناممکنؔ اور جھوٹی بات ہے کہ جو لوگ "مزاروں" پر جاکر دعائیں مانگتے ہیں ان کی اکثر دعائیں قبول ہو جاتی ہیں۔

دین کی روشنی میں دیکھا جائے تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ دعاؤں کی قبولیت کا سب سے بہترین مقام بیت اللہ شریف ہے۔ علاوہ ازیں عمومی زندگی میں کچھ خاص وقت ہیں جب دعائیں اکثر قبول ہوتی ہیں' مثلاً: تہجد کے وقت' روزہ کی افطاری کے وقت' فرض نماز کے فرضوں کے بعد! اسی طرح بیماروں کی دعائیں بھی جلد اور اکثر قبول ہوتی ہیں۔ حدیث میں آتا ہے کہ دعائیں گڑگڑا کر مانگی جائیں تو جلد قبول ہوتی ہیں۔ دعاؤں کی قبولیت کے لئے دل ودماغ کا پوری طرح اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا بھی ضروری ہے۔ دعاؤں کی قبولیت کے حوالے سے یہ دینی راہنمائی ہے۔ اب اس کے مقابلے میں "مزاروں" پر دعائیں مانگنے کا مروجہ تصور کس قدر باطل اور غلط ہے' اس کے لئے دلائل درج ذیل ہیں:۔

◄ پہلی بات تو یہ ہے کہ دین پختہ قبر بنانے کی اجازت نہیں دیتا چہ جائیکہ "مزار" تعمیر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

ہوں۔ حقیقت یہ ہے کہ "مزاروں" کا تعمیر کرنا شرک وبدعات اور خرافات کا نقطہ آغاز ہے۔ یہ "مزارات" کا سلسلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بہت بعد میں "مسلمان امت" میں ہی شروع نہیں ہوا بلکہ پہلے کے کئی انبیاء علیہم السلام کے ادوار میں بھی ایسا گمراہ کن تصور موجود تھا۔ چنانچہ سیدنا نوح علیہ السلام کے دور میں کفار و مشرکین کے ہاں پانچ مشہور "مزار" موجود تھے' جن کے نام یہ ہیں:۔

ود' سواع' یغوث' یعوق' نسر۔ یہ اس دور کے نیک لوگ تھے' جن کی وفات کے بہت بعد میں کفار و مشرکین نے ان کے بت بناڈالے اور ان کی پوجا شروع ہوگئی۔ ان کا عقیدہ یہ تھا کہ یہ سب "پہنچے ہوئے" ہیں۔ ان کے توسط سے ہماری دعائیں سنی جاتی ہیں اور ہماری مشکلات و مصائب ختم ہوتی ہیں۔ ان پانچ "بزرگوں" کے "مزاروں" پر بھی میلے لگتے اور "عرس" ہوتے تھے' اور شرکیہ مراسم پورے کئے جاتے تھے۔ اسی لئے زبان وحی ترجمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے پختہ قبریں بنانے تک کی ممانعت فرمادی' تاکہ ایسے فعل سے آگے چل کر گمراہی اور شرک و خرافات کا دروازہ نہ کھل جائے۔ یوں اسلام نے یہ باب بند کیا تھا' لیکن کیا کیجئے! نام نہاد مسلمان اہل شرک وبدعت نے یہ دروازہ از خود کھول لیا اور اپنے ساتھ ساتھ بے شمار عامتہ المسلمین کو بھی شرک وبدعات کی بھٹی میں جھونک دیا' استغفراللہ!

اسی لئے مولانا الطاف حسین حالی کو پردرد انداز میں کہنا پڑا ؎

وہ دیں جس سے توحید پھیلی جہاں میں
ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں
وہ بدلا گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں
وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

جب اسلام میں "مزار" بنانے کا تصور ہی موجود نہیں ہے' تو "مزاروں" پر

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

"عرسوں" "نذرانوں" اور دعائیں مانگنے کا "رواج" آخر کیسے جائز اور مشروع ہو سکتا ہے! "مزاروں" پر دعائیں مانگنے کا تصور اب اس قدر قبیح ہو گیا کہ اس میں واضح طور پر شرک کی جھلک نظر آتی ہے۔ دعاؤں میں ان "بزرگوں" کا واسطہ اور "وسیلہ" پکڑا جاتا ہے اور تصور یہ کر لیا گیا ہے کہ "جب تک ان "بزرگوں" کا واسطہ نہ دیا جائے' ہماری دعا سنی نہیں جا سکتی اور قبول نہیں ہو سکتی۔" انا اللہ وانا الیہ راجعون!

■ اگر یہ لوگ قرآن پر غور کرتے اور اسے سمجھ کر پڑھنے کی کوشش کرتے تو انہیں وہاں جگہ جگہ پر نظر آئے گا کہ مصائب و مشکلات میں صرف اللہ ہی کو پکارو اور دعائیں اسی سے مانگو۔ اس کے سوا اور کوئی نہیں ہے جو لوگوں کی دعائیں سن سکے اور قبول کر سکے۔

اس حوالے سے قرآن وحدیث میں سے چند اشارے ملاحظہ ہوں:

﴿ وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴾ (یونس:۱۰۶)

(ترجمہ) "اور اللہ کے سوا کسی کو (بھی) مت پکارو' جو تجھے نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان۔ اگر تو نے یہ کام کیا تو (تمہارا) شمار ظالموں میں ہو گا۔"

﴿ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗ اِلَّا هُوَ ﴾ (یونس:۱۰۷)

(ترجمہ) "اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی مصیبت میں مبتلا کر دے تو اس مصیبت کو دور کرنے والا اللہ کے سوا اور کوئی نہیں۔"

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَمْلِكُوْنَ لَكُمْ رِزْقًا فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰهِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْهُ ﴾ (العنکبوت:۱۷)

(ترجمہ) "بے شک جن لوگوں کی تم اللہ کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہو' وہ تمہارے لئے رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ اس لئے تم اللہ ہی کے ہاں سے رزق مانگو اور اسی کی عبادت کرو۔"

﴿ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ○ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وَ كَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِيْنَ ﴾ (الاحقاف:٦)

(ترجمہ) "اور ان لوگوں سے زیادہ کون گمراہ ہو سکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں' جو قیامت تک ان کی دعا (اور پکار) قبول نہ کر سکیں بلکہ (وہ) ان کی آواز سے بھی بے خبر ہوں۔ اور جب (قیامت کے دن) سب لوگ جمع کئے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت سے انکار کر دیں گے۔"

﴿ أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ ﴾ (النمل:٦٢)

(ترجمہ) "مضطر (بے بس) شخص کی دعا کو قبول کرنے والا اور مشکل کو حل کرنے والا اللہ کے سوا کون ہے!"

یہ تو تھے قرآن میں درج چند ارشادات الٰہی! اب ذیل میں ایک ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ملاحظہ کیجئے:

جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے ارشاد فرمایا:

"جان لو کہ اگر ساری امت تجھے نفع پہنچانے کے لئے جمع ہو جائے' اور اگر اللہ نہ چاہے تو (تمہیں) ہرگز نفع نہیں پہنچا سکتی۔" (صحیح بخاری و صحیح مسلم)

یہ ہیں قرآن و حدیث کی صاف شفاف اور نکھری تعلیمات! جو دنیا و آخرت دونوں میں کامیابی کی ضمانت ہیں' لیکن اگر لوگوں کو دماغی خلل لاحق ہو جائے اور وہ ایک اللہ کو چھوڑ کر بہت سے فوت شدہ "پہنچے ہوئے بزرگوں" سے دعائیں مانگنے اور فریادیں کرنے لگیں تو پھر انہیں سمجھانے اور ان کے لئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا مانگنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے! ہم سب کے اختیار میں تو یہی ہے کہ ان کو اچھے انداز سے سمجھایا جائے' ہم اسی کے مکلف ہیں۔ رہی ہدایت تو وہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے' ہدایت دیتا ہے۔ اور ہدایت بھی وہ انہی لوگوں کو دیتا ہے جو ہدایت کے طلبگار ہوں۔

اوپر ہم نے اپنی جو کچھ معروضات و نکات تحریر کئے ہیں' ان کا مقصد معاشرتی اصلاح کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ لوگوں کی انفرادی و اجتماعی اصلاح اور بہتری ہی

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مطلوب و مقصود ہے۔ ممکن ہے کہ بعض لوگوں کو کہیں کہیں زبان کی تیزی محسوس ہو' لیکن یہ گزارشات پورے خلوص' ہمدردی اور جذبہ خیرخواہی کے تحت پیش کی گئی ہیں۔ اس لئے کہ ہمارا دین حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم "الدین النصیحہ" کے مطابق سراسر خیرخواہی کا نام ہے۔

یہ معروضات فرقہ واریت یا فرقہ بازی کو ہرگز ہرگز نہیں ابھارتیں بلکہ یہ فرقہ واریت کے خاتمے کی تدابیر اور امت کے عروج کے راستے کی طرف رہنمائی کرنے والے نشانات راہ ہیں۔ اگر کچھ لوگ انہیں اختلافی مسائل یا فروعی مسائل کی لاحاصل بحث کہہ کر ہمیں مطعون کریں تو شوق سے ایسا کرتے رہیں۔ ہمیں اس کی ذرہ برابر پرواہ نہیں ہے۔ یہ قطعاً فروعی یا اختلافی مسائل نہیں ہیں۔ ہم نے اللہ کے فضل سے کتاب و سنت کے مطابق جو حق جانا ہے' اسے بے جھجک بیان کر دیا ہے۔ رد کتاب و سنت کا نہیں ہو سکتا' لوگوں کے برے اعمال' غلط عقائد اور فاسد فکر و نظریات کا ہو سکتا ہے اور ہونا چاہئے۔ ہر مخلص مسلمان کا یہ فرض ہے کہ وہ خود بھی کتاب و سنت پر چلے اور دوسروں کو بھی انہی کی طرف دعوت دے۔ جو لوگ قرآن و سنت کی تعلیمات کے غلط مطالب نکالیں اور کتاب و سنت سے ہٹ کر لوگوں کو غلط افکار و نظریات کی دعوت دیں' ان کی نکیر و تردید کرنا اور انہیں دینی بصیرت کے ساتھ سمجھانا ہر مسلمان کا فرض ہے اور یہ شیوہ مسلمانی ہے۔ حجت اور اتھارٹی Authority صرف قرآن و سنت ہیں۔ اس لئے دفاع کیا جائے گا تو کتاب و سنت کا کیا جائے گا۔ اہل علم و دانش اور دیگر قارئین سے یہ گزارش ہے کہ وہ غلط عقائد و نظریات اور فاسد افکار سے لوگوں کو بچانے کے لئے کمربستہ ہو جائیں اور عامتہ المسلمین کی اصلاح اور قرآن و سنت کی بنیاد پر دین کی اشاعت و ترویج کے لئے دن رات ایک کر دیں' تاکہ یہ امر ہم سب کے لئے آخرت کی بہتری کا ذریعہ بن سکے' جزاکم اللہ خیراً! اسلام نے ہمیں اس کام کے لئے پابند اور مکلف بنایا ہے۔ دعوت دین' امر بالمعروف و نہی عن المنکر کے اس کام میں اچھے اخلاق کو سامنے رکھنا بہت ضروری ہے۔ قرآن میں آتا ہے کہ:

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِیْ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

هِیَ اَحْسَنُ

(ترجمہ) "تم اپنے رب کے راستے (دین) کی طرف (لوگوں کو) حکمت اور اچھی موعظت کے ساتھ دعوت دو' اور ان سے بحث کرو عمدہ طریقے کے ساتھ۔" دعوت دین اور لوگوں کی اصلاح کا یہ کام بہت ضروری ہے ورنہ اس سے عدم توجہی اور سستی ہمیں آخرت کے بڑے عذاب سے ہرگز ہرگز نہیں بچا سکے گی' اعاذنا اللہ منہ!

اللہ رب العالمین کی بارگاہ عالیہ میں عاجزانہ دعا ہے کہ وہ ہم سب کو اپنے دین کا سپاہی بنائے اور ہمیں دین و دنیا کی سرفرازیوں سے نوازے' آمین!

وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ

(اراکین ادارہ)

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

علامہ عبدالرزاق ملیح آبادی رحمہ اللہ کا یہ فکر انگیز مضمون ۱۹۲۵ء میں کتاب "الوسیلہ" کے اردو ترجمہ میں بطور مقدمہ شائع ہوا تھا۔ درحقیقت یہ ایک مخلص و قانت اور دردمند مسلمان عالم دین کی پکار تھی اور بھٹکے ہوئے اور بدعقیدہ "مسلمانوں" کو ایک اکیلے معبود کی طرف بلاوا تھا۔ بناء بریں کتاب کے موضوع سے مطابقت و مناسبت اور اس کی افادیت کے پیش نظر ہم اس مضمون کو بھی شامل اشاعت کر رہے ہیں ——— (ادارہ)

سیدنا انس رضی اللہ عنہ بنی امیہ کے زمانے میں رویا کرتے تھے کہ عہد اول کا دین باقی نہیں رہا۔ اگر وہ ہمارے اس زمانے کو دیکھتے تو کیا کہتے؟ کیا وہ ہمیں "مشرک" قرار نہ دیتے اور ہم انہیں کوئی برا نام نہ دیتے کیونکہ اِس وقت اور اُس وقت کے اسلام میں اب اگر کوئی مشترک چیز باقی رہ گئی ہے تو صرف لفظ اسلام ہے یا چند ظاہری و رسمی عبادتیں ہیں' اب وہ بھی بدعت کی آمیزش سے پاک نہیں۔ کتاب اللہ جیسی آسمان سے اتری تھی اب تک بے غل و غش قائم ہے۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مدون و محفوظ مسلمانوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ مگر کتنی بڑی بدنصیبی ہے کہ دونوں مہجور و متروک ہیں۔ طاقوں اور الماریوں کی زینت ہیں' یا گنڈوں' تعویزوں میں مستعمل ہیں۔ مسلمان اپنی عملی زندگی میں ان سے بالکل آزاد ہیں اور باوجود ادعائے اتباع ان سے مخالف چل رہے ہیں۔ اجمیر کا عرس دیکھنے کے بعد کون کہہ سکتا ہے کہ یہ وہی مسلمان ہیں جو عامل قرآن اور علمبردار توحید تھے؟ اودھ کے ایک ہندو رہنما نے اجمیر کی کیفیت دیکھ کر کہا تھا:

"اب تک مجھے شک تھا کہ ہندوؤں اور مسلمانوں میں اتحاد ہو سکتا ہے' مگر آج یقین ہو گیا ہے۔ کیونکہ ہمارے اور مسلمانوں کے مذہب میں اگر کچھ فرق ہے تو صرف ناموں کا ہے۔ حقیقت دونوں کی ایک ہی ہے۔" اور یہ اس نے سچ کہا۔ کیونکہ اس وقت ہندوؤں اور مسلمانوں کے شرک میں فرق ہے تو ناموں اور طریقوں ہی کا ہے۔ ورنہ

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

حقیقت تقریباً ایک ہے۔ ہندو بتوں کے سامنے جھکتے ہیں تو مسلمان قبروں کے سامنے' ہندو رام و کرشن کی پرستش کرتے ہیں تو مسلمان جیلانی اور اجمیری کی۔ یہ کہنا کہ ہم پرستش نہیں کرتے' انہیں الٰہ نہیں سمجھتے' محض بے معنی ہے۔ کیونکہ ہندو بھی بجزاللہ واحد کے کسی کو بھی الٰہ سمجھ کر پرستش نہیں کرتے اور نہ مشرکین عرب کرتے تھے---- ہاں یہ ضرور ہے کہ تم اپنی پرستش کو "پرستش و عبادت" نہیں کہتے کچھ اور نام دیتے ہو۔ مگر ناموں کے اختلاف سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی۔

حساس آدمی کے لئے مسلمان مشرکوں کے حالات وخیالات معلوم کرنا ایک ناقابل برداشت مصیبت ہے۔ اس فرقہ میں عقل و نقل دونوں کا کال ہے۔ ایک طرف تسلیم کرتے ہیں کہ اللہ علام الغیوب ہے۔ سمیع وبصیر ہے۔ آسمانوں اور زمینوں میں ایک ذرہ بھی اس سے اوجھل نہیں اور نہ اس کی مرضی کے بغیر حرکت کرسکتا ہے۔ وہ ہم سے دور نہیں نزدیک ہے اور اتنا نزدیک کہ اس سے زیادہ نزدیکی ممکن نہیں' پھر وہ رحمان ورحیم ہے' غفور وغفار ہے۔ سخی ہے' بے حساب دیتا ہے۔ جبار بادشاہ نہیں کہ کسی کو اپنے در پر آنے نہ دے۔ ہر وقت اس کا دروازہ کھلا ہے' ہر وقت اس کا ہاتھ پھیلا ہے۔ ہر وقت اس کا لنگر جاری ہے۔ یہ سب اس سے زیادہ مانتے ہیں مگر---- "مگر" کے آگے عقل ودانش کی موت ہے' انسانیت اور انسانی شرافت کا رونا ہے! مگر کے بعد یہ ہے کہ قبروں کے سامنے جھکنا ضروری ہے۔ مردوں سے منتیں ماننا لازمی ہے۔ سفارش وشفاعت کے بغیر اس دربار میں رسائی ناممکن ہے۔ یہ قبر غوث اعظم کی ہے جو مرجانے کے بعد بھی "غوث" ہیں اور ملک الموت سے قبض کی ہوئی روحوں کا تھیلا چھین سکتے ہیں۔ یہ "محبوب سبحانی" ہیں' "عاشق جانثار" کو ضد کرکے مجبور کردیتے ہیں۔ یہ "غریب نواز" ہیں اور مرنے پر بھی مٹھیاں بھر بھر کے دیتے ہیں۔ چنانچہ انسانیت اور اسلام کے یہ مدعی جوق درجوق قبروں پر جاتے ہیں' ماتھے گھستے ہیں' ناک رگڑتے ہیں اور وہ سب کچھ کرتے ہیں جو کوئی شریف النفس اور خوددار انسان کسی مخلوق کے سامنے نہیں کرسکتا۔ یہ جاتے ہیں اور اس متاع عزیز کو چونے اور اینٹ کے چبوتروں پر بڑی بے

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

وردی سے قربان کر آتے ہیں۔

اگر کہا جاتا ہے کہ دیکھو! کیا کرتے ہو۔ شریعت نے منع کیا ہے' شرک ٹھہرایا ہے' جہنم سزا بتائی ہے۔ تو جواب اعراض وانکار ہے۔ تاویل و تحریف ہے۔ شریعت و حقیقت کی بحث ہے۔ ظاہر وباطن کی حجت ہے۔ وہابی و حنفی کا فرق ہے۔ قرآن کی آیت اور حدیث کے مقابلہ میں حسن بصری' شبلی' جیلانی' چشتی کے ملفوظات ہیں۔ حالانکہ ان میں سے کسی نے بھی کوئی شرک جائز نہیں رکھا۔ مگر کس سے کہا جائے! کان ہوں تو سنیں' آنکھیں ہوں تو دیکھیں' دل ہو تو سمجھیں۔

﴿ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ﴾ (اعراف: ص ۱۷۹)

"ان کے دل ہیں مگر وہ ان کو سمجھنے کے لئے استعمال نہیں کرتے' ان کی آنکھیں ہیں مگر وہ ان سے دیکھتے نہیں' ان کے کان ہیں مگر وہ ان سے سنتے نہیں' دراصل وہ جانوروں کی طرح ہیں بلکہ ان سے بھی گئے گزرے۔"

یہ صرف عوام کا ہی حال نہیں کہ جہالت کی وجہ سے معذور سمجھے جائیں' ان لوگوں کا بھی ہے جو اپنے تئیں منہ پھاڑ پھاڑ کر "علماء امت"' "وارث علوم نبوت" اور "انبیاء بنی اسرائیل" کے مشابہ بتاتے ہیں۔ ایک طرف اسفار شریعت کے حامل اور دوسری طرف حقیقت و طریقت کے رازداں ہونے کے مدعی ہیں۔ دراصل یہی لوگ اس امت کے لئے اصل فتنہ اور تمام تباہیوں اور بربادیوں کے باعث ہیں۔ انہوں نے ہی شریعت کی تحریف کی ہے اور کتاب و سنت کا دروازہ مسلمانوں پر بند کیا ہے۔ طریقت وبدعت کی تاریکی پھیلائی ہے۔ اسلام کا نام لے کر اسلام کو مسلمانوں کے دلوں سے اکھاڑ پھینکا ہے۔ تیرہ سو برس کی پوری تاریخ ہمارے سامنے کھلی ہے۔ وہ کون سی مصیبت ہے جو ان کے ہاتھوں سے نہیں آئی۔ وہ کون سی گمراہی ہے جس کا جھنڈا انہوں نے اپنے کندھوں پر نہیں اٹھایا!

سیدنا عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کہہ گئے ہیں: "کیا دین کو بادشاہوں' علماء سوء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

اور صوفیوں کے علاوہ کسی اور نے بدل ڈالا ہے؟"

الفاظ سخت ضرور ہیں اور شائد قابل مواخذہ بھی ہیں مگر دل اور جگر میں جو گھاؤ پڑے ہیں وہ اور زیادہ رونے پر مجبور کرتے ہیں۔ کون انسان ہے جو تیس کروڑ انسانوں کی بے دردانہ تباہی دیکھے اور خاموش رہے۔ کون مسلمان ہے جو امت مرحومہ پر یہ قزاقانہ تاخت اپنی آنکھوں سے دیکھے اور چپ رہے۔ کیا اس کے بعد بھی انسان دیوانہ نہ ہو جائے گا' کہ دن کو رات بتایا جاتا ہے اور آفتاب کو سیاہ ٹکیا کہا جاتا ہے۔ حق کو باطل اور باطل کو حق ٹھہرایا جاتا ہے۔ کون مسلمان ہے جس کے دل میں ذرہ بھی نور ایمان ہو اور شریعت کو ضلالت' سنت کو بدعت' ایمان کو کفر' توحید کو شرک اور شرک کو توحید ہوتے دیکھے اور جوش سے ابل نہ پڑے۔ مسلمانوں سے کہا جاتا ہے کہ "قرآن اور سنت کا فہم ناممکن ہے' لہٰذا اس سے دور رہو۔ اشخاص کی تقلید واجب ہے' لہٰذا بے چوں و چرا ہمارے پیچھے چلے آؤ۔ قبریں اونچی کرو۔ قبے بناؤ۔ "اولیاء" سے منتیں مانو۔ اللہ تک مخلوق کو وسیلہ بناؤ۔ جو چاہو کرو' بخشے جاؤ گے کیونکہ شفیع المذنبین کی امت ہو۔ یہی دین ہے' یہی شریعت ہے' یہی سنت ہے۔" کیا ہم یہ سب سنیں اور خاموش بیٹھے رہیں۔ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مصلحین امت اٹھیں اور علماء سوء کے اس "شرذمہ مشؤمہ" کے چہرہ سے نقاب الٹیں۔ تاکہ مسلمان اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں کہ ان بڑی بڑی پگڑیوں کے نیچے شیطان کو سجدہ کرنے والے سر ہیں اور ان لمبی گھنی داڑھیوں کی اوٹ میں کفر و ریاء کی سیاہی چھپی ہوئی ہے۔

کیا مسلمان اپنے عالموں اور رہنماؤں کے اسلام و اصلاح کا حال سننا چاہتے ہیں۔ سردست عبرت کے لئے یہ واقعہ نوٹ کرلیں کہ ان کے ایک "مستند عالم" نے جو صوفی اور شائد پیر بھی ہیں' تحریک خلافت کے دوران میں یہ تجویز رکھی تھی کہ علماء و مشائخ کا ایک وفد "اجمیر شریف" جائے اور خواجہ صاحب کو امت کی ایک ایک مصیبت سنا کر فریاد کرے۔ یہ صرف تجویز ہی نہ تھی' بلکہ سنا ہے کہ عملاً یہ مولوی صاحب اپنے ہم مشربوں کے ساتھ شدرحال کرکے گئے اور "مزار" پر خوب روئے پیٹے۔ مگر افسوس!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

وہاں سے کوئی جواب نہ ملا' مل بھی تو نہیں سکتا تھا۔ یوں بے مراد لوٹ چلے آئے۔ کیا یہی وہ توحید ہے جس کی بنیادیں قرآن نے قائم کی تھیں' جس کی حفاظت کے علماء دین مدعی ہیں اور جس کے اتباع و تمسک پر مسلمانوں کو ناز ہے! اگر خواجہ صاحب امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کے مصائب سے نجات دلا سکتے ہیں تو رام و کرشن کی خدائی پر مسلمان کیوں منہ بناتے ہیں۔ اس اجمیری وفد کی تحریک پرائیویٹ نہ تھی' اخبارات کے کالموں میں علانیہ کی گئی تھی۔ مگر کسی عالم نے بھی یہ اعلان کرنے والے کی زبان نہ پکڑی کہ یہ شرک ہے۔ بلکہ بہت سے مولویوں نے تو اس کی تحریراً تائید کی' جیسا کہ اخبارات کے پرانے فائل گواہ ہیں۔ کیا یہی وہ حفاظت دین ہے جس کا بیڑا وہ اٹھائے ہوئے ہیں۔

اے کاش! ضلالت وبدعت کی یہ حمایت علماء کے اسی گروہ میں محدود ہوتی جسے بدعتی کہا جاتا ہے اور اس گروہ میں منتقل نہ ہوتی جو اصلاح و تجدد کا مدعی ہے۔ یہ المناک واقعہ انتہائی رنج واندوہ کے ساتھ تاریخ کے حوالے اور مسلمانوں کے گوش گزار کرتا ہوں کہ ابھی چند دن کی بات ہے کہ اس جماعت کے ایک تعلیمی مرکز کے شیخ اعظم اور دوسرے مشائخ نے تعزیہ داری جیسی صریح بدعت بلکہ شرک کے خلاف فتویٰ دینے سے یہ کہہ کر صاف انکار کر دیا کہ موجودہ حالات میں ایسا فتویٰ "خلاف مصلحت" ہے۔

کیا یہی طریقہ شریعت کی حفاظت کا ہے؟ کیا یہی نیابت انبیاء ہے جس کا فرض ہمارے علماء اس "خوش اسلوبی" سے انجام دے رہے ہیں؟ کیا اب بھی وقت نہیں آیا کہ مسلمان آنکھیں کھولیں' اپنے مذہبی پیشواؤں کی حقیقت معلوم کریں اور دین کی حفاظت اور شرک و بدعت کے ازالہ کے لئے آگے بڑھیں؟ اسلام میں نہ پاپائیت ہے نہ روحانی پیشوائیت۔ اب وقت آگیا ہے کہ یہ خود ساختہ پیشوائیت ڈھادی جائے' تاکہ اللہ کے بندوں کا تعلق اللہ کے دین سے براہ راست ہو جائے۔ وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى نَبِيِّهٖ مُحَمَّدٍ وَّآلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ

عبدالرزاق ملیح آبادی

کلکتہ' ۱۹۲۵ء

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

جامعہ بیت العتیق
کتاب نمبر

www.KitaboSunnat.com

توحید کا شعور!

توحید اسلام کی بُنیادِ اوّل اور دوسرے لفظوں میں جان اور روح ہے۔ توحید ہے تو مسلمان کا ایمان قائم ہے، اگر مسلمان کا عقیدۂ توحید ختم ہو گیا یا اس میں بگاڑ آ گیا تو سمجھ لیجئے کہ سب کچھ اکارت چلا گیا۔ پھر مسلمان کا چھوٹا یا بڑا کوئی بھی عمل اللہ کے ہاں قبول نہیں ہو گا --- نہ نماز، نہ روزے، نہ زکوٰۃ، نہ حج، نہ صدقات و خیرات، اسی طرح دیگر تمام نیک اعمال! اللہ تعالیٰ ہم سب کو صحیح معنوں میں مُوَحّد بننے کی توفیق عنایت فرمائے، آمین!

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

مکتبہ توحید و سنت کی ایک اور شاندار تصنیف

اسباق توحید

زیر تکمیل ہے!

بہت جلد قارئین کی خدمت میں پیش کردی جائے گی، ان شاء اللہ!

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)

کتاب نمبر ________

دار المسلم - لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

www.KitaboSunnat.com

برصغیر پاک و ہند کے معروف ادیب

مولانا ماہر القادری رحمہ اللہ

جامعہ بیت العتیق (رجسٹرڈ)

کتاب نمبر ____________

نقش توحید

عقائد کی اصلاح کیلئے ایک اثر آفریں تحفہ!

دار المسلم ۔ لاہور

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز
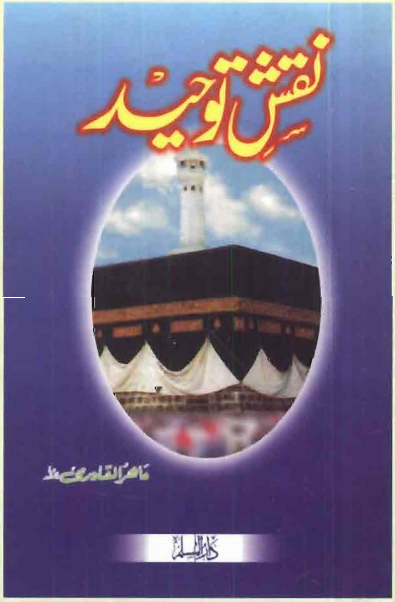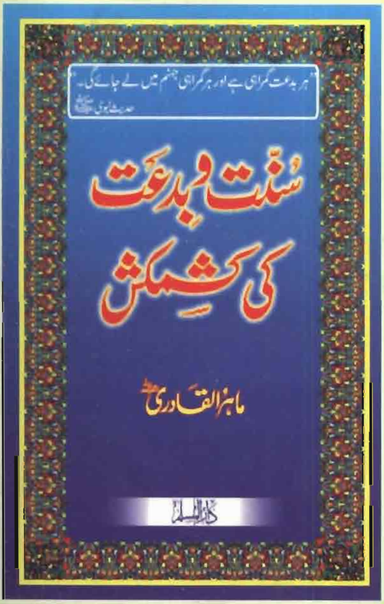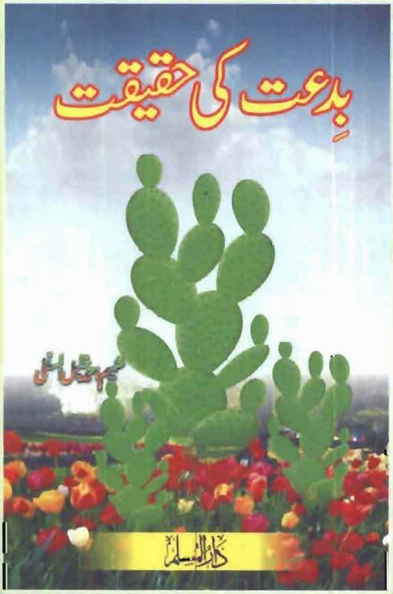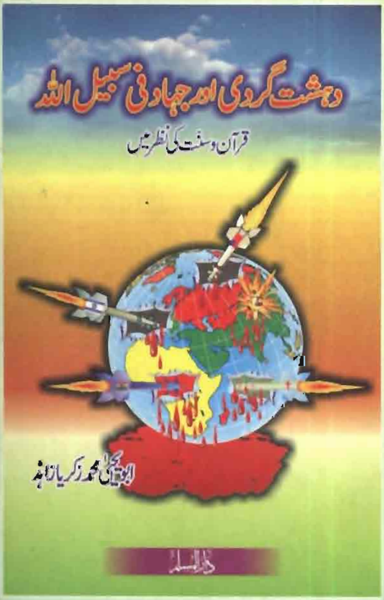
مطبوعاتِ دار المسلم